ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

ابرارِ خطابت

مصنّف

قاری ابرار احمد قادری

(فاضل علومِ عربیّہ)

حِصّہ دوم

علی برادران تاجرانِ کتب

ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

ابرارِ خطابت

حصّہ دوئم

مصنّف: قاری ابرار احمد قادری

ناشر

علی برادران تاجرانِ کتب

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۲۳۴/۱۷ پی پی

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب ــــــــ ابرارِ خطابت حصّہ دوم

مصنف ــــــــ قاری ابرار احمد قادری

کتابت ــــــــ عبدالعزیز پریس مارکیٹ فیصل آباد

پروف ریڈنگ ــــــــ حاجی نذیر احمد نعمانی

صفحات ــــــــ ۴۷۲

سائز ــــــــ ۲۳×۳۶

طابع ــــــــ علی اکبر۔ علی اصغر

قیمت ــــــــ 120 روپے

تعداد ــــــــ ایک ہزار

واحد تقسیم کار

٧٨٦/٩٢

اِنتساب

آلِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ و اولادِ علی
کرم اللہ وجہہ الکریم
کے نام!

○

نذرِ عقیدت

ذوی الاحتشام والاکرام و عالی مقام۔ میرے تمام
اساتذۂ کرام
دامت برکاتہم العالیہ
کی خدمات میں

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

احقر
قاری ابرار احمد قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات کے لئے ہیں۔ جس نے دُنیائے انسانیت کی رہبری کے لئے سرورِ سینہ نبئ تہامی رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مبعوث فرمایا۔ بالیقین خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی تریسٹھ سالہ ظاہری زندگی میں گمراہ و آوارہ اور منزل سے بے خبر انسانوں کو نہ صرف یہ کہ درسِ انسانیت سکھایا ـــــــ بلکہ ان بے مقدار ذرّوں کو عالم اسلام کے نیرِ تاباں بنا دیا۔ ضیائے مُصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انہی کرنوں نے انسان کی فکری تاریکیوں کو توحید و رسالت شرافت و نجابت اخلاق و عبادات کے اجالوں میں بدل دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیشِ نظر یہ مسئلہ انتہائی اہمیّت کا حامل تھا کہ انسان سراپا عجز و نیاز بن کر اپنی جبین خدا کے حضور جھکائے اور حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد اب اُمّتِ مسلمہ کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ دینِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کے فروغ کے لئے قرآن وحدیث کے احکام گھر گھر پہنچایا ہیں۔ اسی لئے تمام ادوار میں علماء وصلحائے اُمت نے وقت کے تقاضوں اور حالات کے نشیب وفراز کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تبلیغِ اسلام کی جو آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ العزیز تا قیامت جاری وساری رہے گی۔

دُعاگو

قاری ابرار احمد قادری

فاضل علوم عربیہ

خطیب جامع مسجد انوارِ لاثانی (رجسٹرڈ)

گلی نمبر ۷ روضہ پارک منصورہ آباد فیصل آباد

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
رجب المرجب		آتش پرست	۳۳
۱ کراماتِ اولیاء	۲۰	بُت قدموں میں	۳۴
معجزہ، کرامت، استدراج	۲۱	۲ زکوٰۃ کا بیان	۳۷
ولادتِ غریب نواز	۲۴	ارکانِ اسلام	۳۸
تحصیلِ علم	۲۵	تارکینِ زکوٰۃ	۳۹
بیعتِ غریب نواز	۲۵	عبادت نامقبول	۴۱
زیارتِ مکہ معظمہ	۲۶	مال باعثِ ہلاکت	۴۱
حاضری دیارِ حبیب	۲۷	لمحۂ فکر	۴۲
حج بیت اللہ	۲۷	فوائدِ صدقات	۴۳
ورودِ ہند	۲۸	گناہوں کی بخشش	۴۳
کراماتِ غریب نواز	۳۰	چھ کے بدلے ساٹھ	۴۶
لاخوف کے مصداق	۳۰	ثعلبہ کی بدبختی	۴۸
تالاب صراحی میں	۳۱	کوڑھی، گنجا، اندھا	۵۲
جوگی سے مقابلہ	۳۲	ہلاکتِ مال	۵۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مسائل زکوٰۃ	۵۷	سخاوت کرنے والے	۸۰
زکوٰۃ کی تعریف	۵۷	نماز میں سستی کرنے والے	۸۰
شرائطِ زکوٰۃ	۵۷	زکوٰۃ نہ دینے والے	۸۱
سونا و چاندی کی زکوٰۃ	۵۹	زانیوں کا حشر	۸۱
صاحب نصاب کون؟	۶۰	علماءِ سو کا حشر	۸۲
عشر کی زکوٰۃ	۶۰	سُود خوروں کا حشر	۸۲
مستحقین زکوٰۃ	۶۱	یتیموں کا مال کھانے والے	۸۲
غیر مستحقین	۶۲	چغلخوروں کا حشر	۸۳
۳ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۴	شراب نوشوں کا حشر	۸۳
انتظاماتِ خداوندی	۶۹	جھوٹے گواہ	۸۴
نورانی سواری	۷۱	والدین کے نافرمان	۸۴
جبرائیل کا شانۂ نبوت پر	۷۲	قاتلوں کا حشر	۸۴
شق صدر	۷۴	متکبروں کا حشر	۸۵
براق کی خوش قسمتی	۷۴	گانے والے فنکار	۸۵
اُمت کی یاد	۷۵	بادشاہوں کے خوشامدی	۸۵
قبر سے خوشبو	۷۸	قبلۂ اوّل میں آمد	۸۶
نمازِ موسیٰ علیہ السلام	۷۹	انبیاء کا استقبال	۸۶
مشاہدۂ عجائبات	۷۹	نبیوں کی امامت	۸۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
انبیاء کے خطبات	۸۷	چوتھا آسمان	۱۰۱
حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ	۸۷	پانچواں آسمان	۱۰۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ	۸۷	چھٹا آسمان	۱۰۲
حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ	۸۸	ساتواں آسمان	۱۰۲
حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطبہ	۸۸	بیت المعمور میں نماز	۱۰۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ	۸۹	عرشِ معلی	۱۰۶
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	۸۹	ابوبکر کی آواز	۱۰۷
۴ المعراج	۹۱	راز و نیاز	۱۰۹
فرشتوں کی آرزو	۹۴	اُمت کا سوال	۱۱۱
حضور کی بے قراری	۹۵	نماز کا تحفہ	۱۱۲
عجائب و غرائب کا مشاہدہ	۹۶	واپسی	۱۱۳
مقام محجوب	۹۶	شعبان المعظم	
اُمت کی بخشش	۹۷	معجزاتِ سید المرسلین	۱۱۵
نبوت کا سورج	۹۸	سورج کا واپس ہونا	۱۱۷
ایمان بالغیب	۹۸	شجر و حجر کا جھکنا	۱۱۹
پہلا آسمان	۹۹	پانی کا چشمہ	۱۲۰
دوسرا آسمان	۱۰۰	چاند دو ٹکڑے ہو گیا	۱۲۱
تیسرا آسمان	۱۰۰	پسینہ مبارک	۱۲۲

عنوان	صفحہ
مسائل زکوٰۃ	۵۷
زکوٰۃ کی تعریف	۵۷
شرائطِ زکوٰۃ	۵۷
سونا و چاندی کی زکوٰۃ	۵۹
صاحبِ نصاب کون؟	۶۰
عُشر کی زکوٰۃ	۶۰
مستحقینِ زکوٰۃ	۶۱
غیر مستحقین	۶۲
۳ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۴
انتظاماتِ خداوندی	۶۹
نورانی سواری	۷۱
جبرائیل کا شانۂ نبوت پر	۷۲
شقِ صدر	۷۴
براق کی خوش قسمتی	۷۴
اُمت کی یاد	۷۵
قبر سے خوشبو	۷۸
نمازِ موسیٰ علیہ السلام	۷۹
مشاہدۂ عجائبات	۷۹

عنوان	صفحہ
سخاوت کرنیوالے	۸۰
نماز میں سستی کرنیوالے	۸۰
زکوٰۃ نہ دینے والے	۸۱
زانیوں کا حشر	۸۱
علماءِ سوء کا حشر	۸۲
سُود خوروں کا حشر	۸۲
یتیموں کا مال کھانے والے	۸۲
چغلخوروں کا حشر	۸۳
شراب نوشوں کا حشر	۸۳
جھوٹے گواہ	۸۴
والدین کے نافرمان	۸۴
قاتلوں کا حشر	۸۴
متکبروں کا حشر	۸۵
گانے والے فنکار	۸۵
بادشاہوں کے خوشامدی	۸۵
قبلۂ اوّل میں آمد	۸۶
انبیاء کا استقبال	۸۶
نبیوں کی امامت	۸۶

عنوان	صفحہ
انبیاء کے خطبات	۸۷
حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ	۸۷
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ	۸۷
حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ	۸۸
حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطبہ	۸۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ	۸۹
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	۸۹
۴ المعراج	۹۱
فرشتوں کی آرزو	۹۴
حضور کی بے قراری	۹۵
عجائب و غرائب کا مشاہدہ	۹۶
مقامِ محجوب	۹۶
اُمت کی بخشش	۹۷
نبوت کا سورج	۹۸
ایمان بالغیب	۹۸
پہلا آسمان	۹۹
دوسرا آسمان	۱۰۰
تیسرا آسمان	۱۰۰

عنوان	صفحہ
چوتھا آسمان	۱۰۱
پانچواں آسمان	۱۰۱
چھٹا آسمان	۱۰۲
ساتواں آسمان	۱۰۲
بیت المعمور میں نماز	۱۰۳
عرشِ معلیٰ	۱۰۶
ابوبکر کی آواز	۱۰۷
راز و نیاز	۱۰۹
اُمت کا سوال	۱۱۱
نماز کا تحفہ	۱۱۲
واپسی	۱۱۳
شعبان المعظم	
معجزاتِ سید المرسلین	۱۱۵
سورج کا واپس ہونا	۱۱۷
شجر و حجر کا جھکنا	۱۱۹
پانی کا چشمہ	۱۲۰
چاند دو ٹکڑے ہوگیا	۱۲۱
پسینہ مبارک	۱۲۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پتھروں کا کلمہ پڑھنا	۱۲۳	شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۱
عتبہ کی ہلاکت	۱۲۵	مجلس کی زینت	۱۴۱
لعابِ دہن کا معجزہ	۱۲۶	درود شریف کی پرچی	۱۴۱
ام معبد کی بکری	۱۲۷	ہر مشکل کا حل	۱۴۴
پتھر چل کر آیا	۱۲۸	دافع البلاء	۱۴۵
کنوئیں کا پانی	۱۲۸	شہد میں شفا کیوں؟	۱۴۶
درختوں کی اطاعت	۱۲۹	بغیر حساب کے جنت	۱۴۷
دو ماہ کے بچے کا کلام	۱۳۰	حوا کا حق مہر	۱۴۷
خون مبارک	۱۳۱	بخیل کون؟	۱۴۸
جو میں برکت	۱۳۲	جنت کا راستہ بھولنا	۱۴۹
آگ کا اثر نہ ہونا	۱۳۲	دعا کا معلق رہنا	۱۴۹
بول مبارک	۱۳۳	آدابِ دعا	۱۵۰
نیند مبارک	۱۳۴	اوقاتِ درود شریف	۱۵۱
۲ فضائل درود شریف	۱۳۵	سماعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۱
خدا کا فعل	۱۳۸	محبوبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۲
مطلق حکم	۱۳۹	زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۳
درود شریف کی اہمیت	۱۴۰	۳ لیلۃ مبارکہ	۱۵۵
نظرِ رحمت	۱۴۰	ابوبکر کی خوش قسمتی	۱۵۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عمر فاروق کی خوش قسمتی	۱۵۸	پندرہ شعبان کا روزہ	۱۶۹
عثمان غنی کی خوش قسمتی	۱۵۸	صلوٰۃ التسبیح	۱۷۰
شیرِ خدا کی خوش قسمتی	۱۵۹	آتش بازی سے بچیے	۱۷۲
صحابہ کرام کی خوش قسمتی	۱۵۹	۴ موت کا بیان	۱۷۵
فضیلت ماہِ رمضان	۱۶۰	بادشاہ کی موت	۱۸۰
شعبان سے محبت	۱۶۰	نوجوان کی موت	۱۸۲
مغفرت کی رات	۱۶۲	آخر موت آ گئی	۱۸۴
مغفرتِ عامہ	۱۶۳	موت کی سختی	۱۸۶
شعبان کی پندرہویں رات	۱۶۳	ہمسایہ کی سوئی	۱۸۷
معمولِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۴	لکڑی کا تنکا	۱۸۷
توبہ کا سبب	۱۶۵	۵ آمدِ ماہِ صیام	۱۹۰
عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو	۱۶۶	فضیلت ماہِ رمضان	۱۹۳
عبادات شبِ برات	۱۶۷	علی احمد صابر	۱۹۶
صلوٰۃ الخیر	۱۶۷	صحابہ کا ایثار	۱۹۷
چودہ رکعت نفل	۱۶۸	جنگِ یرموک	۱۹۸
چار رکعت نفل	۱۶۸	روزہ کی برکت	۱۹۹
آٹھ رکعت نفل	۱۶۹	شانِ مومن	۲۰۱
بارہ رکعت نفل	۱۶۹	فوائدِ روزہ	۲۰۲

عنوان	صفحہ
دوسری حدیث	۲۰۳
روزہ دار کی شان	۲۰۴
فضیلت نماز تراویح	۲۰۵
بے روزہ کیلئے وعید	۲۰۷
بے روزہ کی سزا	۲۰۹
مسائل روزہ	۲۱۰
روزہ توڑنے والی چیزیں	۲۱۰
روزہ نہ توڑنے والی چیزیں	۲۱۱
روزہ کے مکروہات	۲۱۲
روزہ توڑنے کا کفارہ	۲۱۲
روزہ چھوڑنے کی صورت	۲۱۳

رمضان المبارک

عنوان	صفحہ
خاتون جنت سلام اللہ علیہا	۲۱۵
شان نزول	۲۱۶
کون فاطمۃ الزہرا	۲۱۱
جگر کا ٹکڑا	۲۱۹
فاطمہ سے محبت	۲۱۹
حضور سے مشابہت	۲۲۰

عنوان	صفحہ
ولادت زہرا	۲۲۱
جنت کی کلی	۲۲۲
شان زہرا	۲۲۴
عظمت زہرا	۲۲۵
گنہگاروں کی بخشش	۲۲۶
چکی پینا	۲۲۸
ناقہ رسول وفاطمۃ الزہرا	۲۲۹
وصال خاتون جنت	۲۳۰
پلصراط پر گزر	۲۳۲
غزوہ بدر	۲۳۴
لشکر اسلام	۲۳۶
حضور کی آرام گاہ	۲۳۷
مقتولین کفار کی نشاندہی	۲۳۸
صف بندی	۲۳۹
لڑائی کی ابتداء	۲۴۰
امداد الٰہی	۲۴۱
فرشتوں کی آمد	۲۴۳
شیطان کا بھاگنا	۲۴۳

عنوان	صفحہ
ابوجہل کا قتل	۲۴۵
جنگ بدر کا نتیجہ	۲۴۸
قیدیوں سے حسن سلوک	۲۴۹
حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ	۲۵۲
کون علی؟	۲۵۳
علی مجھ سے ہے	۲۵۴
جس کا دوست میں ہوں	۲۵۴
شہر حکمت کا دروازہ	۲۵۴
شہر علم کا دروازہ	۲۵۵
علی کو دیکھنا عبادت ہے	۲۵۵
ذکر علی عبادت ہے	۲۵۵
ولادت علی	۲۵۶
محبت علی	۲۵۷
بغض علی	۲۵۸
حضرت علی کا علم	۲۵۸
جبرائیل کا سوال	۲۵۹
یہودی عالم کے سوالات	۲۶۰
جوابات علی المرتضیٰ	۲۶۱

عنوان	صفحہ
حضرت علی کی قرآن خوانی	۲۶۲
سخاوت علی	۲۶۳
عدالت علی	۲۶۵
شجاعت علی	۲۶۷
شہادت علی	۲۷۰
لیلۃ القدر	۲۷۳
فرشتوں کی آمد	۲۷۴
شان نزول	۲۷۶
بہتر امت	۲۷۷
موسیٰ علیہ السلام کی خواہش	۲۷۹
ادریس علیہ السلام کی خواہش	۲۸۱
گناہوں کا کفارہ	۲۸۲
قبولیت کی رات	۲۸۲
لیلۃ القدر کے نوافل	۲۸۴
عظمت قرآن مجید	۲۸۷
جامع کتاب	۲۸۹
تعارف قرآن مجید	۲۹۱
قرآن مکی اور مدنی	۲۹۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قرآن آسان کر دیا گیا	۲۹۲	شیطان کا واویلا	۳۰۹
بہتر کون ہے؟	۲۹۵	حضور کی شکر گزاری	۳۱۰
حافظِ قرآن	۲۹۶	پیغمبر کی شکر گزاری	
حافظِ قرآن کے والدین	۲۹۶	حمد کرنے والے	
فضیلتِ قرآن	۲۹۸	صدقہ فطرانہ	۳۱۳
قرآن اور انگریز	۲۹۸	مسائل فطرانہ	۳۱۵
فرشتوں کا سماعتِ قرآن	۲۹۹	۲ حقوق اللہ	۳۱۷
حضور کا سماعتِ قرآن	۳۰۰	آیئے سوچیں	۳۱۷
شاہ عبدالرحیم کا قول	۳۰۱	نماز کی اہمیت	۳۱۷
محمود غزنوی کا ادب	۳۰۲	دین کا ستون	۳۱۸
نوجوان کا ادب	۳۰۳	معراج المؤمنین	۳۱۸
بشر حافی کا ادب	۳۰۳	آنکھوں کی ٹھنڈک	۳۱۸
معلوماتِ قرآن	۳۰۵	ایمان کی علامت	
شوال المکرم		پہلا سوال	۳۱۸
عید الفطر	۳۰۷	نماز کا حکم	۳۱۹
پہلی عید	۳۰۸	پانچ نمازیں	۳۱۹
تسبیح و تہلیل کا دن	۳۰۸	نماز پڑھنے کا ثواب	۳۱۹
مغفرت کا دن	۳۰۸	نماز پڑھنے کی برکات	۳۲۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بینائی واپس	۳۲۱	رشوت لینے والے کا حشر	۳۳۱
بچہ آگ سے بچ گیا	۳۲۱	سود کی برائی	۳۳۱
نماز میں سستی کرنے والا	۳۲۲	۳ حقوق العباد	۳۳۲
نماز منہ پر		والدین کی رضا	۳۳۲
امام زین العابدین کی نماز	۳۲۳	مقبول حج کا ثواب	۳۳۳
بے نماز کے لئے حکم	۳۲۴	مقامِ جنت	۳۳۳
عذر نامقبول	۳۲۴	عظمتِ ماں	۳۳۴
نماز باجماعت		ماں کیا ہے؟	۳۳۴
نماز بغیر جماعت کے	۳۲۶	امام زین العابدین کا ادب	۳۳۶
نابینا صحابی	۳۲۷	اویس قرنی کا ادب	۳۳۶
شراب کی برائی	۳۲۷	اویس کی تلاش	۳۳۷
نماز نامقبول	۳۲۸	حارث بن نعمان کا ادب	۳۴۰
دس شخصوں پر لعنت	۳۲۸	بایزید بسطامی کا ادب	۳۴۱
شراب میں شفا نہیں	۳۲۹	ماں کی دعا	۳۴۲
افیون، بھنگ، ہیروئن	۳۲۹	والدین کی قبر	۳۴۳
زنا کی برائی		اولاد کے حقوق	۳۴۳
زانیوں کا حشر	۳۳۰	خاوند کے حقوق	۳۴۴
رشوت کی برائی	۳۳۰	بیوی کے حقوق	۳۴۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ہمسایہ کے حقوق	۳۴۵	شاہ عبدالرحیم کی تیمارداری	۳۶۶
تنبیہہ	۳۴۶	بلخ کا تاجر	۳۶۸
غیبت کی برائی	۳۴۷	لوٹی میں بال	۳۶۹
غیبت کیا ہے؟	۳۴۷	فرشتوں کی قرأت	۳۷۰
حسد کی برائی	۳۴۸	**ذیقعدہ**	
حسد کیا ہے؟	۳۴۸	۱ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۷۲
جھوٹ کی برائی	۳۴۸	شانِ نزول	۳۷۳
۴ ذکرِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵۰	حضور کا فیصلہ	۳۷۵
نظر نظر میں فرق		خزیمہ کی گواہی	۳۷۶
آدم علیہ السلام کی نظر	۳۵۷	سونا پہنا دیا	۳۷۸
کل انبیاء کی نظریں	۳۵۸	نکاح کی ممانعت	۳۷۹
یوسف علیہ السلام کی نظر	۳۵۸	۲ کرمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۸۱
جبرائیل علیہ السلام کی نظر	۳۵۸	رات والا چور	۳۸۶
کل صحابہ کی نظر	۳۵۹	اونٹنی کی خبر	۳۹۰
جس نے مجھے دیکھا	۳۵۹	خفیہ خط	۳۹۱
وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۰	آندھی کی خبر	۳۹۲
۵ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و	۳۶۱	اعرابی کا سوال؟	۳۹۳
حاضر و ناظر		حالاتِ جنگ	۳۹۴

عظمتِ مصطفیٰ = 361 تا 394

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۳ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام	۳۹۶	متبرک پانی	۴۱۵
نمرود کی بادشاہی	۳۹۷	قبیلہ بنی جرہم	۴۱۶
نمرود کا خواب	۳۹۷	قربانی کا حکم	۴۱۷
ولادتِ ابراہیم علیہ السلام	۳۹۹	باپ اور بیٹے کی گفتگو	۴۱۷
چچا سے مناظرہ	۴۰۰	شیطان کی مکاری	۴۱۸
آذر کی تحقیق	۴۰۱	اسماعیل علیہ السلام کی وصیتیں	۴۲۰
بڑھیا کا بت	۴۰۴	تکبیر کی وجہ تسمیہ	۴۲۲
قوم کی عید	۴۰۴	**ذوالحجہ شریف**	
بتوں کی بربادی	۴۰۵	۱ مکہ اور مدینہ	۴۲۳
نمرود سے مناظرہ	۴۰۶	فوائدِ حج	۴۲۴
نارِ نمرود	۴۰۸	گناہوں کا کفارہ	
۴ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام	۴۱۰	حج کا ثواب	۴۲۴
ولادتِ ذبیح اللہ علیہ السلام	۴۱۱	حاجیوں کیلئے دعا	
سرزمینِ حرم		حاجی کی دعا	۴۲۵
ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۴۱۳	مکہ اور مدینہ	۴۲۵
		دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۶
		خانۂ خدا	۴۲۸
پانی کی تلاش	۴۱۴	روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مدینہ میں موت	۴۲۰	حیاءِ عثمانِ غنی	۴۴۴
عمر فاروق کی خواہش	۴۳۱	سخاوتِ عثمان	۴۴۵
امام مالک کی خواہش	۴۳۱	مال و دولت کی خیرات	
جسے چاہا بلا لیا	۴۳۲	عثمان کے لئے دعا	۴۴۷
۲ عیدالاضحیٰ	۴۳۳	بغضِ عثمان	۴۴۸
قربانی کا ثواب	۴۳۴	شہادت کی پیشین گوئی	۴۴۹
نیکیاں ہی نیکیاں	۴۳۴	شہادتِ عثمان	۴۴۹
اجرِ آخرت	۴۳۵	۴ مرادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵۴
مالدار کے لئے وعید	۴۳۶		
قربانی کی فضیلت	۴۳۶	قبولِ اسلام	۴۵۶
مسائل قربانی	۴۳۶	فرشتوں کی مبارک	۴۵۹
جانوروں کی عمریں	۴۳۷	شیطان کا راہ بدلنا	۴۶۰
قربانی کا طریقہ	۴۳۸	جنتی محل	۴۶۰
طریقہ نمازِ عیدالاضحیٰ	۴۳۸	عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶۱
۳ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۴	دریا نے حکم مانا	۴۶۲
شانِ نزول	۴۴۱	رعایا کی خبرگیری	۴۶۳
جنت کا ساتھی	۴۴۲	عدلِ فاروقی	۴۶۴
سفارشِ عثمان	۴۴۴	شہادتِ عمر فاروق	۴۶۸

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کراماتِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

حضراتِ محترم ! میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی ایک آیۂ کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اُس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمّت کے ایک ولی حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حضرات ! قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ کراماتِ اولیا حق اور سچ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ ط
(مسلم شریف ص ٣٢٩ ج ٢)

بہت سے خستہ حالت بال بکھرے۔ دروازوں سے دور ہٹائے ہوئے اگر وہ کسی کام کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کرنے کے لئے وہ کام کر دیتا ہے۔

شرح عقاید نسفی میں ہے کہ

وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ۔

اور اولیاء اللہ کی کرامات حق اور ثابت ہیں۔

(شرح عقاید ص ١٤٤)

معجزہ ۔ کرامت ۔ اِستدراج

معجزہ !
اگر خلافِ عادت کوئی کام نبی سے صادر ہو تو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔

کرامت! اگر خلافِ عادت کوئی کام ولی سے صادر ہو تو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

استدراج! اگر خلافِ عادت کوئی کام غیر مومن یا فاسق سے صادر ہو تو وہ استدراج کہلاتا ہے۔ (روح البیان پ ۱۹) (شرح عقائد ص ۱۴۵)

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پ ۱۹)	اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا۔ ایک پل مارنے سے پہلے،

چنانچہ تفسیر مظہری، روح البیان، اور صاوی علی الجلالین میں ہے۔ کہ وہ بلقیس کا تخت لانے والے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ولی حضرت آصف بن برخیا تھے۔

صاوی علی الجلالین میں ہے کہ آصف بن برخیا

كَانَ وَزِیْرُ سُلَیْمَانَ وَقِیْلَ كَاتِبُهٗ وَكَانَ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللهِ تَعَالٰی۔	حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کاتب تھا اور وہ اللہ کا ولی تھا۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھرے دربار میں حکم فرمایا کہ تم میں کون ہے جو بلقیس کا تخت میرے پاس لائے۔ عفریت جن کھڑا ہوا۔ عرض کرنے لگا۔ حضور تخت میں لے کر آتا ہوں۔ فرمایا کتنی دیر میں عرض کی یہ محفل برخاست ہونے سے پہلے لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے جلدی چاہیئے۔ تو حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے۔ عرض کی حضور تخت میں لاؤں گا۔ فرمایا کتنی دیر میں عرض کی آنکھ جھپکنے سے پہلے۔ تفسیر صاوی میں ہے۔ کہ

كَانَ صِدِّیْقًا یَعْلَمُ اِسْمَ اللهِ الْاَعْظَمَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ۔ (صاوی علی الجلالین ص ۱۹۳ ج ۳)	آصف بن برخیا صدیقیت کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اسم اعظم جانتے تھے۔ جب دعا کرتے تو ان کی دعا قبول ہوجاتی تھی۔

ابھی یہ لفظ آپ کی زبان پر ہی تھے کہ بلقیس کا تخت دربارِ سلیمان علیہ السلام میں موجود تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تختِ بلقیس کو آنکھوں کے سامنے موجود پایا۔ تو

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔	فرمایا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

حضرات! ثابت ہوا کہ

طاقت ولی دی اللہ دی ہے طاقت
ولی کئی تقدیر نوں جوڑ سکدا

گل ولی دی حکم رحمان دا اے
جوڑی ولی دی کوئی نئیں توڑ سکدا
چلے تیر جو ولی دی نظر وچوں!
اونہوں کوئی وی پچھاں نئیں موڑ سکدا
ملاں شرک دے لکھ پیا دے فتوے
خدا ئم ولیا ندا لوہا نئیں چھوڑ سکدا

حضرات! رجب المرجب کی چھ تاریخ کو ہندوستان کی سرزمین اجمیر شریف میں سرچشمۂ حقیقت ومعرفت ـــــ زبدۃ العارفین ـــــ قدوۃ السالکین ـــــ عمدۃ الواصلین ـــــ فخر الکاملین ـــــ امام السالکین ـــــ خواجہ خواجگان ـــــ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ لہٰذا آج میں ان کی زندگی اور ان کی کشف وکرامات کے حوالے سے کچھ عرض کروں گا۔

کون خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ تمہاری شان بھی کیا شان ہے کہ تم
بندے خدا کے ہو کے بھی بندہ نواز ہو

ولادت غریب نواز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ کو بمقام قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت

خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ام الورع مہ نور رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں۔ کہ جب معین الدین میرے شکم میں تھے تو مجھے جنت کے خواب آتے تھے۔ گھر میں ہر طرح سے خیر وبرکت تھی۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے غریب نواز کے جسم میں روح ڈالی۔ تو میں اکثر شکم سے تسبیح وتہلیل کی آوازیں سنتی تھی۔ یہ آوازیں سن کر ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ معین الدین کی پیدائش کے وقت سارا گھر انوارِ الٰہی سے روشن تھا اور خواجہ غریب نواز کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا حقیقت میں آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن کے زمانہ میں ہی آپ کی باتوں سے اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ بڑے ہو کر آپ ایک برگزیدہ ہستی ہوں گے۔

تحصیلِ علم!

حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش خراسان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی۔ کیونکہ آپ کے والد بزرگوار بہت بڑے عالم تھے۔ نو سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ بعد ازاں سنجر کے ایک مکتب میں آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم پائی اور مختصر عرصہ میں ہی کافی علم حاصل کر لیا۔

بیعتِ غریب نوازؒ!

اپنی بیعت کا حال خواجہ غریب نواز خود یوں بیان فرماتے ہیں کہ بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت ان کی محفل میں کثیر تعداد میں مشائخ عظام موجود تھے۔ چنانچہ خواجہ عثمان ہارونی نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرو۔ میں نے نماز ادا کی تو فرمایا قبلہ رو بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا پھر حکم دیا سورۃ بقرہ پڑھو، میں نے پڑھی پھر فرمایا اکیس بار درود شریف پڑھو، میں نے پڑھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا کہ آؤ تاکہ میں تمہیں خدا تک پہنچا دوں۔ بعد ازاں گلیم خاص عطا فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ تو فرمایا ہماری خانقاہ میں شب و روز کے مجاہدہ کا معمول ہے۔ تو آج رات اور دن مشغول رہو۔ دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ تو ارشاد فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا۔ مرشد پاک نے فرمایا معین الدین کہاں تک دیکھتے ہو، عرض کیا عرشِ اعظم تک۔ پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو اس پر استفسار فرمایا۔ کہاں تک نظر گئی عرض کی تحت الثریٰ تک فرمایا ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ میں نے پڑھی فرمایا۔ آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا پوچھا اب کہاں تک نظر گئی۔ میں نے عرض کی حجابِ عظمت تک پھر فرمایا آنکھیں بند کر دو۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ فرمایا کھولو میں نے کھول دیں۔ پھر مجھے اپنی انگلیاں دکھا کر پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم بعد ازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ اٹھانے کا حکم دیا۔ میں نے اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے اشرفیوں کا ڈھیر تھا۔ فرمایا اسے لے جا کر فقراء میں تقسیم کر دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی واپس لوٹ کر آیا تو ارشاد ہوا کہ چند روز ہماری صحبت میں گزارو۔ عرض کیا تابع فرمان ہوں۔ (انیس الارواح)

زیارتِ مکہ معظمہ:۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز اپنے پیر و مرشد

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر زیارت و طوافِ خانہ کعبہ سے مشرف ہوئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب نواز کا ہاتھ پکڑا اور ان کے حق میں دعا فرمائی الٰہی معین الدین کو قبول فرما اور مقربِ بارگاہِ الٰہی کر۔ اس مناجات کے بعد ندا آئی کہ ہم نے معین کو قبول کیا۔

حاضری دیارِ حبیب:۔

زیارت خانہ کعبہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز مرشدِ کامل کے زیرِ سایہ دیارِ حبیب پہنچے اور حرمِ نبوی میں حاضری دی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرشد پاک نے مجھے کہا سلام کر میں نے ہدیہ تسلیم پیش کیا۔ آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بر و بحر۔ یہ آواز سن کر خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب تو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔

حج بیت اللہ:۔

مرشد کامل کی تعلیمات سے فراغت پانے اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت غریب نواز وطن مالوف تشریف لائے اور چند دن قیام کے بعد پھر زیارتِ حرمین کے لئے روانہ ہو گئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ ایک دن روضۂ اطہر کے روبرو چشم نم عبادت میں مستغرق تھے۔ کہ آواز آئی معین کو حاضر کرو۔ خدام والا مقام نے جستجو کی اور معین کہہ کر آواز دی اس نام کے بہت سے لوگ متوجہ ہوئے۔ آخر خدام والا نے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس نام کے تو کئی آدمی ہیں چنانچہ مکرر آواز آئی معین الدین چشتی کو لاؤ۔ غلام
عالی مقام دوڑے۔ اور حضرت معین الدین چشتی کو لے آئے۔ طلبیٔ رسولِ خُدا
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خواجہ غریب نواز آنکھوں سے آنسو بہاتے
ہوئے۔ ایک عجیب حالت میں درود شریف پڑھتے ہوتے روضۂ منورہ
پر حاضر ہوئے۔ نہایت مؤدب و دست بستہ کھڑے تھے کہ آواز آئی اے
معین الدین حسن تو ہمارے دین کا معین و مددگار ہے اور ہندوستان کی
ولایت ہم نے تمہیں عطا کی۔ اب اجمیر میں جا کر قیام کرو۔ جہاں ہمارے ایک
فرزند دوست سید حسین بھی جہاد کے لئے گئے تھے۔ مگر انہیں کافروں نے
شہید کر ڈالا۔ اب وہاں بہت بری طرح کفر و شرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے
جاؤ اجمیر میں تمہارے قیام سے اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ یہ مژدہ جانفزا
سُن کر حضرت غریب نواز حیران تھے کہ ہندوستان کون سا ملک ہے۔ کہاں
واقع ہے۔ آپ کو اس کے محلِ وقوع کا علم نہ تھا۔ اسی سوچ میں آپ کی آنکھ
لگ گئی۔ حضور سرورِ دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خواب ہی
میں مشرق و مغرب کی سیر کرادی اور ایک انار سرکار غریب نواز کو عطا
کیا اور فرمایا جاؤ معین آج سے تم غریب نواز ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا
حامی و ناصر ہو۔ اب اجمیر چلے جاؤ۔

ورودِ ہند:

حضرت خواجہ غریب نواز دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
سے حکم پاتے ہی بجانب ہندوستان روانہ ہوگئے۔ سیر العارفین میں ہے
کہ اس دوران صدہا اولیاءِ کرام سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ سب

سے پہلے بغداد تشریف لائے۔ ستاون روز تک شہنشاہِ روحانیت حضرت
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک حجرہ میں مقیم رہے اور ان سے پروانۂ
رسالت کا ذکر کیا تو اس پر حضرت غوث الاعظم نے آپ کو مبارک باد دی۔
بغداد میں قیام کے دوران سہروردی سلسلہ کے بانی شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
سہروردی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی آپ کا رابطہ رہا۔
اسی طرح شیخ نجم الدین خواجہ اوحد الدین کرمانی اور ابوسعید تبریزی کے علاوہ
کئی مشائخ اور بزرگ آپ سے ملے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین چلپی کے بیان کے
مطابق شیخ اوحد الدین کرمانی نے حضرت خواجہ غریب نواز سے خرقۂ خلافت
حاصل کیا۔ اصفہان میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ جو ان دنوں مرشد کی تلاش
میں تھے۔ چنانچہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں صداقت
و محبت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمنا بیدار دیکھ کر آپ نے
انہیں اپنے حلقۂ مریدین میں شامل کر لیا۔ پھر سلطان الہند ہرات، تبریز
اور بلخ سے ہوتے ہوئے اجمیر آنے کے لئے غزنی کے راستے ہندوستان
روانہ ہوئے۔ زبانِ زدِ عام روایت یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے لاہور
تشریف لائے۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر چلہ کشی
فرمائی اور فیوض روحانی سے استمداد کے بعد وجد میں آکر یہ شعر کہا۔

سہ گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

اس کے بعد آپ ہندوستان پہنچے۔ جب آپ نے شہر سے باہر قیام

فرمانے کے لئے اپنا سامان رکھا تو ایک شخص نے تکبّر اور رعونت کے لہجے میں گستاخی کی اور کہنے لگا یہ سرکاری اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں سامان مت رکھو۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُن کر فرمایا کہ ہمیں اونٹوں سے کیا تعلق ہم جاتے ہیں۔ اب وہ یہاں بیٹھے ہی رہیں گے۔ یہ کہہ کر آپ اپنے درویشوں کے ہمراہ پہاڑی کی جانب چلے گئے۔ بعدازاں رائے پتھورا کے اونٹ آکر بیٹھ گئے۔ تو دو دن تک بیٹھے ہی رہے۔ ساربانوں نے انتہائی کوشش کی مگر اونٹ نہ اُٹھے۔ بالآخر یہ ماجرا رائے پتھورا کو سُنایا گیا۔ جس نے ساربانوں کو حکم دیا کہ وہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگیں۔ چنانچہ ان کی معذرت کے بعد آپ نے دُعا فرمائی اور اونٹ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ (سیر العارفین)

کراماتِ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ!

خدا کے فضل سے قائم ہے یہ عجیب نظام
کرامتوں سے سرفراز ہیں اولیاء تمام

لاخوفٌ کے مصداق

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آنا ساگر کے اطراف میں بہت سے بُت خانے تھے۔ جن میں کئی من پھول نچھاور کئے جاتے تھے اور کئی من تیل سے ان بُت خانوں میں چراغاں کیا جاتا تھا۔ ان مندروں میں سے بعض میں گائیوں کی مورتیاں بھی تھیں۔ جن کی پرستش کی جاتی تھی۔ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں باقاعدہ طور پر تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو اجمیر کے ہزاروں

ہندو اور آنا ساگر کے پجاری اس پر غضب ناک ہو کر آپ پر مشترکہ طور پر حملہ آور ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر، بھالے اور برچھیاں دیکھ کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جیسے قلندر مسکرا رہے تھے۔ انھوں نے مشتعل ہجوم کو قریب آنے سے روکا۔ لیکن جب نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ تو آپ نے مٹھی بھر خاک ان پر پھینک دی۔ جس سے سب کے جسم خشک ہو گئے۔ ان میں کچھ اندھے اور باقی لنگڑے لولے نظر آنے لگے۔ اہل اجمیر کی خاصی تعداد آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔

(خزینۃ الاصفیاء)

تالاب صراحی میں:

منقول ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز آنا ساگر سے درویشوں کے ہمراہ ٹہلتے ٹہلتے پنسلہ کے تالاب پر پہنچ گئے۔ جہاں آپ نے غسل کا ارادہ فرمایا مگر برہمنوں نے آپ کو منع کر دیا۔ چنانچہ خواجہ غریب نواز نے اپنے ایک خادم کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا کہ پنسلہ اور آنا ساگر کا پانی اس صراحی میں بھر دو۔ آپ کی کرامت سے دونوں تالابوں کا پانی دریا بہ کوزہ کے مصداق صراحی میں بند ہو گیا۔ اس کے بعد سارے شہر کے تالاب کنوئیں اور حوض بھی خشک ہو گئے۔ یہاں تک کہ عورتوں اور چارپایوں کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ جب رائے پتھورا نے یہ حالت دیکھی تو بہت گھبرایا اور خود جا کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار ہوا اس کے بعد شہر کے تالاب، کنوئیں اور حوض دوبارہ پانی سے بھر گئے۔ حضرت کی اس کرامت پر بھی اجمیر کے بہت سے لوگ آپ کے دستِ حق پرست کو چوم کر مسلمان

ہو گئے ۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

جوگی سے مقابلہ:

رائے پتھورا نے اجمیر کے عوام کی اکثریت کو مائل بہ اسلام دیکھا تو اس نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو جادو کے اثر سے نیچا دکھانے کی ناکام کوشش کی ۔ اور اپنے عہد کے مشہور جوگی اجے پال کو پیغام بھیجا جس نے جواب میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت خواجہ غریب نواز کو نکالنے کی کوئی نہ کوئی تدبیر نکال لے گا ۔ چنانچہ اجے پال جوگی مرگ چھالہ پر بیٹھ کر اجمیر کی طرف روانہ ہوا ۔ بالکوں کی کثیر تعداد اس کے ساتھ تھی ۔ وہ اس شان شوکت سے اجمیر میں داخل ہوا کہ اس کے کئی ہزار چیلے جادو کے شیروں پر سوار تھے ۔ جادو کے سانپ ان کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے ۔ وہ آگ برساتے اور شور مچاتے ہوئے خواجہ غریب نواز کے ڈیرے کی طرف چلے آرہے تھے ۔ اجے پال جوگی نے آتے ہی حضرت کے ڈیرے پر آگ پھینکی ۔ پھر سارے سانپ اور اژدہے ان کی طرف چھوڑ دیئے ۔ اہل اجمیر اس منظر کو دیکھ رہے تھے ۔ ایک جادوگر کا بوریہ نشین سے مقابلہ تھا ۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت غریب نواز کی جانب بڑھنے والے تمام اژدہے اور سانپ مر چکے تھے ۔ آگ سرد پڑ چکی تھی ۔ انواع و اقسام کے جادو جب ناکام ہو گئے تو اجے پال نے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے بارگاہِ الٰہی سے کیا منصب پایا ہے ۔ اور کس مقام تک آپ کی رسائی ہے ۔

آپ نے فرمایا اگر کوئی جادوگری میں کوئی آخری مرتبہ تیرے پاس ہے ۔ تو استعمال میں لا ۔ اس کے بعد اجے پال اپنے جادو کے زور سے ہوا میں اڑنے لگا اور جب نظروں سے اوجھل ہونے لگا ۔ تو خواجہ غریب نواز نے اپنی نعلین کی طرف اشارہ کیا کہ اجے پال کو حاضر کرو ۔ آپ کی نعلین فوراً ہوا ہو گئیں اور جوگی کے سر پر پڑنے لگیں ۔ اتنے میں وہ زمین کی طرف آ رہا تھا سارا اجمیر کے لوگ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے ۔ اور حضرت غریب نواز مراقبہ میں تھے ۔ اجے پال جوگی زمین پر آ کر بے ہوش ہو گیا ۔ جب ہوش آیا تو ہاتھ جوڑ کر غریب نواز کے سامنے غلام کی طرح عاجزی و انکساری سے کھڑا ہو کر معافی مانگنے لگا اور حضرت کے روبرو مشرف بہ اسلام ہو گیا ۔ اس کے بعد آپ نے اسے خضر بیابانی کا خطاب دیا اور اس کے لئے حیاتِ ابدی کی دعا فرمائی ۔ یہ قبول ہو گئی ۔ چنانچہ سننے میں آتا ہے کہ خضر بیابانی ابھی تک زندہ ہیں اور اجمیر جانے والے بھولے بھٹکے مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں ۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

آتش پرست:

ایک رات آپ کسی جنگل سے گزر رہے تھے ۔ جس میں سات آدمی آگ روشن کر کے اس کی پوجا کر رہے تھے ۔ ان پجاریوں کے مجاہدہ کی لوگوں میں اس قدر دھاک بیٹھی ہوئی تھی ۔ کہ وہ آتش پرست چھ ماہ تک کھانا پینا ترک کر دیتے تھے ۔ جو کوئی ان کے ہاں حاضری دیتا تو وہ

آتش پرست پوچھنے کے بغیر ہی اس کا حال بیان کر دیتے۔ اس جنگل کے نواح میں رہنے والے تمام لوگ ان کے گرویدہ ہو چکے تھے اور آتش پرست کہلاتے تھے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آتش پرستوں سے پوچھا کہ تم خدا کو چھوڑ کر اس آگ کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ اس پر پجاریوں نے جواب دیا۔ اس لئے کہ قیامت کے دن یہ آگ ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے آتش پرستو! تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ آگ بھی تو خالقِ کائنات کی پیدا کی گئی ہے اور دیگر تمام چیزوں کی طرح یہ آگ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی تابع فرمان ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی عبادت کرو گے تو تمہیں یہ آگ تو کیا کوئی آگ بھی نہ جلا سکے گی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر سب لوگ ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی اُس بات پر کس طرح یقین کر لیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ آگ میرے جسم کو تو کیا میری جوتی کو بھی کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا سکتی۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی نعلین کو آگ میں پھینک دیا۔ فوراً آگ بجھ گئی۔ اور آپ کی جوتی ویسی کی ویسی رہی۔ جب یہ منظر آتش پرستوں نے دیکھا تو فوراً سب کے سب کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور آپ کے تصرفاتِ روحانی نے سات پجاریوں کو ولیٔ کامل بنا دیا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں!

بُت قدموں میں!

منقول ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آنا ساگر کی

ایک پہاڑی کے قریب اقامت پذیر تھے۔ آپ کا ایک خادم پانی لینے کی غرض سے لکڑی کا کشکول لے کر آنا ساگر کے کنارے پہنچا تو پجاریوں نے اسے پانی لینے سے روک دیا۔ یہاں ایک بہت بڑا بُت خانہ بھی تھا۔ جس کے پجاریوں نے دوسرے لوگوں پر پانی پینے کی پابندی عائد کر رکھی تھی۔ خادم نے واپس آ کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ خود آنا ساگر پر پانی بھرنے کے لئے پہنچے اور رام دیو مہنت کو جو کنارے پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے فرمایا۔ تم انسان کے بنائے ہوئے مٹی کے ان بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟ رام دیو مہنت بولا ہم ان مورتیوں کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ اس لئے ان کی پوجا کرتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ان بتوں کو خدا سمجھتے ہو تو پھر ان سے کہو کہ تمہاری باتیں سنیں اور جواب دیں۔ رام دیو نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھلا مٹی اور پتھر کی مورتیاں بھی بول سکتی ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا ہمارا دین برحق ہے۔ ہمارا خدا سچا ہے۔ دیکھو ہم خدا کے حکم سے ان بتوں کو لبِ گویائی بخشیں گے۔ یہ کہہ کر حضرت نے سب سے بڑے بُت کی طرف دیکھا اور فرمایا اگر ہمارا دین برحق اور ہمارا خالقِ کونین سچا ہے۔ تو پھر اس معبودِ حقیقی کے حکم سے بول اور ہماری جانب چل کر آ ______ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ وہ بُت فوراً حرکت میں آ گیا اور چند قدم چل کر آپ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچا اور عرض کیا آپ کا خدا سچا اور آپ کا دین برحق۔ ہم خالقِ کونین کے حکم سے چل کر آپ کے پاس آئے ہیں اور بول رہے ہیں۔ ان کافروں کا مذہب

بالکل جھوٹا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر رام دیو مہنت نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت کے دستِ مبارک چوم کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (سفیرِ حرم)

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

زکوٰۃ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ہ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ہ

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (پ۱)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

حضرات! زکوٰۃ ارکانِ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:-

حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ارکان اسلام

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

(مشکوٰۃ ص۱۲)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

چونکہ میں نے آپ کے سامنے جو آیہ کریمہ پڑھی ہے۔ اس میں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان دونوں میں کوتاہی کرنے والے کے متعلق سخت وعید فرمائی ہے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (پ۳۰)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

تارکین زکوٰۃ:

اور زکوٰۃ و صدقات نہ دینے والے اور دنیا کا مال جمع کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ (پ۱۰)

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا کے مال کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞
(پ ۲۸)

چنانچہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے مال دے اور وہ اس مال کی زکوٰۃ نہ دے ،

مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا ۔	تو اس کا مال قیامت کے دن اس کیلئے اژدہا (سانپ) کی شکل کردیا جائے گا اور وہ سانپ اس کا طوق بن جائے گا۔ جو اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا۔

ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ۔ پھر کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی ۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ	اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا۔ قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔ (پ ۴)	اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۵)

عبادت نامقبول:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا۔ جو نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھ رہا تھا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہ العلمین یہ بندہ کیسی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر یہ شخص دن میں ہزار رکعت پڑھے اور ہزار غلام آزاد کرے اور ہزار آدمیوں کی نماز جنازہ پڑھے اور ہزار حج ادا کرے اور ہزار جنگیں لڑے تو اسے کوئی نفع نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے گا۔ (روح البیان پ ۱ ص ۱۸۳)

مال باعثِ ہلاکت:

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اے بھائی خود کو اتنی دنیا جمع کرنے سے بچا جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار دولت مند اپنا مال لئے قیامت میں آئے گا۔ جب وہ پل صراط سے گزرنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا گزر جا کیونکہ تو نے میرا حق ادا کیا تھا اور جب گنہگار دولتمند آئے گا اور پل صراط سے گزرنے لگے گا۔ تو اس کا مال کہے گا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق پورے

نہیں کرتے تھے۔ پس اسے ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔
(مکاشفۃ القلوب صہ ۲۹۴)

لمحۂ فکر:

حضرات! زکوٰۃ کا معنی ہے بڑھنا جب مال سے زکوٰۃ نکال دی جائے تو مال پاک ہو جاتا ہے اور اس میں برکت آجاتی ہے۔ حتیٰ کہ چور کی نظر دل سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے لیکن افسوس کہ آج جو ہمارا حال ہے۔ کہ جب بینکوں میں زکوٰۃ کٹوتی کا وقت آتا ہے۔ تو ایک دو دن پہلے ہی پیسے نکلوالئے جاتے ہیں اور جب زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے تو دوبارہ جمع کروا دیتے ہیں یا پھر اپنے آپ کو غیر مسلک ثابت کر کے زکوٰۃ دینے سے بچ جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ صرف اس لئے کہ کہیں ہمارے مال میں کمی نہ آجائے۔ ہم غریب ہو جائیں گے۔

حضرات! کبھی ہم نے سوچا کہ یہ فکر ہمارے دل میں کون ڈالتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (پ۳)

شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

معلوم ہوا کہ نیکی کے رستہ میں خرچ کرنے میں غریبی کا خوف اور

بڑے کاموں میں دلیری سے خرچ کرنا یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ لہٰذا راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔

فوائدِ صدقات:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (پ۳)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس دانہ کی طرح ہے۔ جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اَضْعَافٌ مُّضَاعَفَةٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ۔ وہ دونا دون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس زیادتی ہے۔ (مشکوٰۃ صہ ۱۷۱)

گناہوں کی بخشش:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دھوبی تھا۔ اس کی بداخلاقی سے لوگ بہت تنگ تھے۔ سب متفق ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کی شکایت کی کہ حضور یہ لوگوں کے کپڑے

بدل لیتا ہے۔ آپ اس کے حق میں بد دعا کریں تاکہ یہ مر جائے اور ہم اس
کی شرارت سے بچ جائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں
بد دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّہٗ بِذِ مَّتَا۔ یا اللہ اس کو واپس نہ لوٹانا۔
اور ان لوگوں کو آپ نے یہ بشارت دی کہ اس دھوبی کی عمر میں صرف
آج کا دن باقی ہے۔ حاضرین کو عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اطمینان ہو گیا
کہ اب اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ چنانچہ دھوبی معمول کے مطابق اپنے ساتھ
تین روٹیاں لے کر گھاٹ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں اسے ایک سائل
ملا اس نے کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ اللہ کے لئے مجھے ایک روٹی مل جائے
اس نے ایک روٹی سائل کو دے دی۔ سائل نے روٹی لے کر دعا کی۔ کہ

غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَطَھَّرَ قَلْبَکَ

اللہ تعالیٰ تیرے گذشتہ گناہوں کو معاف کرے اور تیرے دل کو پاک کر دے۔

اس دھوبی کو سائل کی دعا پسند آئی۔ خوش ہو کر اس نے دوسری
روٹی بھی اسے دے دی۔ سائل نے پھر دعا کی۔ اس نے تیسری روٹی بھی
اس کے حوالے کر دی سائل نے کہا۔

حَفِظَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ بَلِیَّاتِ السَّمَآءِ وَبَنَی اللّٰہُ لَکَ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ۔

اللہ تعالیٰ تجھے آسمانی بلاؤں سے محفوظ رکھے اور تیرے لئے جنت میں محل بنا دے

الحاصل یہ کہ سب کے دل میں یہی تھا کہ دیکھتے ہیں۔ کہ کب اس دھوبی

کی موت کی خبر آتی ہے۔ لیکن جب شام ہوئی تو دیکھا کہ دھوبی کپڑے اٹھائے
ہوئے صحیح و سالم آ رہا ہے۔ آپ کے وعدے کی تصدیق تو نہ ہوئی۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام
نے اس سے پوچھا کہ آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے۔ وہ دھوبی عرض
کرنے لگا۔ یا نبی اللہ راستے میں مجھے ایک بھوکا سائل ملا تھا۔ میں نے اسے
اس کے حال پہ رحم کھاتے ہوئے تین روٹیاں جو میرے پاس تھیں میں نے
اسے دے دیں اور اس نے ہر روٹی کے بدلے مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا ذرا اپنی گٹھڑی کھول۔ جب اس نے گٹھڑی کھولی تو اس میں سے
ایک وحشت ناک سانپ نکلا۔ جس کے منہ میں لوہے کی لگام ڈالی ہوئی
تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سانپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے سانپ
کیا تجھ کو خدا نے اس دھوبی کے ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ کہاں پھر
زندہ کیوں بچ گیا۔ سانپ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی اس نے آج صدقہ
کیا اور سائل نے اس کو دعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقہ کے طفیل دعا
قبول فرمائی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتہ لوہے کی لگام دے کر میری طرف
بھیج دیا۔ تو اس نے وہ لگام میرے منہ میں ڈال دی۔ جس سے یہ بچ گیا۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

یَا قَصَّارُ اِسْتَانِفِ الْعَمَلَ۔ اے دھوبی اپنا کام دوبارہ
شروع کر اللہ تعالیٰ نے تیرے گذشتہ گناہ صدقہ کی برکت سے بخش دیئے ہیں
اور تیری عمر میں برکت کر دی ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۹۲ ج ۱)

چھ کے بدلے ساٹھ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن غلّہ خریدنے کے لئے ایک چادر بازار میں بیچنے چلے گئے اور چھ درہم کے بدلے فروخت کر دی۔ راستہ میں ایک سائل سوال کرتا ہوا ملا تو سب درہم اس سائل کو دے دیئے۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی کہ گھر میں تو سب بھوکے بیٹھے ہیں۔ گھر کیا لے کر جاؤں گا۔ لیکن خدا کی شان دیکھئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام ایک اعرابی کی صورت میں ایک ناقہ لئے ہوئے آپ کے سامنے آئے اور کہنے لگے اے علی اگر تم اس ناقہ کو خریدنا چاہو تو خرید لو۔ بے شک قیمت پھر دے دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سو درہم پر خرید لی۔ اتنے میں حضرت میکائیل علیہ السلام ملے اور کہنے لگے کہ اگر تم اسے بیچنا چاہتے ہو تو ایک سو ساٹھ درہم لے لو آپ بہت خوش ہوئے۔ اور ایک سو ساٹھ درہم لے کر اسی وقت وہ اونٹنی حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد کر دی اس کے بعد پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ملے اور آپ نے سو درہم طلب کئے۔ آپ نے فوراً وہ سو درہم دے دیئے اور ساٹھ درہم لے کر اپنے گھر واپس آ گئے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے پوچھا کہ یہ ساٹھ درہم کیسے مل گئے۔ فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کی تھی۔ ساٹھ درہم کا نفع ہوا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: بیچنے والے جبرائیل علیہ السلام تھے اور خریدنے والے میکائیل علیہ السلام تھے۔ اور ناقہ وہ تھی جو قیامت کے دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی سواری ہوگی۔ (جامع المعجزات ص۴)

تو معلوم ہوا کہ:

ایک نیکی گر کوئی بندہ کرے
ایک کے بدلے میں اس کو دس ملیں

حضرات! حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے چھ درہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے۔ مگر انہیں چھ کے بدلے میں ساٹھ درہم مل گئے اس لئے کہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ۸)

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

حضرات! سنا آپ نے کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کے پاس مال ہے مگر وہ اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ کوئی صدقہ و خیرات نہیں کرتے۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی ہوتے ہیں۔ جو ہوتے تو غریب و مفلس ہیں، مگر جب کسی مالدار کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں بھی ایک تڑپ اٹھتی ہے۔ کہ یا اللہ اگر تو ہمیں بھی مال عطا کرے تو ہم بھی ایسے ہی صدقہ و خیرات کریں گے۔ دن رات تیری رضا کی خاطر سخاوت کیا کریں گے۔ مگر جب ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں مالدار بنا دیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب سے کئے ہوئے وعدوں کو بھلا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ دنیا کے مال کے نشہ میں رب کو بھی بھول جاتے

ہیں۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اپنی پیاری کلام قرآن مجید فرقان حمید میں ایسے لوگوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (پ ۱۰)	اور ان میں سے کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔

شانِ نزول:

یہ آیات ثعلبہ بن حاطب کے متعلق نازل ہوئیں۔

ثعلبہ کی بدبختی:

حضرت ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالدار بنا دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سمجھایا کہ تھوڑا

مال اچھا ہوتا ہے۔ جس کا انسان شکریہ ادا کر سکے چنانچہ ثعلبہ چلا گیا پھر کچھ مدت کے بعد حاضرِ خدمت ہو کر اس نے درخواست کی۔ دعا کے لئے دامن پھیلا دیا اور عرض کی۔ کہ

میں تیری سخاوت پہ قربان جاؤں
میں کیوں نہ تیرے در پہ دامن بچھاؤں
تیرے ہاتھ تھکتے نہیں کملی والے
کرم کے خزانے لٹاتے لٹاتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کر دیا تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا۔	پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما دے۔

راوی کا بیان ہے۔ کہ اس دعا کے بعد ثعلبہ نے کچھ بکریاں پالیں۔ اور ان میں اتنی برکت ہوئی کہ مدینہ میں ان کے رہنے کی گنجائش نہ رہی مجبوراً ثعلبہ بکریاں لے کر مدینہ کی کسی وادی میں جا بسا۔ اور بکریاں بڑھتی گئیں۔ اب نوبت یہاں تک آ گئی۔ کہ ثعلبہ ظہر اور عصر کی نمازیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھتا تھا اور باقی نمازیں اپنی بکریوں کے پاس پڑھتا۔ اس کے بعد بکریاں اور زیادہ ہو گئیں۔ کہ اسے مدینہ سے دور جنگل میں جانا پڑا۔ پھر ظہر، عصر بھی جاتی رہی۔ صرف جمعہ میں حاضر ہونے

لگا۔ پھر بکریاں اور بڑھ گئیں۔ تو بکریوں کی دیکھ بھال اور اُن کی رکھوالی میں مصروف رہنے کی وجہ سے جمعہ سے بھی جاتا رہا۔ آخر ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھ ہی لیا کہ ثعلبہ کدھر ہے۔ نہ نمازوں میں نظر آتا ہے۔ اور نہ ہی جمعہ میں۔

فَقَالُوْا لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اتَّخَذَ ثَعْلَبَۃُ غَنَمًا مَا یَسَعُہَا وَادٍ

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بکریاں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں۔ کہ وہ یہاں کسی جگہ سما نہیں سکتیں۔

یعنی وہ بہت زیادہ ہو گئیں ہیں اور وہ ہر وقت ان کی دیکھ بھال میں لگا رہتا ہے۔ اس لئے جماعت سے غیر حاضر رہتا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا وَیْحَ ثَعْلَبَۃَ یَا وَیْحَ ثَعْلَبَۃَ۔

پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثعلبہ پر افسوس ثعلبہ پر افسوس۔

اس کے بعد جب وصولِ زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے دو آدمی مقرر کئے اور وہ دونوں جب ثعلبہ کے پاس گئے اور اللہ اور رسول کا حکم سنانے کے بعد زکوٰۃ میں جانور طلب کئے۔

فَقَالَ مَا ہٰذِہِ اِلَّا جِزْیَۃٌ۔ تو ثعلبہ نے کہا یہ کیا ٹیکس ہے۔ کہنے لگا اگر تم نے کسی اور جگہ جانا ہے تو جاؤ۔ فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ چنانچہ جب وہ دونوں دوبارہ ثعلبہ کے پاس آئے تو کہنے لگا

جاؤ اس بارے میں سوچوں گا۔ وہ دونوں واپس آ گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ ابھی خاموش ہی تھے۔

فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَا یَا وَیْحَ ثَعْلَبَۃَ (صاوی علی الجلالین ص۱۳۶ ج۲)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرما دیا ثعلبہ پر افسوس۔

حضرات! جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو عاملین زکوٰۃ کو دیکھا تو ان کے واقعہ سنانے سے پہلے ہی فرما دیا کہ ثعلبہ پر افسوس۔ معلوم ہوا کہ جو بات وہاں ہوئی حضور اسے اپنی جگہ پر سُن رہے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ

بحکمِ خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر مدینہ ٹھکانا تمہارا

معزز سامعین! انسان کو اپنی اصل نہیں بھولنی چاہیئے کہ جب غریب تھا اس وقت تو بہت دعائیں کرواتا تھا کہ میں امیر ہو جاؤں۔ میں بہت زیادہ صدقہ و خیرات کروں گا غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بے واؤں کی خدمت کروں گا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و کرم سے مالدار بنا دیتا ہے۔ تو وہ سب وعدے اور بارگاہِ الٰہی میں مانگی ہوئیں سب دعائیں بھول جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب کوئی سوالی اس کے دروازے پر آتا ہے تو اسے ٹھوکریں مار کر اپنے دروازے سے دور ہٹا دیتا ہے اور اپنا غربت والا وقت بھول جاتا ہے۔

کوڑھی۔ گنجا۔ اندھا۔

حضور سیّدِ دوجہاں سرورِ کونین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے (۱) کوڑھی (۲) گنجا (۳) اندھا۔

اللہ تعالےٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا۔ تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اور وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ تجھے کون سی چیز پسند ہے وہ بولا اچھا رنگ اور یہ بیماری جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں جاتی رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اسے اچھا رنگ اور اچھی کھال دے دی گئی۔ فرشتے نے کہا تجھے کون سا مال پسند ہے۔ وہ بولا اونٹ چنانچہ اسے اونٹنی دے دی گئی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا۔ اور پوچھا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے۔ اس نے کہا کہ اچھے بال اور میری یہ بیماری جاتی رہے۔ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو فوراً اس کا گنجا پن ختم ہو گیا اور اُسے اچھے بال دے دیئے گئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے وہ بولا گائے چنانچہ اسے گائے دی گئی اور برکت کی دعا بھی کر دی۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور کہا تجھے کون سی چیز پسند ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری آنکھیں لوٹا دے جس سے میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے اس اندھے کی آنکھوں

پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ پھر پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے۔ کہا بکریاں لہٰذا اسے بکری دی گئی اور برکت کی دعا کر دی۔ اس کے بعد ان کے پاس اونٹوں، گائیوں، بکریوں کا ایک ریوڑ بن گیا۔ پھر فرشتہ اپنی اسی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا۔

فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ۔ بولا میں مسکین آدمی ہوں۔ اور دورانِ سفر میرا سامان گم ہو گیا ہے۔ لہٰذا خدا کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ جس نے تجھے اچھا رنگ، اچھی کھال اور مال دیا۔ تاکہ میں اپنے سفر میں منزل پر پہنچ جاؤں۔

فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ۔ وہ بولا میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ فرشتہ نے کہا کہ شاید میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی فقیر نہ تھا۔ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تجھے تندرستی دی اور مال دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے جیسا تھا ویسا ہی کر دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اس نے بھی کوڑھی جیسا جواب دیا۔ فرشتہ بولا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے بھی ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا۔ کہنے لگا میں مسکین ہوں، مسافر ہوں، میرے سفر کے تمام اسباب ختم ہو چکے ہیں۔ میں تجھ سے اس ذات کے نام پر جس نے تجھے آنکھیں لوٹائیں ایک بکری مانگتا ہوں، جس کے ذریعہ میں اپنے سفر میں پہنچ سکوں۔

فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى ۔ وہ کہنے لگا میں واقعی اندھا

فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ ۔	تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے روشنی لوٹائی تو جو چاہے لے لے۔

خدا کی قسم آج تو جو کچھ بھی اللہ کے نام پر لے گا۔ میں تجھے منع نہیں کروں گا۔

فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ ۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۵)	فرشتہ بولا اپنا مال رکھ لے تم سب کی آزمائش کی گئی ہے۔ تجھ سے رب راضی ہوا اور تیرے دو یاروں سے ناراض۔

حضرات! معلوم ہوا کہ مقبولانِ خدا کے ہاتھ پھیرنے سے بیماریاں دُور ہوتی ہیں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ بلکہ ان کے دھوون سے شفاء ملتی ہے۔ دیکھ لو آبِ زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کا دھوون ہے جو تا قیامت شفاء ہے۔ اسی طرح حضرت ایوب علیہ السّلام کے پاؤں کا غسالہ شفاء تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ (پ۲۳)	ہم نے فرمایا زمین پر پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ جو شخص اپنی اصل کو یاد رکھتا ہے۔ اس کی دنیا بھی بہتر رہتی ہے اور آخرت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ دیکھ لو کوڑھی

اور گنجا جنہوں نے اپنی اصل کو بھلا دیا۔ ان سے مال بھی جاتا رہا اور تندرستی بھی اور خدا تعالیٰ بھی ان پر ناراض ہو گیا۔ یعنی دنیا بھی گئی اور دین بھی گیا اور جس نے اپنی اصل کو یاد رکھا اس کا مال بھی باقی رہا۔ اس کی بینائی بھی برقرار رہی اور رب تعالیٰ بھی اس پر راضی ہو گیا۔

حضرات! اپنی اصل کو یاد رکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان میں تکبّر و غرور نہیں آتا اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جس میں دارین کی بہتری ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے انسان پیدا کئے امیر و غریب یہ اس کی شانِ بے نیازی ہے۔ کہ کسی کو اتنا رزق دیا۔ جس کا وہ شمار ہی نہیں کر سکتا اور کوئی وہ جس کو صبح و شام کی روٹی ہی بمشکل میسّر آتی ہے۔

وَاللّٰہُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ	اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب عطا فرماتا ہے

میاں محمّد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اکناں نوں اوہ تنگی دیندا روٹی باہجھوں مردا
اکناں نوں ان منے خزانے تے غیبوں آگے دھردا
اکناں نوں رب آنا دیوے تے بس بس کہین زباناں
اکناں دا نام نشان گواوے تے خالی گئے جہانوں

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے غریبوں کے لئے مالداروں پر زکوٰۃ کا قانون نافذ کر دیا تاکہ ان کی بھی اچھی گذر اوقات ہو سکے۔

المختصر یہ کہ اگر ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں ہی فائدہ ہے۔

ہلاکتِ مال:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ:-

مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ (مشکوٰۃ شریف صہ ۱۵۷)	جب کبھی زکوٰۃ مال میں مخلوط ہوگی تو اسے ہلاک کردے گی۔

حضراتِ گرامی! مال میں زکوٰۃ مخلوط ہونے کی دو صورتیں ہیں:-

(۱) یہ کہ صاحبِ نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہو وہ حقیر بن کر لوگوں سے زکوٰۃ لے اور اپنے مال میں ملالے۔

۲۔ یہ کہ آدمی زکوٰۃ نہ نکالے وہ مال جو زکوٰۃ کا نکلنا چاہیئے تھا۔ وہ اپنے مال ہی میں رکھے۔ تو اس طرح وہ دونوں مال ہلاک ہو جائیں گے۔ مال کی برکت ختم ہو جائے گی یا کوئی ناگہانی آفت پڑے گی۔ جس سے سارا مال برباد ہو جائے۔

جیسے بیماری، مقدمہ، چوری، ڈکیتی سے یا جل جائے، غرق ہو جائے یا ڈوب جائے وغیرہ۔ یعنی جب تک مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے گی۔ اس وقت تک وہ مال ہلاکت سے نہ بچے گا۔ تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نکلنے میں فائدہ اور نہ نکالنے میں

نقصان ہے۔

مسائل زکوٰۃ!

زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ ادا کرنے والا فاسق و جہنمی اور ادا میں دیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادت ہے۔

(عالمگیری صہ ۱۶۰ ج - ا)

زکوٰۃ کی تعریف!

اللہ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی فقیر کو مالک بنا دینا شریعت میں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

شرائط زکوٰۃ!

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔

۱۔ مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۲۔ بالغ ہونا یعنی نا بالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۳۔ عاقل ہونا یعنی دیوانے پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۴۔ آزاد ہونا یعنی غلام و لونڈی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۵۔ مالکِ نصاب ہونا یعنی جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۶۔ پورے طور پر مالک ہونا یعنی اس پر قبضہ بھی ہو تب زکوٰۃ فرض ہے

ورنہ نہیں مثلاً کسی نے اپنا مال زمین میں دفن کر دیا اور جگہ بھول گیا۔ پھر برسوں بعد جگہ یاد آئی اور مال مل گیا تو جب تک مال نہ ملا تھا اس وقت کی زکوٰۃ واجب نہیں اس لئے کہ نصاب کا مالک تو تھا مگر اس پر قبضہ نہیں تھا۔

۷۔ نصاب کا قرض سے فارغ ہونا مثلاً کسی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے مگر وہ ایک ہزار کا قرض دار بھی ہے تو اس کا مال قرض سے فارغ نہیں لہٰذا اس پر زکوٰۃ نہیں۔

۸۔ نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا۔ حاجتِ اصلیہ یعنی آدمی کو زندگی میسّر کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً اپنے رہنے کا مکان سردیوں، گرمیوں کے کپڑے، گھریلو سامان یعنی کھانے پینے اور کھانا پکانے کے برتن، چارپائیاں، کرسیاں میزیں چولہے پنکھے وغیرہ۔ ان مالوں میں زکوٰۃ نہیں۔ کیونکہ یہ سب مال و سامان حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں ہے۔

۹۔ مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا ہونا خواہ حقیقۃً بڑھنے والا مال ہو جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں۔ اور بیچی جائیں تاکہ نفع ہونے سے یہ بڑھتے رہیں لہٰذا سونا چاندی جس حال میں ہو ان کی زکوٰۃ نکالنی لازم ہے۔

۱۰۔ مالِ نصاب پر ایک سال گزر جائے یعنی نصاب پورا ہوتے ہی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک سال تک وہ نصاب ملک میں باقی رہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

(عالمگیری صـــ۱۶۴ تا ۱۶۰ ج ۱)

سونا و چاندی کی زکوٰۃ!

مسئلہ، سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ سونے چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر ادا کرنا فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ سونے کی زکوٰۃ میں سونا ہی اور چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی ہی دی جائے۔ بلکہ یہ بھی جائز ہے۔ کہ بازار کے بھاؤ کے مطابق سونے چاندی کی قیمت لگا کر پیسے روپے میں زکوٰۃ دے۔

مسئلہ: جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ میکہ سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے اس کو زیورات دے کر ان کا مالک بنا دیا ہو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت پر فرض ہے اور جن زیورات کا مالک مرد ہو یعنی عورت کو صرف پہننے کے لئے دیا ہو۔ مالک نہیں بنایا۔ تو ان زیورات کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے عورت پر نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴)

مسئلہ: تجارتی مال کی قیمت لگائی جائے۔ پھر اس سے اگر سونے یا چاندی کا نصاب پورا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے۔

(عالمگیری صـــ۱۶۸ ج ۱)

صاحبِ نصاب کون؟

اگر سونا چاندی نہ ہو نہ ہی مالِ تجارت ہو بلکہ صرف نوٹ اور روپے پیسے ہوں تو کم از کم اتنے روپے پیسے یا نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جا سکتی ہو تو وہ شخص صاحب نصاب ہے۔

عُشر کی زکوٰۃ:

زمین سے جو بھی پیداوار ہو۔ گندم، جو، جوار، باجرہ، دھان وغیرہ ہر قسم کے اناج گنا، روئی ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل میوے سب میں عشر واجب ہے تھوڑا ہو یا زیادہ۔

(عالمگیری ص۱۷۴ ج۔۱)

مسئلہ: جو پیداوار بارش یا زمین کی نمی سے پیدا ہو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو پیداوار ڈول، پمپنگ مشین یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے یا خریدے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہو اس میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

(عالمگیری ص۱۷۴ ج۔۱)

مسئلہ: کھیتی کے اخراجات نکال کر عُشر نہیں نکالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی ہو ان سب کا عُشر یا نصف عشر دینا واجب

ہے۔ اور گورنمنٹ کو جو مال گزاری دی جاتی ہے۔ وہ بھی عشر کی رقم سے علیحدہ نہیں کی جائے گی۔

مسئلہ: زمین اگر بٹائی پر دے کر کھیتی کرائی ہے تو زمین والے اور کھیتی کرنے والے دونوں کو جتنی جتنی پیداوار ملی ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے حصہ کی پیداوار کا دسواں یا بیسواں نکالنا واجب ہے۔

(ردالمحتار ص۵۶ ج۔۲)

مستحقین زکوٰۃ!

جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ فقیر یعنی وہ شخص کہ اس کے پاس کچھ مال ہے۔ مگر نصاب کی مقدار سے کم ہے۔

۲۔ مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لئے غلّہ اور پہننے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو۔

۳۔ قرض دار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے زائد کوئی مال بقدرِ نصاب نہ ہو۔

۴۔ مُسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو اس کو بھی بقدرِ ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔

۵۔ عامل یعنی جس کو بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔

۶۔ مکاتب غلام کو تاکہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے۔

۷۔ غریب مجاہد تاکہ وہ جہاد کا سامان حاصل کرے۔
(عالمگیری ص۷۷-۱۷۶ ج۱)

غیر مستحقین:

جن لوگوں کو زکوٰۃ و عشر کا مال دینا جائز نہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ مال دار یعنی صاحبِ نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔

۲۔ بنی ہاشم یعنی حضرت علی۔ حضرت جعفر۔ حضرت عقیل۔ حضرت عباس۔ حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔
(عالمگیری ص۱۷۷ ج۱)

۳۔ ماں۔ باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانی۔ نانا وغیرہ اور بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ نواسہ۔ نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔

۴۔ شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

۵۔ مال دار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اور مال دار کی بالغ اولاد جب کہ وہ نصاب کے مالک نہ ہوں ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

۶۔ کسی کافر و مرتد یا بد مذہب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔
(جنتی زیور ص۲۰۸ - عالمگیری ص۱۷۷)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین ۝ والعاقبۃ للمتقین ۝ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ۝ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۝

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر۔

(پ ۱۵)

اٰمنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت

کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

سبحٰن الذی	پاکی ہے اسے جو اپنے بندے
اسریٰ بعبدہ	کو راتوں رات لے گیا
لیلا من المسجد	مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
الحرام الی المسجد	جس کے گرداگرد ہم نے
الاقصی الذی	برکت رکھی ہے کہ ہم اسے
برکنا حولہ لنریہ	اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں
من اٰیٰتنا انہ	بے شک وہ سنتا دیکھتا
ھو السمیع البصیر۔	ہے۔

حضرات! خداوند تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضور سرور کائنات فخر موجودات، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے۔ جن میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک عظیم معجزہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

سبحٰن الذی	پاک ہے وہ ذات جس
اسریٰ بعبدہ۔	نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔

سامعین! یہ ایک عجیب سیر اور حیرت انگیز سفر تھا۔ یہ کسی باغ کی سیر نہیں یا کسی ملک کا سفر نہیں۔ اس سیر کی اصلی حکمت تو سیر کرنے والا یا سیر کرانے والا جانے۔ ہمیں تو بس اتنا پتہ ہے کہ ابھی آپ فرش پر ہیں اور ابھی عرش پر آخر یہ آنا اور جانا کیسا۔

کبھی وہ عرش پر آیا کبھی وہ فرش پر آیا
گنہگاروں کی خاطر سے اُدھر پہنچا ادھر آیا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۔ پاک ہے وُہ ذات

حضرات! کلام عرب میں یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ ایسی کلام شان ۔ جس کو عقلِ بشر نہ سمجھ سکے اور وہ علام الغیوب جانتا تھا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معراج پاک کو تسلیم نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رات کے تھوڑے سے حصّہ میں ساتوں آسمانوں اعرش وکرسی اور لامکاں تک ہو کر آ گئے۔ مگر جب حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عجائب وغرائب کا مشاہدہ ہوا تو خالق کائنات نے فرمایا اے لوگو اللہ سبحان ہے وہ سبحان جو خالق ارض وسماوات ہے۔ وہ سبحٰن جس نے اپنے بندے کو ایسی عقل وفراست عطا کی۔ جس سے وہ ہوائی جہاز، راکٹ بنا کر سالوں کا سفر منٹوں، سیکنڈوں میں طے کر لے۔ وہ سبحان جس نے اپنے بندے کو ایسا فہم وادراک عطا فرمایا۔ جس کے ذریعے اس نے وہ آلہ تیار کیا۔ کہ بندہ بولے تو پاکستان میں مگر آواز سنائی دے اس کی ہندوستان میں۔ وہ سبحان جو مچھلی کے پیٹ میں اپنے بندے کو زندہ رکھے۔ وہ سبحان جو بغیر باپ

کے بچے کو پیدا کرے ـــــــ وہ سبحان جس نے سورج کی کرن کو یہ طاقت بخشی کہ وہ انسان کی آنکھ جھپکنے کی مدت میں ۹۵ کروڑ میل کا فاصلہ طے کرے ـــــــ اگر وہی سبحان اپنے خاص بندے کو ایک آن میں زمین کے ذرے ذرے اور آسمان کے کونے کونے کی سیر کرا دے تو کیا بعید ہے۔

اَسْرٰی ـــــــ سیر کرائی۔

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اَسْرٰی کا لفظ کیوں استعمال کیا۔

اَذْھَبَ کا لفظ ہوتا تو یہ بھی کافی تھا۔

جواب! اَسْرٰی سیر وتفریح اور خوشی ومسرت پر دلالت کرتا ہے۔ بخلاف اَذْھَبَ کے کہ اس کا معنی صرف جانا اور لے جانا ہی ہے۔

بِعَبْدِہٖ ـــــــ اپنے بندے کو

سوال؟ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لفظِ عبد سے یاد کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہاں القابات سے یاد کیا جاتا۔ اس لئے کہ یہ دیدار اور وصال کا وقت تھا اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جب بھی کوئی محب اپنے محبوب سے ملتا ہے تو اسے پیار کے لفظوں سے بلاتا ہے۔

جواب! علماء فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کو لفظ عبد سے یاد کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر اٹھائے گئے تو نصاریٰ نے انہیں ابن اللہ

کہنا شروع کر دیا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام تھے جو جو تھے آسمان پر گئے۔ مگر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو لامکاں میں جانا تھا ہو سکتا تھا کہ آپ کو خدا ہی کہہ دیتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعبدہٖ ذکر فرمایا اسی لئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ	بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

ارے عقل کے اندھو۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ پیدا ہوا تو اللہ کا بندہ ——— جوان ہوا تو اللہ کا بندہ ——— نبی ہوں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ——— آسمانوں پر اٹھایا جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ——— آسمان سے زمین پر آؤں گا تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ——— مجھ پر موت آئے گی کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں ——— مگر یاد رہے کہ عبد عبد میں فرق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرمایا لِعَبْدِہٖ۔ اپنا بندہ عبد وہ ہوتا ہے جو رب کا انتظار کرے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر۔ مگر عَبْدُہٗ وہ ہوتا ہے۔ جس کا رب انتظار فرمائے۔

اس لئے بھی لفظ عبد سے یاد کیا گیا۔ کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو یہ بزرگی اور شرف کیسے ملا عرض کی میری عبدیت کے سبب۔

لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی	رات کے تھوڑے حصہ میں مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک۔

سوال: مسجد حرام سے بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ تک صرف دو مسجدوں کا ذکر کیوں کیا گیا۔ معراج کی رات تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں خدا تعالیٰ کے روبرو ہوئے۔

جواب: اس لئے کہ اگر لوگ اتنے سفر کو مان لیں گے تو اگلا سفر خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔

انتظاماتِ خداوندی!

اور جب پھر وہ وقت آیا (یعنی رجب المرجب کی ستائیس تاریخ پیر کی رات) جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج پاک کے لئے مقرر تھا۔ بارگاہِ خداوندی کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آج رات جنّت کے دروازے کھول دو اور دوزخ کے دروازے بند کر دو۔ جنّت اور آسمانوں کو سجا دو اور معزز مہمان کے تشریف لانے کے تمام راستے صاف کر کے انہیں خوب آراستہ کر دو۔ تمام فرشتوں حورانِ بہشت اور غلمان و رضوان کو حکم ہوا کہ تم سب کے سب صف بہ صف دست بستہ کھڑے ہو جاؤ۔

اس رات دے تارے دس دے نیں
آج عرش سجایا جاناں ایں!
غاراں وچ رووَن والے نوں
مہمان بلایا جاناں ایں!!

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ کیا قیامت قریب آگئی۔ فرمایا! قیامت تو نہیں میرا محبوب آ رہا ہے۔

صفاں بنھ کے کھلوتاں نبیاں نیں
راہ کل کے بیہناں ولیاں نیں
محبوب دا سارے عرشیاں نوں
دیدار کرایا جاناں ایں!

اور پھر یہ بھی حکم ہوا۔ اے فرشتو سب کے سب اپنی ڈیوٹیاں چھوڑ دو۔ اے حوران جنت، اے غلمان و رضوان، اے سدرہ کی بلندیوں میں بسنے والو! اپنے اپنے مقام کو چھوڑ کر میرے محبوب کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور میری تسبیح و تہلیل کی بجائے میرے نبی پر درود و سلام کے ہدیے پیش کرو۔ اے جبرائیل آج کی رات تمام قبروں سے عذاب اٹھا لو اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام کو حکم دے دو۔ کہ میرے محبوب کے استقبال کے لئے مسجد اقصیٰ میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ آسمانوں کو اچھی طرح سجا دیا گیا۔ والیٔ کائنات کے تشریف لانے کے تمام راستے عطر و لوبان سے معطر کر دیئے گئے اور سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشریف لانیوالے راستے پر صفیں باندھ کر آپ کا راہ تکنے لگے۔ سب تیاریاں مکمل ہو جانے کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ الوہیت و صمدیت میں عرض کی اے مولا اب حکم ہو۔ فرمایا جبرئیل اپنے ساتھ ستر ہزار فرشتے لے کر بہشت میں جاؤ۔ اور مقصود کائنات کی سواری کے لئے وہ

براق لے آؤ جو روز ازل سے محبوب کی سواری کے لئے منتخب ہے۔

نورانی سواری:

حضرت جبرائیل علیہ السلام حکم خداوندی پاتے ہی جنت میں پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جنت میں چالیس ہزار براق موجود ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر حسین و جمیل ہے اور ہر براق کی پیشانی پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے۔ اب جبرائیل علیہ السلام حیران ہیں کہ براق تو سبھی خوبصورت اور حسن و جمال میں بے مثال ہیں۔ سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری کے لئے کسے لے کر جاؤں اور کسے چھوڑ دوں۔ ابھی اسی سوچ میں تھے کہ اچانک نظر اٹھی تو کیا دیکھا۔ کہ ایک کونے میں ایک براق بڑی ہی عاجزی و انکساری سے سر جھکائے رو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس براق کے پاس گئے اور کہا کیا وجہ ہے کہ آج تو خوشی و مسرت و شادمانی اور فرحت کا دن ہے۔ سب خوشیاں منا رہے ہیں مگر تو رو رہا ہے۔ براق نے جواب دیا۔ اے معزز و معظم فرشتے جبرائیل علیہ السلام ایک عرصہ ہوا کہ میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام پاک سنا تھا۔

اسی وقت سے اسی ذوق و شوق اور عشق و محبت میں دن رات اس وقت کا انتظار کرتا رہا کہ کب وہ وقت آئے گا۔ تو اس محبوب خدا کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ مگر آج وقت آیا ہے۔ تو پریشانی کے عالم میں رو رہا ہوں۔ کہ کاش میرے پاس بھی حسن و جمال ہوتا۔ میرا بھی کوئی رنگ ڈھنگ ہوتا۔ تو آج اس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کی سواری کے لئے آپ میرا انتخاب کرتے۔ مگر افسوس کہ میرے پاس نہ تو طاقت ہے، نہ خوبصورتی نہ ہی کوئی ادا۔

میں کوہجی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اس نوں بھاواں ہُو
ویہڑے ساڈے ورڑنا ناہیں پئی لکھ وسیلے پاواں ہُو
نہ میں سوہنی نہ دولت پلے میں کیکر یار مناواں ہُو
ایہہ دُکھ ہمیشہ رہسی باہُو روندی ہی مر جاواں ہُو

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جب یہ منظر دیکھا۔ تو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے جبرائیل میری بارگاہ میں وہی منظور ہے۔ جو عاجزی و انکساری لے کر آتے۔ لہٰذا وہ براق جو میرے محبوب کے عشق میں آنسو بہاتا ہے۔ اسے ہی مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سواری کے لئے منتخب کر لو۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے اس براق کو پیغام خوشخبری سُنایا۔ تو اس براق کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ یہ پیغام جانفزا سُن کر خوشی سے اچھلنے کودنے لگا۔ غرور اور تکبّر سے نہیں۔ بلکہ اپنی قسمت پر ناز کرتے ہوئے۔ کہ کہاں میں ایک عاجز براق اور کہاں سیّدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ پاک۔

جبرائیل کا شانۂ نبوّت پر:

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت جبرائیل اور میکائیل و اسرافیل علیہم السلام اس شان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ:۔

مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ

ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے تھے۔

اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی چچا زاد بہن ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے۔ اب جبرائیل علیہ السلام حیران ہیں۔ کہ کملی والے کو جگاؤں کیسے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا جِبْرِيْلُ قَبِّلْ قَدَمَيْهِ

اے جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاؤں کو بوسہ دے تاکہ تیرے کافوری ہونٹوں کی ٹھنڈک سے محبوب کی آنکھ مبارک کھل جائے۔

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور مسئلہ حل ہو گیا۔ کہ غلام آقا کے ہاتھ اور پاؤں چوم سکتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیدار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَهُوَ يَدْعُوْكَ وَاَنَا حَامِلُكَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يُكَرِّمُكَ بِكَرَامَاتٍ لَمْ يُكَرَّمْ بِهَا اَحَدٌ مِّنْ قَبْلِكَ

بے شک اللہ تعالےٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور آپ کو بلاتا ہے اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ تمہیں وہ بزرگی عطا فرمائے گا جو آج سے

پہلے کسی کو نہ ملی ۔ (معارج النبوۃ ص ۱۸۴ ج ۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اٹھے اور وضو و غسل کیا اور نوری لباس زیب تن کیا ۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں ۔

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم !!
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

شقِ صدر :

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دولہا بنا کر مسجد حرام میں لے گئے ۔ وہاں آپ کا شقِ صدر ہوا ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے ۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا (چاک کیا) پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا پھر حکمت و ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے کا طشت لائے ۔

فَاَفْرَغَہٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَہٗ | اسے میرے سینے میں پلٹ دیا پھر اس کو ملا دیا ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۹)

براق کی خوش قسمتی :

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے لطیم کے مکہ میں لایا گیا ۔ وہاں میکائیل و اسرافیل کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور انتہائی ادب و احترام کرتے ہوئے مجھ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا ۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سفید رنگ

کا جانور لایا گیا ۔ جو گدھے سے اونچا خچر سے نیچا تھا ۔ جسے براق کہا جاتا ہے ۔ براق کی زین سفید موتیوں سے مزین تھی اور اس کی رکابیں سبز رنگ کے زبرجد سے بنی تھیں ۔ اور اس کی لگام سر کی جانب یاقوت سے سجی ہوئی تھی ۔ اس براق کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ ،

یَضَعُ خَطْوَہٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِہٖ ۔ | جہاں تک اس کی نظر پڑتی وہاں اس کا قدم پڑتا ۔

(مسلم شریف ص ۹۱ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۶)

تھا براق نبی یا کہ نورِ نظر
بہ گیا وہ گیا اور نہاں ہو گیا

اُمّت کی یاد !

براق پیش کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر سوار ہو جایئے ۔ جب والئ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوار ہونے لگے ۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آج تو خوشی و شادمانی کا وقت ہے ۔ نہ کہ پریشانی و غم کی ساعت ۔ اے کملی والے آقا رونے کی وجہ کیا ہے ۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ۔ یہ سواری دیکھ کر مجھے اپنی گنہگار اُمّت یاد آ رہی ہے ۔ کہ آج میرے لئے تو سواری ہے اور کل قیامت کا پچاس ہزار سال لمبا دن اور تیس سال بلصراط کی مسافت میری اُمّت

کس طرح طے کرے گی۔ اسی وقت بارگاہِ الٰہی سے یہ ندا آئی اے محبوب گبھرایئے نہیں۔

جس طرح آج آپ کیلئے سواری ہے۔ اسی طرح کل قیامت کے دن آپ کی امت کے لئے بھی سواریاں ہوں گی۔

حضرات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اُمت کو یاد کیا۔ مکے میں رہے تو اُمت کو یاد کیا۔ مدینہ منورہ میں رہے تو گنہگار اُمت کی بخشش کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ اسی طرح معراج کی رات بلکہ ساری زندگی اُمت کی بخشش کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ مگر ہم ہیں کہ کبھی نہیں سوچتے کہ جس نبی نے ساری زندگی ہماری بخشش کے فکر میں گزار دی ہم بھی ان کے فرمان پر عمل کریں۔

کدی منگیاں دعاواں سی یاراں دیوچہ
کدی روندا رہیا جا کے غاراں دیوچہ
زندگی ساری سوہناں نبی مصطفٰے
ساڈی بخشش لئی رب نوں مناوندا رہیا

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

اللہ کیہا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفٰے نے دریا بہادیئے ہیں

نیازی شاعر کہتا ہے۔

جس کے لب پہ رہا اُمتی اُمتی
یاد اُن کی نہ بھولوں نیازی کبھی

وہ کہیں اُمتی تو بھی کہہ یا نبی
میں ہوں حاضر تیری چاکری کیلئے
بن کے خیرالوریٰ آ گئے مصطفٰے
ہم گنہگاروں کی بہتری کیلئے
اِک طرف بخششیں اک طرف جنتیں
کیسے انعام ہیں اُمتی کے لئے

اور اللہ تعالٰے نے اپنے محبوب کو اُمت کے بارے میں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى	اور عنقریب تجھے اللہ تعالیٰ اپنی عطاؤں سے راضی کر دے گا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوئے۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی، میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی اور اس طرح شبِ اسراء کا دولہا نہایت ہی آن و بان اور شان و شوکت سے مسجد اقصٰی کی طرف روانہ ہوئے۔

(صاوی علی الجلالین ص ۲۸۳ ج ۲) (روح البیان ص ۳۹۲ ج ۲)

باغِ عالم میں بادِ بہاری چلی
سرورِ انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی
ابرِ رحمت اُٹھا آج کی رات سے

راستے میں ایک ایسا مقام آیا جہاں کھجوروں کے سرسبز و شاداب

درخت نظر آئے تو جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہاں دو رکعت نفل پڑھتے جایئے۔ یہ مدینہ شریف ہے جہاں آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔ پھر وہاں آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔

قبر سے خوشبو:

اس کے بعد جب آپ کی سواری آگے چلی تو راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک لطیف خوشبو آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے تو مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ دختر فرعون کی کنگھی کرنے والی کی قبر سے آ رہی ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ ایک دن وہ فرعون کی لڑکی کے سر پر کنگھی کر رہی تھی اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی۔ چنانچہ اس نے اُسے بسم اللہ پڑھ کر اٹھایا۔ فرعون کی لڑکی کہنے لگی کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے۔ کنگھی کرنے والی نے جواب دیا میرا وہ اللہ ہے جو سارے جہان کا میرا اور تیرا بلکہ وہ تیرے باپ کا بھی اللہ ہے۔ لڑکی نے حیرانی کے عالم میں پوچھا کیا میرے باپ کے سوا اور بھی رب ہے۔

قَالَتْ نَعَمْ | اس نے کہا ہاں ہے۔

فرعون کی لڑکی نے یہ ساری بات اپنے باپ کو بتا دی فرعون نے اسے بلایا۔

فَقَالَ اَلَکَ رَبٌّ غَیْرِیْ | پس کہا کیا میرے سوا اور بھی رب ہے۔

اس نے جواب دیا۔ ہاں وہ میرا رب ہے تیرا رب زمین و آسمان کا رب بلکہ ساری کائنات کا رب ہے۔ چنانچہ فرعون اس کنگھی کرنے والی کی یہ باتیں سُن کر آگ بگولہ ہو گیا اور غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ اسے زندہ جلا دیا جائے پھر اُسے اور اس کے بچے کو زندہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ جس میں وہ دونوں ماں اور بیٹا ایک ہی ساعت میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۶۰)

نمازِ موسیٰ علیہ السّلام:

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں قبرِ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو میں نے دیکھا کہ:

هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔ | تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۶۱)

مشاہدۂ عجائبات:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسافت طے کرتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچے جہاں آپ نے مختلف عجائبات ملاحظہ فرمائے۔

۱: سخاوت کرنیوالے!

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیکھا کہ ایک قوم کھیتی کرتی ہے۔ لیکن وہ کھیتی عجیب قسم کی ہے کہ ادھر ہل چلایا اُدھر کھیت پختہ ہو کر تیار ہو گیا اور کٹ کر غلّہ کے ڈھیر لگ گئے۔ یہ عجیب واقعہ ملاحظہ فرما کر آپ نے جبرئیل علیہ السّلام سے فرمایا یہ کون لوگ ہیں اور یہ کھیتی کیسی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ لوگ راہِ خدا میں خیرات کرنے والے ہیں اور یہ ان کے اجر و ثواب کی مثال ہے۔ جو کچھ انہوں نے خدا تعالیٰ کے رستے میں دیا تھا۔ وہ بیج و تخم بن کر آخرت کی زمین میں بویا گیا۔ جب اسے قبولیت اور رحمت کا پانی ملا تو اس نے فوراً کھیتی کی طرح پھل لا کر اپنے مالکوں کو نفع پہنچایا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

۲: نماز میں سُستی کرنے والے:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیکھا کہ ایک قوم سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ انہیں زمین پر چت لٹا رکھا ہے اور ان کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جا رہا ہے۔ ادھر سر کچلا ادھر فوراً ہی پھر صحیح و سالم ہو گیا تو پھر کچلا گیا۔ یہ سلسلہ بدستور اسی طرح جاری تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ جبرئیل یہ کون لوگ ہیں اور انہیں یہ سزا کیوں مل رہی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کے وقت سوئے رہتے تھے اور نماز

نہ پڑھتے تھے۔

۳: زکوٰۃ نہ دینے والے:

اس کے بعد آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے بدن ننگے تھے۔ اور ان کا حال یہ تھا کہ وہ جنگل کی گھاس، کانٹے، پتھر، انگارے سب کچھ کھائے جا رہے تھے۔ مگر ان کا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں اور انہیں یہ سزا کیوں مل رہی ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کیا یہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیا کرتے تھے۔

۴: زانیوں کا حشر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیکھا کہ ایک جگہ کچھ مرد اور عورتیں جمع ہیں۔ اور ان کے سامنے ایک طرف نہایت عمدہ اور نفیس قسم کا پکا ہوا گوشت پڑا ہے۔ دوسری طرف کچا اور بدبودار گوشت ہے۔ وہ عمدہ اور پکا ہوا گوشت چھوڑ کر کچا اور بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں۔ جو مرد اپنی حلال بیویاں چھوڑ کر حرام کاری کرتے تھے اور یہ عورتیں اپنے مردوں کو چھوڑ کر غیر مردوں کے پاس جاتی تھیں۔

۵: علماءِ سوء کا حشر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے حلق چیرے جاتے اور ان کے بھنوؤں میں چھریاں ماری جاتی ہیں۔ فرمایا ان لوگوں نے کیا قصور کیا۔ جبرئیل نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ فتنہ پرداز، لوگوں کو لڑانے والے اور جھوٹے واعظ ہیں۔

۶: سود خوروں کا حشر:

اس کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری آگے چلی آپ نے دیکھا کہ ایک گروہ ایسا ہے۔ جن کے پیٹ برج کی طرح اونچے اور شیشہ کی طرح صاف ہیں اور پیٹ کے اندر سانپ بچھو پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھنا چاہتا تو پیٹ کے بوجھ کی وجہ سے فوراً گر پڑتا اور تھوڑی دیر میں ایک ڈراؤنی شکل کا گھوڑا آتا اور ان کے پیٹوں کو کچل دیتا۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ شور و غل مچاتے اور آہ و زاری کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی آقا یہ سود کھانے والے ہیں۔

۷: یتیموں کا مال کھانے والے:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک گروہ ایسا ہے کہ ہیں تو وہ انسان مگر ان کے منہ اونٹوں جیسے ہیں

اور فرشتے ان کے منہ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ وہ انگارے ان کے حلق سے اتر کر فوراً پاخانہ کے راستہ باہر نکل جاتے ہیں۔ اور پیٹ سے باہر نکلتے وقت انہیں شدید درد ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخ و پکار کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ لوگ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔

۸: چغلخوروں کا حشر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک جگہ چند آدمی جمع ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کو پکڑ رکھا ہے اور اس کے پہلو کا گوشت کاٹ کر اسے دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اسے کھا لے جس طرح تو دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ غیبت کرنے والے ہیں۔

۹: شراب نوشوں کا حشر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری آگے چلی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جن کے منہ سیاہ ہیں اور آنکھیں نیلی ہیں۔ ان کا نیچے کا ہونٹ زمین پر گھسٹتا ہے اور اوپر کا ہونٹ سر پر رکھا ہے۔ ان کے منہ سے پیپ اور لہو جاری ہے۔ جس کی بو سے میدان سڑا جاتا ہے۔ فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں عرض کیا

آقا یہ شراب پینے والے ہیں۔

۱۰: جھوٹے گواہ:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ دیکھا جن کے منہ سؤر کے سے تھے اور ان کی زبانیں پشت کی جانب کھینچی جا چکی تھیں اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے۔ فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی آقا یہ جھوٹیاں گواہیاں دینے والے ہیں۔

۱۱: والدین کے نافرمان:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی قوم کو دیکھا جنہیں آگ میں جلایا جا رہا تھا۔ فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ والدین کے نافرمان ہیں۔

۱۲: قاتلوں کا حشر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے انہیں چھریوں سے ذبح کر رہے ہیں اور ان کے حلقوں سے سیاہ نہایت بدبودار خون نکلتا ہے۔ یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے اور پھر اسی طرح ذبح کیے جاتے۔ فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں عرض کی آقا یہ قاتل ہیں۔ جنہوں نے ناحق خون بہائے اور یہ تمام لوگ اب قیامت تک اسی طرح عذابِ الٰہی میں مبتلا رہیں گے۔

۱۳: متکبروں کا حشر:

اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کو دیکھا جنہیں بڑے پہاڑ کے برابر دو پتھروں کے نیچے پیسا جا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں عرض کیا آقا یہ مغرور و متکبر لوگ ہیں۔

۱۴: گانے والے فنکار:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت کو دیکھا جن کے سینوں پر آگ کے طبق رکھے ہوئے ہیں۔ اور عذاب کے فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے مارتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا آقا یہ گانا گانے والے ہیں۔

۱۵: بادشاہوں کے خوشامدی:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے منہ اور ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے تھے۔ اس کے بعد پھر اسی طرح ہو جاتے۔ پھر کاٹے جاتے پھر اسی طرح ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں عرض کیا آقا یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کے پاس جاتے انہیں خوشامد یہ کہتے اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کرتے۔ ان کو

ظلم اور فسق و فجور سے نہ روکتے تھے۔ (معارج النبوۃ ص ۴۱۸ تا ۴۲۲ ج ۲)

قبلۂ اوّل میں آمد:

اس کے بعد آپ کی سواری چلی تو بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں پہنچ گئی اور وہ مسجد اقصیٰ جس میں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علیہم السلام کی مقدس جماعت موجود تھی۔

انبیاء کا استقبال:

جب کملی والے نے بیت المقدس میں قدم مبارک رکھا تو سب پکار اٹھے کہ

سب توں وڈی شان والا آگیا
اُچے رتبے بان والا آگیا!

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے براق کو ایک پتھر کے ساتھ جہاں انبیاء کرام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں باندھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے اذان پڑھی، پھر تکبیر کہی گئی۔ اب مصلے خالی ہیں اور انتظار ہے کہ دیکھیں آج امام کون بنتا ہے۔

نبیوں کی امامت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَاَخَذَ بِیَدِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِیْ فَصَلَّیْتُ بِہِمْ۔ | کہ اسی اثناء میں جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے مصلے پہ کر دیا تو میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں
نام نبیوں کے بے شک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں
وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

اس کے بعد جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے اپنے اپنے خطبے بیان کئے۔

انبیاء کے خطبات:

حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اٹھے۔ اور کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ بِیَدِہٖ۔ | سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

اور مجھے مسجودِ ملائکہ بنایا۔ پھر میری ہی اولاد میں سے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا	سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنا کلیم بنایا۔

مجھے معجزات عطا فرمائے۔ میرے لئے پتھر سے بارہ چشمے جاری فرما دیئے۔ میری اُمت کے لئے من و سلویٰ اتارا۔ پینے کے لئے چشموں کا ٹھنڈا پانی اور سائے کے لئے بادل کو متعین کیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خُطبہ:

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَنِیْ الزَّبُوْرَ	سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے زبور کی تعلیم دی۔

مجھے خوش الحانی عطا فرمائی۔ میرے ہاتھ میں لوہے کو موم کر دیا اور پہاڑوں اور پرندوں کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ میرے ہاتھوں سے جالوت کو ہلاک کیا اور مجھے حکومت و خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خُطبہ:

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی باری آئی۔ انہوں نے خطبہ دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے

وَالْجِنَّ وَالشَّیَاطِیْنَ	ہواؤں کو مسخر کر دیا اور پریوں اور جنوں کے لشکروں کو میرے زیر فرمان کیا۔ جو کچھ میں ان سے چاہتا کرواتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خُطبہ:

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خُطبہ دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ کَلِمَتَہٗ مِنْہُ وَرُوْحٌ مِّنْہُ۔	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا اور مجھے رُوح کہہ کر پکارا۔

مجھے آدم علیہ السلام کی مانند قرار دیا۔ مجھے شکم مادر میں ہی اپنی کتاب کی تعلیم دی۔ توراۃ، انجیل، زبور کے اسرار و رموز جو پردۂ اخفاء میں تھے، مجھے بخشے مٹی سے پرندہ کی صورت بنا کر اس میں پھونکتا تو وہ اپنی قدرت کاملہ سے اسے زندہ کر دیتا۔ کوڑھیوں، بہروں اور مادر زاد اندھوں کو میرے سپرد کیا۔ مجھے زندہ آسمان پر اٹھایا۔ مجھے اور میری والدہ کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خُطبہ:

جب تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے خطبے دے چکے تو آخر میں خاتم النبیین، سید المرسلین، امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری

آئی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ وَکَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔

مجھے وہ عظیم کتاب دی گئی۔ جس میں تمام چیزوں کا بیان ہے میری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا گیا مٹی کو تیمم کرنے کے لئے پانی کے حکم میں کر دیا۔ اپنے فرشتوں کو میری مدد کے لئے بھیجا اور میری امت کے لئے قیامت تک توبہ کا دروازہ کھول دیا۔ جب حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنا خطبہ ختم کیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی مقدس جماعت میں یہ اعلان کر دیا۔ کہ

بِہٰذَا اَفْضَلَکُمْ مُحَمَّدًا
(معارج النبوۃ۔ مدارج النبوۃ)

محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہم سب میں افضل ہیں۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل
اور رسُولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

عبدالستار نیازی یوں کہتے ہیں۔

اقصیٰ دلوچہ آقا میرے پڑھ کے نماز پچھے تیرے
نبیاں نوں وی ایہو کہناں بیا تیرے جیہا کوئی نیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المعراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ ۱۵)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں المعراج کا بیان ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔	پاک ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں وہ سنتا، دیکھتا ہے۔

معزز سامعین! خداوند تعالیٰ نے واقعہ معراج کو لفظِ سُبحان سے شروع کیا۔ جس کا معنی اللہ تعالیٰ کی پاکی اور ہر عیب و عجز و نقص سے پاک ہونا ہے۔ لفظِ سُبحان کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ معراج جسمانی پر منکرین کی طرف سے جتنے بھی اعتراضات ہوں ان سب کا جواب ہو جائے۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک آن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامکان پر جائیں بھی اور واپس بھی آجائیں۔ چونکہ ربّ تعالیٰ کو علم تھا کہ محبوب کے معراج پاک پر بہت اعتراض ہوں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لفظِ سُبحان فرما کر بتا دیا کہ اگر یہ میرے لئے بھی محال ہے تو اس سے میرا عجز ثابت ہوگا اور میرے لئے عجز ایک عیب ہے

میں تو ہر عیب سے پاک ہوں۔ حتیٰ کہ کفار و مشرکین نے واقعہ معراج سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی آپ کو جھوٹا کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لفظِ سبحان فرما کر واضح کر دیا کہ میں جھوٹا رسول بنانے سے پاک ہوں۔ میں بھی سچا ہوں۔ میرا نبی بھی سچا ہے جھوٹے تم ہو۔

اَسْرٰی ـــــ سیر کرائی

یہ بھی بتا دیا کہ واقع معراج کے بارے میں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمہیں اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے جانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دعویٰ تو میں کر رہا ہوں کہ میں نے سیر کرائی

بِعَبْدِهٖ ـــــ عبد کیوں کہا۔ رسولہٖ۔ نبیہٖ۔ حبیبہٖ۔ نورہٖ کیوں نہ کہہ دیا۔ تو سنیئے۔

عبد کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عبدِ رقیق یعنی پورا غلام۔

(۲) عبدِ آبق ـــ یعنی بھاگنے والا غلام

(۳) عبدِ ماذون ـــ جس کو مالک اجازت دے دے کہ تو میرے خزانے سے جو چاہے لے سکتا ہے اور جو چاہے کسی کو دے سکتا ہے تجھے پورا اختیار ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد تو ہیں۔ مگر عام عبد نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ کے خزانوں سے نوازا تو گویا فرما دیا۔ محبوب یہ خزانے اب تجھے اجازت بھی ہے اور اختیار بھی، تو جسے چاہے جتنا چاہے دے دے تجھے اختیار ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ عبدیت کے

کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بعبدہٖ فرمایا۔

حضرات! اب دیکھنا یہ ہے کہ معراج کیوں ہوئی۔ اس کی اصل حکمت تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر جو علماء کی تحقیق سے ثابت ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فرشتوں کی آرزو:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے فرشتو۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، فرشتوں نے عرض کی مولا۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ	کیا اسے نائب بنائے گا
یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ	جو زمین میں فساد پھیلائے
یَسْفِکُ الدِّمَآءَ	اور خونریزیاں کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا	بے شک جو میں جانتا
تَعْلَمُوْنَ (پ ۱)	ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

اے فرشتو تمہاری نظر فسادیوں کی طرف ہے میری نظر یار کی طرف ہے۔ تو جب فرشتوں نے محبوب خدا کا نام سنا تو دیدار کے مشتاق ہوئے اور عرض کرنے لگے یا اللہ ایک دفعہ ہمیں بھی اس محبوب کا دیدار کرا دے۔ تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا سوہنیا محبوبا اب ذرا آسمانوں پر تشریف لا کر آسمان و عرش والوں کو بھی اپنا دیدار کرا دیجئے۔ اور آواز آئی، اے نبیو، اے آسمانوں میں رہنے والو اور

اے جنت کے مکینوں سب تیار ہو جاؤ۔ میرا محبوب آرہا ہے۔

حضورؐ کی بیقراری:

یا پھر اس لئے معراج ہوئی کہ:

حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد ایذا پہنچانا شروع کر دیں۔ تو ایک دن آپ نے نہایت حسرت سے فرمایا۔ کہ کاش اگر آج کوئی میرا دوست ہوتا تو میرے کام آتا۔ کوئی غمخوار ہوتا تو غمخواری کرتا۔ کوئی دلدار ہوتا تو دلداری کرتا۔ اچانک راستے میں کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ تو اسی پریشانی کے عالم میں آپ حضرت اُمِّ ہانی کے گھر جا کر ایک حجرے میں عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو پریشان حال دیکھ کر غمخواری اور دلداری فرمائی اور اسی رات جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا سوہنیاں پریشان نہ ہونا۔ ان بے ایمانوں کی کیا مجال کہ آپ کا بال بھی بیکا کر سکیں۔ آپ کا بول بالا ہوگا۔ کفار کا منہ کالا ہوگا قربان جائیں۔ اگر بیٹا پریشان ہو تو ماں تسلیاں دے۔ دوست پریشان ہو تو دوست حوصلہ دلائے۔ ہمسایہ گھبرائے تو ہمسایہ تسلیاں دے۔ لیکن اگر آمنہ کا لال پریشان ہو تو تسلیاں خود خدا تعالیٰ دیتا ہے۔

یا پھر اس لئے بھی معراج ہوئی کہ

عجائب وغرائب کا مشاہدہ:

اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل سے اپنے محبوب کو روزِ محشر میں تمام
مخلوق کے لئے شفاعت کرنے والا بنایا ہے اور قیامت کا روز بڑا
خوفناک ہوگا۔ ہر ایک پر ایسا خوف طاری ہوگا۔ کہ کسی عزیز کے حال
کو معلوم کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب کو شبِ معراج میں اپنے پاس بلا کر عجائب وغرائب اور درجاتِ
بہشت اور درجاتِ جہنم دکھلائے تاکہ کل قیامت کے دن کی ہیبت
آپ پر اثر انداز نہ ہو اور آپ بلا خوف وخطر عاصیوں اور گنہگاروں
کی شفاعت کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزِ قیامت تمام نبی نفسی نفسی
پکاریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتی اُمتی پکاریں گے۔

مقامِ محبوب:

یا پھر اس لئے بھی معراج ہوئی کہ:
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک
جتنے بھی انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے۔ سب نے حضرت
جبرائیل علیہ السلام سے سُن کر ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان
کیا۔ اب منشاءِ الٰہی یہ تھا کہ کوئی ایسا بھی ہونا چاہیئے جو مجھے دیکھ کر
میرے یکتا ہونے کا اعلان کرے اور وہ پھر سوائے مقصودِ کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون ہوسکتا تھا۔ یہ مقام حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کیا۔
اور آنکھ بھی نہ جھپکی اور فرمایا۔

رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ۔

میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا (مشکوٰۃ شریف ص۷)

حضرات! اب سوال یہ ہے کہ معراج رات کو کیوں ہوتی۔ اس
کے لئے چند ایک اقوال ملاحظہ ہوں۔

اُمت کی بخشش:

رات چونکہ دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے اور اللہ تو خود آواز
دیکر فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا اسے بخش دوں۔ ہے کوئی
توبہ واستغفار کرنے والا اس کی توبہ قبول کردوں۔ ہے کوئی گناہوں
کی بخشش چاہنے والا۔ اُس کے گناہ بخش دوں۔ چنانچہ ربّ تعالیٰ کو
پتہ تھا۔ کہ میرا محبوب ہر وقت امت کے بارے متفکر رہتا ہے اور
ان کی بخشش کے لئے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور معراج کے وقت
بھی اُمت کی بخشش کا سوال کرے گا۔ تو خداوند تعالیٰ نے رات کو
مقرر کیا۔ کہ میرا محبوب میرے پاس اس وقت آئے۔ جب میری رحمت
جوش میں ہو اور مجھ سے جو بھی مانگے میں عطا کردوں اور جس کی
بخشش چاہے میں اسے بخش دوں۔ گویا معراج حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اُمت کے بخشنے کا ایک بہانہ تھا۔

نبوّت کا سُورج،

بعض نے کہا ہے کہ معراج رات کو اس لئے ہوئی کہ دن نے رات پر فخر کیا تھا کہ مجھ میں سُورج چمکتا ہے کہ اسے کہا گیا کہ اتنا فخر نہ کر اگر دنیا کا سورج تیرے اندر چمکتا ہے۔ تو

فَسَيُعْرَجُ شَمْسُ الْوُجُوْدِ فِي اللَّيْلِ اِلَى السَّمَآءِ۔
(شرح قصیدہ بردہ ص۱۷۳)

عنقریب وجودِ نبوّت کا سُورج رات میں آسمانوں کی طرف چڑھایا جائے گا۔

ایمان بالغیب،

رات کو معراج اس لئے بھی ہوئی چونکہ رات راز اور اسرار کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اور ایمان بالغیب بہت بڑی نعمت ہے اگر دن کو معراج ہوتی۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسے ایمان بالغیب سے محروم رہ جاتے۔ لہٰذا معراج رات کو ہوئی۔
حضرات! پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مسجد اقصیٰ سے فرشتوں جیسے نوری باراتیوں کے جھرمٹ میں آسمان کی طرف چلی تو آسمانوں والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

اے بادِ صبا کچھ تو نے سُنا محبوب جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھانا راہوں میں ہم آنکھیں بچھانے والے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا۔
(مسلم شریف ص۹۱ ج۱)

پھر آسمان کی طرف عروج ہوا۔ پس جبرائیل علیہ السلام نے پہلے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون ہے، جواب دیا جبرئیل۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پوچھا گیا انہیں ان کی طرف بھیجا گیا تھا۔ جواب دیا ہاں، پس دروازہ کھل گیا۔

پہلا آسمان،

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانِ اوّل میں داخل ہوئے تو پہلے آسمان میں رہنے والوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آگے بڑھے تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نسلِ انسانی کے باپ

آدم علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ۔	نبی نیک فرزند کو مرحبا ہو۔

پہلے آسمان کے عجائبات کو ملاحظہ کرتے ہوئے دوسرے آسمان پر پہنچے۔

دوسرا آسمان:

وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہما السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی

مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ	نبی صالح اور بھائی صالح کو مرحبا ہو۔

کے مبارک الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا۔
دوسرے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے جب تیسرے آسمان پر پہنچے۔

تیسرا آسمان:

تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یوسف علیہ السلام نے بھی آپ کا خیر مقدم کیا۔ تیسرے آسمان سے گزر کر چوتھے

آسمان پر پہنچ گئے۔

چوتھا آسمان:

تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام ملے۔ سلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے نبوت کے بھائی۔ ادریس تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں آسمان پر زندہ اٹھا لیا اور جیتے جی جنت میں پہنچا دیا۔ یہ سن کر حضرت ادریس علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو ابھی جنت دیکھی بھی نہیں۔ میں تو صرف جنت کے باہر یہاں باغیچے میں رہتا ہوں۔ جب میں نے چاہا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت سے پہلے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔ حضور میں اسی وقت سے دل میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ کاش میں بھی آپ کا اُمتی ہوتا۔
کیونکہ آپ کی اُمت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ ہے۔

دیکھ جا قرآن اے محترم
مصطفےٰ کی اُمت ہے خیر الاُمم

پانچواں آسمان:

اس کے بعد آپ پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام

سے ملاقات ہوئی۔

چھٹا آسمان:

پھر چھٹے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی۔

مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ۔	کہہ کر آپ کا استقبال کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر میں چھٹے آسمان کی سیر کرتے ہوئے، ساتویں آسمان پر پہنچا۔

ساتواں آسمان:

وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جو بیت المعمور سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش آمدید مرحبا، مرحبا کے خوش کن الفاظ بولتے ہوئے ملے اور آپ کو اُمت کے لئے ایک تحفہ دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامُ	اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے۔

اور انہیں بتایئے کہ جنت کی مٹی خوشبو دار ہے اور آب شیریں ہے وہ وسیع ہموار ہے اور اس کے بیل بوٹے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہیں۔

(خصائص کبریٰ ص۱۶۳ ج۱)

اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے گا۔

غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۰۱)	تو اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔

سے سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان مدینے والے دا
دو جگ وچ ٹھاٹھاں مار دا اے فیضان مدینے والے دا

بیت المعمور میں نماز:

پھر آپ بیت المعمور (جو آسمانی کعبہ ہے) میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المعمور سے نماز پڑھا کر باہر تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین خطاب امامت کے صلہ میں عطا فرمائے۔ فرمایا

يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ	اے محمد آپ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اے نبی تم جہاں بھر کے متقی پرہیزگاروں کے امام ہو۔

اے نبی تم لوگوں کو جنت کی طرف لیکر چلنے والے ہو۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی ط
(مشکوٰۃ ص ۵۲۷)

پھر مجھے سدرۃ المنتہٰی میں اٹھایا گیا اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہٰی ہے۔

اور جب حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے دست بستہ حضور کی خدمت میں عرض کی آقا آپ کی خدمتِ اقدس میں میری ایک درخواست ہے اگر منظور ہو جائے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا درخواست ہے۔ عرض کی آقا یہ میری جائے اقامت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائیں تاکہ آپ کے قدموں کی برکت سے میری قیام گاہ بابرکت ہو جائے۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

جن کے تلووں کا دھووَن ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی درخواست قبول کر لی۔ دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور سدرۃ المنتہٰی کے تمام فرشتوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ جس طرح بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی۔

(معارج النبوۃ ص ۲۴۶ ج ۱)

نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل چلو آگے مگر جبرائیل نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کی آقا میں آگے نہیں جا سکتا۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جبرائیل یہ ایسا

مقام تو نہیں یہاں ساتھی ساتھ چھوڑ جائے۔ جبرائیل علیہ السلام عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک آپ کا فرمان درست ہے۔ مگر اب آگے جانے کی مجھ میں مجال ہی نہیں۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

اگر ایک بال برابر بھی میں آگے بڑھوں تو تجلیاتِ الٰہیہ سے میرے پر جل جائیں گے۔

جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

معارج النبوۃ میں ہے کہ سدرۃ المنتہٰی پر جب جبرائیل علیہ السلام نے آگے جانے سے معذوری کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم آگے اپنے ساتھ لے گئے تو چھ سو پروں کے مالک جبرائیل علیہ السلام تھر تھر کانپنے لگے اور جسم چڑیا کے برابر ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم فرمائیں۔ مجھے اپنے مقام پر واپس بھیج دیجئے۔

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاحْتَرَقْتُ۔

اگر ایک انگشت کے برابر بھی آگے بڑھوں تو ہیبتِ الٰہی سے جل جاؤں گا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا اور پانچ سو سالہ راہ جو انہوں نے ایک قدم میں طے کی تھی۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام کو واپس لوٹا دیا۔ تو آواز آئی اے پیارے محبوب فکر نہ کریں۔ جیسے آپ نے ایک اشارہ سے جبرائیل علیہ السلام کے

پانچسو سال کے راستہ کو طے کرا دیا ہے۔ اسی طرح آپ کی شفاعت سے قیامت کا پچاس ہزار سالہ راہ بھی ایک لمحہ میں طے ہو جائے گا۔

جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

عرشِ معلّٰی :

پھر آگے آپ کو رفرف لے گیا یا کوئی فرشتہ کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ۔ مگر شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

الحاصل پھر خدا ہی کو معلوم ہے کہ کس قدر مقامات طے کرنے کے بعد آپ عرشِ الٰہی کے قریب پہنچے۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں

اور عرشِ الٰہی کے انوار طاقت بیان سے باہر ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے عرشِ معلّٰی پر قدم رکھنے سے پہلے ارادہ کیا کہ جوتے اتاروں تو بارگاہِ الٰہی سے فرمان ہوا کہ،

محمد یہ کون و مکاں آپ کے ہیں
زمیں آپ کی آسمان آپ کا ہے
چلے آیئے یا برہنہ کیجئے!
میرا عرش نعلین داں آپ کا ہے

یہاں سے وہاں تک نہیں اور کوئی
مکاں آپ کا لامکاں آپ کا ہے

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم لگے۔ تو مقام مقامِ مصلےٰ بن گیا۔ حضرت ہاجرہ کے قدم لگے۔ تو مقام۔ مقام شعائر اللہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے قدم لگے۔ تو مقام مقامِ تجلّی بن گیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے قدم لگے۔ تو خدا کا عرش عرشِ معلّٰی بن گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ کہ میں آگے چلا اور عالمِ نور میں پہنچا۔ مجھے ایک وحشت سی لاحق ہوئی۔

ابوبکر کی آواز :

تو مجھے ابوبکر کی آواز میں یہ ندا آئی۔

قِفْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ۔ | اے محمدؐ ٹھہریئے آپ کا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔

میں حیران رہ گیا کہ کیا ابوبکر مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گیا نیز میرا رب نماز پڑھنے سے بے نیاز ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے میرے پیارے محبوب بے شک میں نماز پڑھنے سے بے نیاز ہوں میں تو کہتا ہوں۔

سُبْحَانِیْ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ | میری ذات پاک ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

اے میرے پیارے نبی اس آیت کو پڑھیئے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ
لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ
وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (پ ۲۲)
یعنی میری صلوٰۃ رحمت ہے تم پر اور تمہاری اُمت پر۔

باقی رہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز وہ آپکی وحشت دور کرنے کے لئے میں نے ایک فرشتہ پیدا کر دیا۔ تاکہ آپ ابوبکر کی آواز سے مانوس ہوں۔ اور آپ کا خوف ختم ہو جائے۔ جس طرح کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا وہ خوفزدہ ہوئے تھے میں نے فرمایا۔

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی ط

چونکہ ان کو اپنے عصا سے اُنس تھا۔ لہٰذا جب اُن کے عصا کا ذکر کیا گیا تو ان کا ڈر خوف سب دور ہو گیا (نزہت المجالس ص۲۹۴ ج ۲) (انوار محمدیہ ص۲۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر مجھے یہ ندا آئی۔

اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ۔
اے سارے عالم سے بہتر قریب آ۔ اے احمد قریب آ۔ اے محمد قریب آ۔

تو پردے میں آ تجھ سے پردہ نہیں ہے
تو مجھے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے رب

نے اتنا قریب کیا۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوہ اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

پھر کہا حق نے:

جلوہ میرا دیکھ لے
وہ مجھے دیکھ لے جو تجھے دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت ہی عاجزی و انکساری سے پروردگارِ عالم کو سجدہ کیا۔

رازونیاز:

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب میرے لئے کیا لے آئے ہو عرض کی یا اللہ میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو تیرے پاس نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا محبوب وہ کون سی چیز ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ عرض کی یا اللہ۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ
تمام زبانی بدنی اور مالی عبادتیں سب اللہ کے لئے ہیں۔

جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عاجزی و انکساری

کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حمد و ثناء کا تحفہ پیش کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو راضی ہو کر تین انعام دیئے۔ فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ	اے پیارے نبی تم پر سلام اور رحمت اور برکت نازل ہو۔

پہلا انعام۔ سلام۔

دوسرا انعام۔ رحمت۔

تیسرا انعام۔ برکت۔

جب محفل والے نے دیکھا کہ آج خدا تعالیٰ کا رحم و کرم جوش میں ہے تو ساتھ ہی اپنی گنہگار اُمّت کو بھی یاد کر لیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ	سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر

معارج النبوۃ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب یہاں تو تمہارے بغیر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ عَلَیْنَا کیا ہے۔ یعنی ہم پر سلام جمع کا لفظ۔

تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی مولا اگرچہ جسمانی لحاظ سے وہ میرے ساتھ نہیں ہیں مگر روحانی حیثیت سے وہ میرے ساتھ ہیں۔

جب فرشتوں نے اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنا تو پکار اٹھے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(تاریخ حبیب اللہ صفحہ ۲۸)

اُمّت کا سوال:

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے محبوب مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض کی مولا اُمّت گنہگار ہے۔ اُمّت کی بخشش چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب تیری خاطر ستر ہزار گنہگاروں کو بخش دیا۔ اور مانگو عرض کی یا اللہ اُمّت کی بخشش فرمایا۔ ستر ہزار اور بخشے اب اور مانگو کیا مانگتے ہو۔

شہ نے عرض کی اُمّت گنہگار ہے
بخش دے مولا تو غفار ہے!
تجھ کو آسان ہے سب مجھ کو دشوار ہے
فکرِ روزِ جزا آج کی رات ہے
پھر یہ حق نے کہا ماہ پارے نبی!
تو مرا چاند ہے اور تارے نبی
ایسا گھبرا نہ اے میرے پیارے نبی
ایسی جلدی ہی کیا آج کی رات ہے

راوی کہتے ہیں:۔

کہ سات سو دفعہ بارگاہِ الٰہی سے یہی خطاب ہوا۔ کہ میرے حبیب اور کیا چاہتے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بار اُمّت کا ہی سوال کیا۔ (معارج النبوت صفحہ ۴۸۶ ج ۲)

حضرات! بعد ازیں خدا اور مصطفیٰ کے درمیان جو جو راز و نیاز کی باتیں ہوئیں، وہ یا خدا جانتا ہے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر

حال اس کے بعد بارگاہِ الٰہی سے آپکو نماز کا تحفہ ملا۔

نماز کا تحفہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔

فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلٰوۃُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ	مجھ پر (یعنی میری اُمّت پر) ہر روز کی پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پس میں واپس ہوا۔

حضور سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا پھر میں واپس ہوا تو،

فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ۔	میں موسٰی علیہ السلام پر گزرا انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا۔

یعنی آپ کی اُمّت پر کیا فرض ہوا۔ فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں موسٰی علیہ السلام نے عرض کی۔

اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ۔	بے شک آپ کی اُمّت ہر روز پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔

کیونکہ میں ان سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں لہٰذا،

فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ التَّخْفِیْفَ	اپنے رب کے پاس جایئے اور کمی کی درخواست کیجئے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پھر واپس بارگاہِ الٰہی میں گئے اور

عرض کی یا اللہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب میں نے دس معاف کر دیں۔ آپ فرماتے ہیں میں پھر لوٹا اور موسٰی علیہ السّلام نے پوچھا میں نے کہا دس معاف ہوگئیں۔ انہوں نے پھر تخفیف کے لئے کہا۔ میں پھر گیا۔ حتیٰ کہ میں بار بار جاتا رہا اور پانچ رہ گئیں باقی معاف ہوگئیں اور حکم ہوا کہ محبوب یہ گنتی میں پانچ ہیں مگر جو اسے پڑھے گا ثواب اسے پچاس کا ہی ہوگا۔

(مشکوٰۃ صہ ۵۲۸)

حضرات: معلوم ہوا کہ قبروں والے فائدہ دیتے ہیں۔ اب جس کا یہ عقیدہ نہیں ہے وہ پچاس ہی پڑھے۔ اگر موسٰی علیہ السّلام راستے میں نہ ہوتے تو آج ہمیں پچاس نمازیں پڑھنی پڑتی تو پتہ چل جاتا۔ سارا دن ہاتھ میں لوٹا مصلّے ہی رہتا۔ جب مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نبی بار بار گئے اور نمازیں کم ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ پانچ رہ گئیں تو کئی بیلی دل میں سوچنے لگ جاتے ہیں۔ کہ کملی والیا ایک بار اور چلا جاتا تو ہم تو ہمیشہ کے لئے فارغ ہو جاتے۔

حضرات! پانچ نمازوں پر بھی موسٰی علیہ السّلام نے واپس جانے کو کہا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میں بار بار گیا ہوں اور اب مجھے بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے حیا آتی ہے۔

سامعین! نماز ہم پر فرض ہے اسے ادا کرنے سے ہی ہماری نجات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

واپسی:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رات کے قلیل حصّہ میں گئے اور آئے مگر بستر گرم اور پانی چل رہا تھا۔ اور زنجیر اسی طرح ہل رہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی۔ تو آپ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا۔ تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے۔ ابھی تک ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی۔ مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی۔ کچھ کافر و مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہنے لگے۔ کہ

هَلْ لَكَ فِيْ صَاحِبِكَ يَزْعَمُ اِنَّهٗ اُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ۔

اپنے ساتھی کے متعلق تیرا گمان ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ
(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۷۶)

اگر انہوں نے یہ فرمایا ہے تو تحقیق سچ ہے۔ اسی بنا پر آپ کا نام ابوبکر صدیق ہو گیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❊

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

معجزاتِ سیدالمرسلین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا معجزہ ہونے کا ذکر ہے۔

چنانچہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (پ ٦)	اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

حضرات! اس آیہ کریمہ میں دلیل سے مراد معجزہ ہے یعنی تمام انبیاء کرام علیہم السلام معجزے لے کر آئے حضرت آدم علیہ السلام معجزے لے کر آئے ——— حضرت ابراہیم علیہ السلام معجزے لے کر آئے ——— حضرت اسماعیل علیہ السلام معجزے لے کر آئے ——— حضرت یوسف علیہ السلام معجزے لے کر آئے ——— حضرت موسیٰ علیہ السلام معجزے لے کر آئے ——— حضرت عیسیٰ علیہ السلام معجزے لے کر آئے۔ الغرض حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علیہم السلام معجزے لے کر آئے مگر ہمارے نبی معجزہ بن کر آئے۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

سامعین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا معجزہ ——— آپ کا بچپن معجزہ ——— آپ کی جوانی معجزہ ——— آپ کا عرش پہ جانا معجزہ ——— آپ کا فرش پہ آنا معجزہ ——— آپ کا مکے میں رہنا معجزہ ——— آپ کا مدینے میں تشریف لانا معجزہ ——— آپ کے بال شریف معجزہ ——— آپ کا

پسینہ مبارک معجزہ ——— آپ کی زبان مبارک معجزہ ——— آپ کے کان مبارک معجزہ ——— آپ کے ہاتھ مبارک معجزہ ——— آپ کی آنکھیں معجزہ ——— آپ کی پنڈلیاں اور پاؤں مبارک معجزہ ——— آپ سرتا معجزہ ——— آپ کا چاند کو قدموں میں لانا معجزہ ——— سورج کو واپس پھیرنا معجزہ ——— آپ کا لعاب دہن معجزہ ——— آپ کی آواز شریف معجزہ ——— آپ کو پتھروں کا سلام کرنا معجزہ ——— درختوں کا آپ کے قدموں میں آنا معجزہ ——— آپ کا جانوروں سے کلام کرنا معجزہ ——— پرند و چرند کی فریادیں سننا معجزہ ——— آپ کا سڑیاں کھجوروں کو ہرا کرنا معجزہ ——— کھارے کنوؤں کو میٹھا کرنا معجزہ ——— آپ کا اٹھنا معجزہ ——— آپ کا بیٹھنا معجزہ ——— آپ کا چلنا معجزہ ——— آپ کا بیدار رہنا معجزہ ——— آپ کا سونا معجزہ ——— بلکہ آپ کی زندگی مبارک معجزہ ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

سورج کا واپس آنا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر صہباء کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی گود میں سر انور رکھ کر سو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا کرنا تھی۔ چنانچہ حضرت

علی کبھی سورج کی طرف دیکھتے ہیں جو غروب ہوتا جا رہا تھا اور کبھی چہرۂ رسول کی طرف۔ سوچتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جگاتا تو عبادتِ خدا جاتی ہے۔ اگر جگاتا ہوں تو اطاعتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی ہے۔ آخر یہ سوچ کر کہ

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ	رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ جگایا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ تو

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی کیا تونے نماز پڑھ لی ہے۔

قَالَ لَا۔ عرض کیا نہیں۔

اس کے بعد حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِىْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔	اے اللہ بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ پس سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۳۹۸)

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

اشارے سے چاند چیر دیا
چھپے ہوئے خورشید کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا
یہ تاب و تواں تمہارے لئے

کسی اور شاعر نے یوں کہا۔

اوہدے حکم تھیں سورج مڑدا اے
جن ٹوٹے ہو کے جڑدا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں
بولن دا شعور آجاندا اے

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

شجر و حجر کا جھکنا:

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابو طالب اور قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر ٹھہرے وہاں ایک راہب رہتا تھا۔ جو بحیرا راہب کے نام سے مشہور تھا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قافلہ کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو قریب آیا اور فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لیا۔

وَقَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ۔ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا يَبْعَثُهُ

اَللّٰہُ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور کہنے لگا یہ فرزند سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے آدمیوں نے کہا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا۔ بحیرا راہب نے کہا کہ جب تم اس گھاٹی پر سے نمودار ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ہر پتھر اور ہر درخت نے اس فرزند کو سجدہ کیا۔ اور یہ نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ راہب نے کہا کہ میں نے دیکھا اس پر بادل سایہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد بحیرا راہب نے کھانے کا بندوبست کیا۔

(خصائص کبریٰ ص۸۳ ج ۱)

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر
یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر
یہ حکم رواں تمہارے لئے

پانی کا چشمہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا۔ اور لشکرِ اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس صرف ایک پیالہ میں پانی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے عرض کیا آقا جو آپ کے پاس پانی ہے اس کے سوا ہمارے پاس پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔

فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ۔

پس آپ نے پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔

ہم نے وہ پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم کتنے تھے۔

قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً

فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کافی ہوتا۔ ہم پندرہ سو تھے۔

(بخاری شریف ص۵۵ ج ۱)

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

ایک دفعہ کفارِ مکہ حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کون سا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو کہنے لگے آپ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔

فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهُ	ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے دوسری جانب تھا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ ہوجاؤ۔

اشارے سے چاند چیر دیا
چھپے ہوئے خورشید کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا
یہ تاب و تواں تمہارے لئے

ایک روایت یہ ہے کہ جب مشرکین نے دیکھا کہ واقعی چاند دو ٹکڑے ہوکر زمین پہ آگیا ہے۔ تو

فَقَالُوْا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ۔	کہنے لگے ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جادو کر دیا ہے۔

(بخاری شریف ص۷۲۱ ج۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۹۶)

پسینہ مبارک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں۔ آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔

اِیْتِنِیْ بِقَارُوْرَةٍ وَاسِعَةِ الرَّاسِ وَعُوْدِ شَجَرَةٍ۔	ایک کھلے منہ والی شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لے آؤ۔

وہ دونوں چیزیں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر اس شیشی میں ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا یہ شیشی اپنی بیٹی کو دے دو۔ اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے۔ چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کا گھر بیت المطیبین (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور

اِذَا تَطَيَّبَتْ بِهٖ يَشُمُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ رَائِحَةً	جب وہ حضور کے پسینہ والی خوشبو لگاتی تو مدینے والے اس خوشبو کو سونگھتے تھے۔

خصائص کبریٰ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس گلی سے آپ گزر جاتے تو کئی دن تک اس گلی سے خوشبوئیں آتی رہتیں اور تلاش کرنے والوں کو پتہ چل جاتا کہ آپ اس گلی سے گزرے ہیں۔
(خصائص کبریٰ ص۶۷ ج۱)

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

پتھروں کا کلمہ پڑھنا:

مثنوی میں ہے کہ ایک دن ابوجہل اپنی مٹھی میں پتھر کی کچھ کنکریاں لے کر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی مٹھی بند کر کے کہنے لگا۔

۵ گر رسولی چیست در دستم نہاں
چوں خبر داری ز رازِ آسماں

کہ تم آسمان کی خبریں دیتے ہو ۔ اگر واقعی رسول ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے۔

گر تو میخواہی بگویم کاں چہاست
یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا تیری مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں ۔ ابوجہل کہنے لگا ۔ یہ دوسری بات تو بہت ہی عجیب ہے کہ میری مٹھی والی چیز بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ غور سے سُن تیری مٹھی میں پتھر کی چھ کنکریاں ہیں۔

جب آپ نے یہ کہا تو ۔

از میانِ مشت او ہر پارہ سنگ
در شہادت گفتن آمد بے درنگ

ابوجہل نے سُنا کہ اس کی مٹھی میں کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا ۔ جب ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا تو کنکریوں کو زمین پر پھینک کر کہنے لگا ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ تم سے تو بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا ۔

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا

کسی اور شاعر نے یوں کہا ۔

اوہ پتھراں نوں کلمہ پڑھان جاندا اے
اوہ اَن بولیاں نوں بلان جاندا اے

اوہ گونگیاں تھیں گلاں کرا جاندا اے

اور کسی نے یوں کہا :

اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں
بولن دا شعور آ جاندا اے

عتبہ کی ہلاکت :

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت کی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا ۔

كَفَرْتُ بِرَبِّ النَّجْمِ ۔ | میں سورۂ نجم کے رب کا انکار کرتا ہوں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ کے لئے بددعا کی۔

سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكَ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِهٖ | اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کرے۔

کچھ عرصہ بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوا ۔ جب رات ہوئی ۔

فَنَامُوا فَجَاءَ الْاَسَدُ يَشُمُّهُمْ | اور سب سو گئے تو جنگل کا شیر آیا ۔ انہیں سونگھنے لگا ۔

ایک ایک کو سونگھ کر چھوڑتا گیا ۔ مگر جب عتبہ کو سونگھا تو پنجوں سے پکڑ کر چیر دیا اور دو ٹکڑے کر دیا ۔

حضرات ! یہ ہوا گستاخِ رسول کا حشر ۔

(خصائص کبریٰ صـ ۱۴۸ ج ۱)

لعابِ دہن کا معجزہ:

غزوۂ اُحد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آنکھ پر تیر لگا۔ اور آنکھ باہر آگئی۔ تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے دربارِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔

ؔ کُھلتے لُوہے ویکھ کے مسکین بچارے آگئے
سُن دلاں دیا محرماں درداں دے مارے آگئے

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تیر لگنے سے میری آنکھ باہر نکل آئی ہے تو حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے مقام پر رکھ دیا اور قتادہ کیلئے دُعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَكْسُهُ جَمَالًا۔	اے اللہ قتادہ کو خوبصورتی عطا فرما۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لعابِ دہن کی برکت تھی۔

فَكَانَ لَا يَدْرِيْ اَيُّ عَيْنَيْهِ اُصِيْبَتْ	پس پتہ نہ چلتا تھا کہ کونسی آنکھ نکلی تھی۔

اور وہ حسن اور نظر میں زیادہ ہو گئی۔ اور

وَكَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتِ الْاُخْرٰى	دوسری آنکھ تو دکھتی مگر یہ کبھی نہ دکھتی۔

(خصائص کبریٰ صـ۱۷۳ ج ۱۔ انوارِ محمدیہ صـ۲۹۶۔ مدارج النبوۃ صـ۱۹۸ ج ۲)

ام معبد کی بکری:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب ہجرت فرما کر مکّہ سے مدینہ منوّرہ جا رہے تھے تو راستے میں ام معبد کا خیمہ آیا۔ تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب بکری کھڑی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اے ام معبد یہ بکری یہاں کیسے کھڑی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کی وجہ سے چرنے نہیں جا سکتی اس لئے یہ خیمہ میں رہ گئی ہے۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے عرض کی آقا یہ لاغر اور کمزور ہے۔ دودھ کہاں۔ فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر مناسب سمجھتے ہو تو دوہ لو۔ آپ نے بکری منگوائی اس کے تھنوں پر دستِ اقدس پھیرا اور اللہ کا نام لیا۔ ام معبد کے لئے بکری کے حق میں دعا فرمائی تو اس کا اثر یہ ہوا کہ۔

تَفَاجَّتْ عَلَيْهَا وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ	بکری نے پاؤں کھولے اور دودھ دیا اور جگالی کی۔

آپ نے ایک بڑے برتن میں دودھ دوہا۔ ام معبد اور ساتھیوں کو پلایا جس سے وہ سیر ہو گئے۔ پھر خود نوش فرمایا پھر فوری طور پر دوبارہ دوہا اور برتن بھر کر ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔ ام معبد کو بیعت کیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(مشکوٰۃ صـ۵۴۴)

پتھر چل کر آیا:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ پانی کے دوسرے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو دوسرے کنارے کے پتھر کو حکم دیجئے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا اس کنارے پر آجائے اور ڈوبے بھی نہ۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور تیرتا ہوا حضور کے سامنے آگیا۔ اور کھڑے ہو کر آپ کی رسالت کی شہادت دی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عکرمہ اب خوش ہو گیا اتنا کافی ہے۔ عکرمہ نے کہا۔ اب اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس بھی چلا جائے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اشارہ فرمایا اور وہ پتھر پانی پر تیرتا ہوا اپنی جگہ واپس جا کر نصب ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ ص۲۱۱ ج۱)

کنوئیں کا پانی:

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے ایک کنواں کھودا ہے۔ مگر اس کا پانی کھاری ہے۔ تو سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک پانی کا مشکیزہ عطا فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو اس کنوئیں میں ڈال دینا تو اس شخص نے اسی پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ جس سے اس کا پانی

فَهِيَ اَعْذَبُ مَاءٍ بِالْيَمَنِ۔ | یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

(خصائص کبریٰ ص۴۵ ج۲)

درختوں کی اطاعت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم سفر میں حضور سید العالمین کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک وادی میں قیام کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کو پردہ کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے دو درخت کھڑے تھے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور ایک درخت کی شاخ پکڑ کر فرمایا۔

اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ | اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر۔

آپ کا اس درخت کو یہ حکم فرمانا تھا کہ وہ آپ کے ساتھ اس طرح چل پڑا جیسے شتربان اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلاتا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے درخت سے اسی طرح فرمایا۔ تو اس نے بھی ویسے ہی آپ کی اطاعت کی۔ وہ دونوں آپ کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے لئے مل جاؤ۔ پس وہ دونوں مل گئے اور آپ کے لئے پردہ کر دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو،

وَاِذَا الشَّجَرَتَیْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی | وہ دونوں درخت جدا ہو گئے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر اسی طرح کھڑے

سَابِقٍ ۔	ہو گئے ۔

(مشکوٰۃ صہ ۵۳۳)

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر
یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر
یہ حکم رواں تمہارے لئے

دو ماہ کے بچے کا کلام:

مثنوی میں ہے کہ ایک کافرہ عورت ایک گاؤں سے حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان لینے کے لئے آئی اور اس کی گود میں صرف دو ماہ کا دودھ پیتا بچہ تھا۔ آتے ہی بچے نے کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔	جب اس کی ماں نے بچے کا یہ سلام کرنا سنا تو اسے

جھڑک کر کہا، کہ تجھے سلام کس نے سکھایا۔ بچہ بولا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے سکھایا ہے۔ پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچہ کا نام دریافت کیا تو بچے نے کہا آقا میرا نام خدا تعالیٰ کے ہاں تو عبدالعزیز ہے۔ مگر میری بدتمیز والدہ نے میرا نام عبدالعزیٰ رکھا ہوا ہے۔ مگر عزیٰ سے بیزار اور بری ہوں چنانچہ اس بچے کی کافرہ والدہ اپنے بچہ کی یہ گفتگو سن کر آخر مسلمان ہو گئی۔

اوہ اَن بولیاں نوں بلا جاندا اے،
اوہ گونگیاں تھیں گلاں کرا جاندا اے

اوہ پتھراں نوں کلمے پڑھا جاندا اے

خون مبارک:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو۔

قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِذْھَبْ بِھٰذَا الدَّمِ فَاَھْرِقْہُ حَیْثُ لَا یَرَاکَ اَحَدٌ ۔	فرمایا اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو۔ جہاں کوئی نہ دیکھے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ خون مبارک پی لیا۔ جب میں واپس آیا تو۔

قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مَا صَنَعْتَ ۔	فرمایا اے عبداللہ اس خون کا کیا کیا۔

میں نے عرض کی آقا میں نے اسے ایسی جگہ پوشیدہ رکھا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ کے لئے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ گیا ہے۔ حضور رشیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیال ہے کہ تو نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِذْھَبْ اَحْرَزْتَ نَفْسَکَ مِنَ النَّارِ ۔	جا تو نے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے۔

(خصائص کبریٰ صہ ۶۸ ج ۱۔ انوار محمدیہ صہ ۱۴۰)

جَو میں برکت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے دربارِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر طعام کی درخواست کی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف وسق جَو عنایت فرمائے۔ کافی مدت تک وہ آدمی اس کے گھر والے اور مہمان وہ جَو کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس آدمی نے ان جَو کو ماپ دیا تو وہ ختم ہو گئے۔ تو وہ اسی وقت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور واقعہ عرض کیا تو محبوب خدا نے فرمایا۔

لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ ۔
(مشکوٰۃ صہ۵۴۴)

اگر تم اس کو نہ ماپتے تو جس قدر بھی کھاتے رہتے ختم نہ ہوتے۔

آگ کا اثر نہ ہونا:

مثنوی میں ہے۔ کہ ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر چند مہمان آ گئے آپ نے جب بچھانے کے لئے دسترخوان منگوایا تو وہ بہت میلا تھا۔ آپ نے خادمہ کو حکم دیا کہ اس کو گرم تنور میں ڈال دے۔ اس نے فوراً حکم کے مطابق دسترخوان تنور میں ڈال دیا۔ جب تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے نکالا گیا۔ تو وہ نہایت صاف وشفاف نکلا۔ لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ صاف بھی ہو گیا اور اس پر آگ نے اثر بھی نہیں کیا۔ آخر وجہ کیا ہے۔ حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پوچھنے لگے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک دن اس دسترخوان سے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ پاک صاف فرمایا تھا۔ جس وجہ سے اس پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔

حضرات! جو کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اقدس سے مس ہو جائے تو اس پر آگ اثر نہیں کرتی اگر کوئی انسان حضور صلی اللہ علیہ کی غلامی اختیار کر لے گا تو اس پر دوزخ کی آگ اثر نہیں کرے گی۔

بول مبارک:

ابن جریج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

كَانَ يَبُولُ فِي قَدَحٍ مِنْ عِيدَانٍ ثُمَّ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ ۔

لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے۔ پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیتے۔

ایک دن کملی والے آقا تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے۔ تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا۔ (یہ عورت ام المومنین ام حبیبہ کی خادمہ تھی) پیالے میں جو پیشاب تھا۔ وہ کدھر گیا۔ اس نے عرض کی آقا وہ میں نے پی لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

فَمَا مَرِضْتِ قَطُّ

اب تو کبھی بیمار نہ ہو گی
(خصائص کبریٰ صہ۷۱ ج۱)

نیند مبارک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔	فرمایا اے عائشہ بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۶۹ ج ۱)

حضرات! حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات تو بے شمار ہیں مگر تبرکاً انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فضائلِ درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۝ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالےٰ

نے درود شریف کی اہمیت اور اہل ایمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ ۲۲)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضرات! لفظ اِنَّ اہل عرب اس کلام میں استعمال کرتے ہیں جس کلام کو شک و شبہ سے پاک کرنا مقصود ہو۔ یہاں بھی اِنَّ لا کر یہ بتا دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتے ہیں اور یاد رہے کہ یُصَلُّوْنَ **مضارع** کا صیغہ ہے۔ جو زمانہ حال و استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ کیا مطلب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے اور لفظ صلوٰۃ کے تین معنی ہیں۔

۱۔ اگر صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنی ہوگا رحمت

۲۔ اگر صلوٰۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو معنی ہوگا۔ استغفار

۳۔ اگر صلوٰۃ کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو معنی ہوگا۔ دعا

گویا ہمیں بھی یہ حکم فرمایا جا رہا ہے کہ اے ایمان والو تم بھی درود پڑھو۔ تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے

زیادہ رحمتیں نازل ہوں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مانگی تو وہ چیز جاتی ہے جو پہلے حاصل نہ ہو۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو پہلے بھی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پھر ہمیں کیوں کہا جا رہا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ فقیر جب کسی سخی کے دروازے پر مانگنے کے لئے جاتا ہے۔ تو اس گھر والوں، ان کی اولاد، ان کے مال و جان کی خیر مانگتا ہے تو مالک سمجھ جاتا ہے کہ یہ کوئی تہذیب والا بھکاری ہے۔ تو وہ خوش ہو کر اسے کچھ نہ کچھ عنایت کر دیتا ہے۔ گویا بارگاہ الٰہی سے یہی حکم ہو رہا ہے۔ اے ایمان والو جب تم ہمارے یہاں کچھ مانگنے کے لئے آؤ تو ہم اولاد سے تو پاک ہیں مگر ہمارا ایک حبیب ہے۔ تم اس کی خیر مانگتے آؤ۔ جن رحمتوں کی بارش ان کی ذات پر ہو رہی ہے۔ اس کا تم پر بھی ایک چھینٹا مار دیا جائے گا۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا!

اور یہ بھی تنبیہہ کر دی گئی کہ اے درود پڑھنے والو یہ خیال نہ کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہماری رحمتیں تمہارے مانگنے پر موقوف ہیں۔ بلکہ ہمارے محبوب تمہارے درود کے حاجت مند نہیں (جیسے منبر والوں کے) تم درود پڑھو یا نہ پڑھو۔ ان پر ہماری رحمتیں برابر برستی ہیں اور ہمیشہ برستی رہیں گی۔ تمہارا درود پڑھنا تو کل سے ہوا ہے۔ ان پر تو رحمت کی بارشیں اس وقت کی ہو رہی ہیں۔ جس وقت کل بھی نہ تھی۔

حضرات! اللہ تعالیٰ ہماری حمد و ثنا کا محتاج نہیں کیونکہ وہ محمود

ہے۔ خواہ کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے۔ ایسے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی کی نعت خوانی کے حاجت مند نہیں۔ کیونکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ خواہ ان کی کوئی نعت پڑھے یا نہ پڑھے حمدِ الٰہی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کافی ہیں اور نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔

معزز سامعین! تمام دعاؤں سے دنیا ملتی ہے مگر درود شریف سے مقصودِ دنیا مل جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بار سلطان محمود نے درباریوں کو حکم دیا کہ میرے گھر میں جو کچھ بھی ہے سب لوٹ لو۔ تمام لوگ مال لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر غلام ایاز رحمۃ اللہ علیہ سلطان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ سلطان نے کہا ایاز تم کیوں نہیں کچھ لوٹتے عرض کیا۔ آقا سب نے تو مال کو لیا میں تو بس حضور کو لیتا ہوں۔ سلطان نے کہا تم نے مجھ کو لیا تو میں نے بھی تم کو لیا تم میرے اور میں تمہارا۔

(شانِ حبیب الرحمٰن)

خدا کا فعل:

سامعین اللہ تعالےٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ مگر خود پڑھتا نہیں _____ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا مگر خود زکوٰۃ ادا کرتا نہیں _____ حج کرنے کا حکم دیا مگر خود ادا کرتا نہیں _____ الغرض ہر عبادت کا حکم دیا مگر خود کرتا نہیں _____ لیکن جب محبوب کی باری آئی فرمایا۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ ۲۸)	جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ جن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ چرند و پرند اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ شجر و حجر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ شمس و قمر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں _____ غلمان و رضوان اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں گویا کہ فرمایا محبوب ساری خدائی مجھے یاد کرتی ہے _____ مگر میں خدا ہو کر تجھے یاد کرتا ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔

مطلق حکم:

حضرات نمازوں کے اوقات مقرر ہیں _____ رکعاتیں بھی طے ہیں _____ حج کا وقت بھی مقرر ہے _____ روزے رمضان میں فرض ہیں _____ زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ فرض ہے _____ لیکن درود شریف کے لئے نہ کوئی دن نہ وقت نہ کوئی مکان اور نہ ہی کوئی جگہ مقرر ہے۔

مطلق ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا۔	اے ایمان والو درود پڑھو۔

صَلُّوْا صبح پڑھو _____ صَلُّوْا دوپہر کو پڑھو _____ صَلُّوْا شام کو پڑھو _____ صَلُّوْا رات کو سوتے وقت پڑھو _____ صَلُّوْا رات کے کسی حصہ اور دن کے کسی حصہ میں پڑھو _____

صلّوا گھر میں پڑھو ——— صلّوا بازار میں پڑھو ———
صلّوا بس میں پڑھو ——— صلّوا دکان میں پڑھو ———
صلّوا مسجد میں پڑھو ——— صلّوا خوشی میں پڑھو ———
صلّوا غمی میں پڑھو ——— صلّوا جمعہ کے دن پڑھو ———
الغرض مطلق حکم ہے کوئی وقت کی قید نہیں ———
صلّوا اذان سے پہلے پڑھو ——— صلّوا اذان کے بعد پڑھو

اذانوں میں خطبوں میں شادی و غم میں
غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا

درود شریف کی اہمیت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ صَلَوَاتٍ

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ صد ۸۶)

نظرِ رحمت:

حضور سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ

تُصَلِّیْ عَلَیَّ

بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کی نظر فرماتا ہے جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ نگاہِ رحمت فرمائے گا پھر اسے عذاب نہیں دے گا۔ (افضل الصلوٰت صد ۴)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (القول البدیع صد ۱۲۱)

جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا قیامت کے دن میں اس کا سفارشی ہوں گا۔

مجلس کی زینت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود شریف پڑھ کر زینت دو۔

فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (افضل الصلوٰت صد ۱۲)

بے شک تمہارا درود قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔

درود شریف کی پرچی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش کے قریب سبز جوڑا پہنے

کھڑے ہوں گے اور اپنی اولاد کو دیکھ رہے ہوں گے کہ آج کون جنت
میں جاتا ہے اور کون دوزخ میں۔ اچانک آپ دیکھیں گے کہ فرشتے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کو دوزخ کی طرف لے جا رہے
ہوں گے۔ تو

فَيُنَادِيْ آدَمُ يَا اَحْمَدُ يَا اَحْمَدُ۔ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ يَا اَبَا الْبَشَرِ	آدم علیہ السلام بلند آواز سے پکاریں گے اے احمد اے احمد۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے لَبَّيْكَ اے ابو البشر آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام کہیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے
ایک امتی کو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دیکھ کر فرشتوں کو آواز دیں گے۔ اے فرشتو ٹھہر
جاؤ۔ فرشتے عرض کریں گے ہم حکم خدا کے پابند ہیں۔ حکم عدولی نہیں
کر سکتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں
گے۔ یا اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھے امت کے معاملہ
میں پریشان نہیں ہونے دوں گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز
آئے گی۔

اَطِيْعُوْا مُحَمَّدًا	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو۔

تب فرشتے دوبارہ اس گنہگار کو میزانِ عدل کی طرف لے کر
آتے ہوں گے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے
جس کا نقشہ اعلیٰحضرت نے یوں کھینچا۔

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

چنانچہ اس شخص کو دوبارہ میزان عدل پر لایا جائے گا اور
جب اس کے اعمال کا وزن ہو گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فَاَخْرَجَ مِنْ حُجْزَتِيْ بِطَاقَةً بَيْضَاءَ كَالْاَنْمُلَةِ فَاَلْقَيٰهَا فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ الْيُمْنٰى	سفید کاغذ کا ایک پرزہ ترازو کے دائیں پلڑے میں ڈال دیں گے۔

جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اس کی نیکیاں
بدیوں پر غالب آ جائیں گی اور آواز آئے گی کہ اس بندے کو
جنت میں لے جاؤ۔ وہ شخص عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ
آپ پر قربان آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے۔ اور آپ کے اخلاق
کتنے اچھے ہیں۔ یہ تو بتا دیں۔ مَنْ اَنْتَ آپ کون ہیں۔
جنہوں نے مجھ پر رحم فرما کر میرے گناہوں کو معاف کروا دیا
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔

اَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَهٰذِهٖ صَلَاتُكَ الَّتِيْ كُنْتَ تُصَلِّيْ عَلَيَّ	میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور یہ تیرا درود تھا جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔

(خصائص کبریٰ صـ۲۶۱ ج ۲)

روزِ محشر جنہیں بخشوائیں گے وہ
کالی کملی میں جن کو چھپائیں گے وہ

بن کے جن کے خریدار آئیں گے وہ
ان ہماری خطاؤں کی کیا بات ہے

ہر مشکل کا حل:

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک ظالم بادشاہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے تنگ آ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور وہاں جا کر میں نے زمین پر چند خط (لکیریں) کھینچے اور اس کا نام قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اے الہ العالمین میں اس صاحب قبر کو تیری بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں تو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و جاہ کی برکت سے اس ظالم بادشاہ کے خوف و ڈر سے امن عنایت فرما دے، غیب سے آواز آئی۔

نِعْمَ الشَّفِيْعُ مُحَمَّدٌ وَاِنْ كَانَ بَعِيْدًا فِي الْمَسَافَةِ فَاِنَّهٗ قَرِيْبٌ فِي الْمَنْزِلَةِ۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہی اچھے شفیع ہیں۔ اگرچہ آپ مسافت کے اعتبار سے دور ہیں مگر درجے کے اعتبار سے قریب ہیں۔

لہذا تو واپس ہو جا ہم نے تیرے دشمن کو ہلاک کر دیا چنانچہ جب وہ واپس آیا۔ تو پتہ چلا کہ ظالم بادشاہ ہلاک ہو چکا ہے۔

(نزہت المجالس ص ۹ ج ۲)

دکھوں نے جو تم کو گھیرا ہے تو درود پڑھو
حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

دافع البلاء:

ایک اللہ کے ولی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ سخت طوفان آ گیا۔ ہم سمجھ گئے کہ اب ہماری خیر نہیں۔ دریں اثنا مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ مگر میری قسمت کا ستارہ چمک اٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ خواب میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسافروں کو کہہ دو یہ درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ

اے اللہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود بھیج جس سے ہمیں تمام خوفوں اور آفتوں سے نجات دے اور اس سے ہماری تمام حاجتیں پوری کر دے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر دے اور بلندی عطا فرما ہمیں تمام اعلیٰ درجوں پر اور دنیا و آخرت میں جتنی بھلائیاں ہیں سب کی انتہا پر اس کی

فِی الْحَیَاۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	بدولت ہمیں پہونچا بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں بیدار ہوا تو ہم نے مل کر یہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اسی وقت ہوا تھم گئی اور ہمیں سکون میسر آگیا۔ (نزہت المجالس ص۲۱۴ ج۔۲)

دکھوں نے تم کو جو گھیرا ہے تو درود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

شہد میں شفا کیوں؟

مثنوی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم اقدس پر گندی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ مگر ایک مرتبہ شہد کی مکھی آپ کے ارد گرد گھومنے لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس مکھی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے شہد کی مکھی یہ تو بتا کہ تم شہد کس طرح بناتی ہو۔ مکھی نے عرض کی آقا ہم مختلف پھولوں اور پھلوں کا رس چوستی ہیں اور اسے اپنے چھتے میں اگل دیتی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے شہد کی مکھی ان میں سارے رس میٹھے تو نہیں ہوتے ہیں۔ مگر شہد میں مٹھاس کہاں سے آجاتی ہے۔ تو مکھی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب ہم رس جمع کر لیتی ہیں تو

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
میشود شیریں و تلخی را ربود!

ہم سب مل کر آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتی ہیں تو شہد میٹھا ہو جاتا ہے۔

حضرات! اسی لئے تو شہد میں شفا ہے کیونکہ اس پر درود شریف پڑھا گیا ہے۔

بغیر حساب کے جنت:

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صالح شخص کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا اللہ تعالٰی نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا ہے اور جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا تو درود پاک کا شمار زیادہ نکلا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا اتنا کافی ہے۔ اس کا حساب مت لو اور اس کو بغیر حساب کے جنت میں لے جاؤ۔ (نزہت المجالس ص۹۴ ج۔۲)

حضرات! درود شریف فضل انسانیت کی اصل ہے۔

حوا کا حق مہر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعۃ المبارک کے دن عصر کی نماز کے وقت پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام آرام فرما تھے کہ ان کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی حضرت حوا کو نکالا۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو بیوی کو دیکھا تو دل میں سکون پیدا ہوا اور ادھر ہاتھ بڑھایا اس پر فرشتے بول اٹھے آدم ذرا ٹھہرو۔ فرمایا کیوں

خدا تعالیٰ نے اسے میرے لئے ہی بنایا ہے۔ فرشتوں نے کہا بیشک یہ درست ہے مگر پہلے حق مہر ادا کرو۔ آپ نے فرشتوں سے دریافت فرمایا مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ محبوب خدا احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین مرتبہ درود پڑھ دو۔ تمہارا حق مہر ادا ہو جائے گا۔ ایک روایت میں بیس مرتبہ کا ذکر ہے۔ (انوار محمدیہ صـ۲۷)

حضرات! اسی لئے علماء فرماتے ہیں۔ کہ عورتوں کو اپنا حق مہر سنبھال کر رکھنا چاہیئے۔ اور جب کوئی مشکل وقت (بیماری یا مقدمہ) آئے۔ تو اس وقت خرچ کرے انشاء اللہ العزیز وہ مشکل حل ہو جائے گی۔

سامعین! درود شریف بہت اعلیٰ عبادت ہے حتیٰ کہ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

چھڈ کے رضوان جنت دی گلزار نوں
اوندے چمن محمد دے دربار توں
اوہدے دربارِ اقدس توں قربان میں
مُل پیندا جتھے ہر گنہگار دا!

حضرات! یہ تو تھے درود شریف پڑھنے کے فوائد اب دیکھنا یہ ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سُن کر آپ پر درود نہ پڑھے تو اس کے نقصانات کیا ہیں؟

بخیل کون؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (مشکوٰۃ صـ۸۷)

بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا نام ذکر کیا جائے پس وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

جنت کا راستہ بھولنا:۔

حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ اَخْطَاءُ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔ (افضل الصلوٰت صـ۴۴)

جس کے پاس میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔

دُعا کا معلق رہنا:۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں بے شک دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس سے کوئی چیز نہیں چڑھتی۔

حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (مشکوٰۃ صـ۸۷)

یہاں تک کہ تو اپنے نبی پر درود پڑھے۔

آدابِ دُعا:-

حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے نماز پڑھی پھر دُعا مانگی۔ تو

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اے نمازی تونے دُعا مانگنے میں جلدی کی ہے۔

یعنی آدابِ دُعا بجا نہیں لایا۔ پھر آپ نے اس کو دعا مانگنے کا طریقہ بتایا کہ جب تو نماز پڑھ چکے تو تسلی سے بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کر پھر صَلِّ عَلَیَّ مجھ پر درود پڑھ پھر دُعا مانگے۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص آیا اور نماز پڑھی پھر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق عمل کیا تو آپ نے فرمایا اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ اے نمازی اب دُعا مانگ قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ صـ۸۶)

حضرات! معلوم ہو کہ جس دُعا سے پہلے دُرود شریف نہ پڑھا جائے وہ دُعا بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی لہٰذا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہم پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں پھر دعا مانگتے ہیں اور ہمیں امید ہے

کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ اور وسیلہ سے ہماری دعائیں قبول فرماتا ہے۔

اوقاتِ دُرود شریف:-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔ میں آپ پر درود پڑھنے کیلئے کتنا وقت مقرر کروں۔ یعنی باقی وظائف سے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی فرمایا، جتنا چاہو اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، نصف وقت فرمایا، جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو بہتر ہے میں نے عرض کیا اے کملی والے آقا کہ میں نے سارا وقت آپ کے درود شریف کے لئے مقرر کر دیا۔

قَالَ اِذًا یُکْفٰی ھَمُّکَ وَیُکَفِّرُ لَکَ ذُنُبُکَ (مشکوٰۃ صـ۸۶)	آپ نے فرمایا، اب تیری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی اور تمام گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارا درود سنتے ہیں۔

سماعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم:

دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے کہ حضور سیدِ دوجہاں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے
دور پڑھنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درود دوں کا
کیا حال ہے۔

فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ
اَهْلِ مَحَبَّتِیْ
وَاَعْرِفُهُمْ
(دلائل الخیرات)

تو فرمایا ہم محبت والوں
کے درود خود سنتے ہیں
اور ان کو پہچانتے ہیں۔

سامعین! اس حدیث پاک کی تائید میں حضرت شیخ شبلی
رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنئے۔

محبوبِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا۔ تو شیخ شبلی آئے اور
ابوبکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے معانقہ
کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ تو میں نے
کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں؟
حالانکہ آپ اور تمام بغداد والے اسے دیوانہ تصور کرتے ہیں۔ تو
انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔
جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے
اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ شبلی حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آتے تو آپ اس کے لئے کھڑے

ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ تو میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے
ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ شبلی ہر نماز کے بعد
پڑھتا ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
آخر سورۃ تک۔

وَيَقُوْلُ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ

اور تین مرتبہ کہتا ہے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
يَا مُحَمَّدُ۔

حضرت ابوبکر محمد فرماتے ہیں کہ میں نے شبلی سے پوچھا
تو انہوں نے ویسے ہی بیان کیا۔ جیسے میں نے سنا تھا۔
(جلاء الافہام ص ۲۹۷)

پھل درود داں دے آقا توں رہیں واردا
ذکر کردا رہویں نالے سرکار دا!
منگتا بن کے رہویں اوہدے دربار دا
منگتیا تیرے کاسے بھرے رہن گے

زیارتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو تو جمعرات کو دو
رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ
بار آیۃ الکرسی، گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام کے

بعد ایک سو مرتبہ اس درود کو پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

تو ضرور وہ زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ اگر پہلی دفعہ کامیاب نہ ہو تو دوسری جمعرات کو ادا کرے حتیٰ کہ تین جمعرات نہ گزریں گی کہ زیارتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو جائے گا۔ (جذب القلوب ص ۲۶۰-۶۱)

جو نبی کے قریب ہوتے ہیں
وہ خدا کے حبیب ہوتے ہیں
جو سجاتے ہیں درود کی محفلیں
وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لیلۃ مبارکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ
لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ۝ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ
فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝
فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۝ اَمْرًا
مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ رَحْمَۃً
مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ
رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت

کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پ ۲۵)

حٰمٓ۔ قسم ہے اس روشن کتاب کی ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف رحمت بے شک وہ سنتا ہے۔ جانتا ہے۔

حضرات! شب برات وہ رات ہے جس کو قرآن مجید نے لیلۃ مبارکہ کے نام سے یاد کیا ہے اور یہی وہ رات ہے جو سال کی اکثر راتوں سے افضل ہے اور اسی رات میں ہر شخص کا رزق لکھ دیا جاتا ہے اور جس نے مرنا ہو اس کی موت بھی لکھ دی

جاتی ہے۔ بلکہ آئندہ پورے سال میں جو کام ہونے والے ہیں وہ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ مہینہ ہے جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کہا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

(مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّةِ ص۱۴۱)

اللہ کی رحمت ساتھ لئے شعبان معظم آپہنچا
سرکار نے جس کو اپنا کہا وہ ماہ مکرم آپہنچا
ایمان میں آجائیگی ضیاء دھل جائینگے دفتر عصیاں کے
بخشش کا حسیں پیغام لئے وہ مونس و ہمدم آپہنچا

حضرات! اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہو سکتا ہے، جسے والیٔ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کہیں۔

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے
جیہڑا ہووے دور محمد توں
اوہ رب توں وی دور ہو جاندا اے

ابوبکر کی خوش قسمتی:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور امام الانبیاء

۱ علی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا کہا اور ان کے لئے دُعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَابَکْرٍ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ	اے اللہ قیامت کے دن ابوبکر کو میرا ساتھی بنادے

(الوفا صہ ۲۸۶ ج ۱)

جنہوں مِل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے

عمرِ فاروق کی خوش قسمتی:۔

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ۔	اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کو طاقت دے۔

(مشکوٰۃ صہ ۵۵۸)

عثمان غنی کی خوش قسمتی:۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیّدِ دوعالم صلی اللہ وآلہ وسلم اپنا جنت کا ساتھی کہا۔

لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ ۔	ہر نبی کا ایک ساتھی ہے اور میرا ساتھی جنت میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

(مشکوٰۃ صہ ۵۶۱)

شیرِ خدا کی خوش قسمتی:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ آپ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم فرمایا ہے۔ مگر میں رہ گیا ہوں۔ اس پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی۔

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ	تو میرا بھائی ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

شکوٰۃ صہ ۵۶۴

صحابہ کرام کی خوش قسمتی:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا کہا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (مشکوٰۃ صہ ۵۵۴)	میرے تمام صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اتباع کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔

حضرات! معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پیارے ہیں اور آپ نے ان سب کو اپنا کہا اور جسے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کہیں تو وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے
شاعر کہتا ہے کہ۔

انویں ہر کوئی میرا بندا اے
پر میں کسے دا بندا نئیں
جیہڑا تیرا بن جائے محبوبا
میں اوہدے دا بن جاناں ہاں

اب بھی اگر کوئی بدباطن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی عظمت و
شان میں شک کرے تو اس کا اپنا خانہ تو برباد ہو سکتا ہے۔ مگر صحابہ
کرام کی شان میں کمی نہیں آسکتی۔
سامعین! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ شعبان المعظم وہ عظمت و
شان والا مہینہ ہے۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا
کہا اور اسی مہینہ میں آپ اکثر روزہ دار رہتے تھے۔

شعبان سے محبت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعبان میں اس قدر روزے
رکھتے دیکھ کر سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں لوگوں
کے اعمال خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور ایک شعبان
سے دوسرے شعبان تک فوت ہونے والوں کی اجل لکھی جاتی
ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں

روزہ دار ہوں۔

فَاُحِبُّ اَنْ لَا يُرْفَعُ عَمَلِي اِلَّا وَاَنَا صَائِمٌ	اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔

(ما ثبت من السنة ص۱۴۱)
(الترغیب والترہیب ص۲۰۹)

مغفرت کی رات:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرہویں
رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یعنی اس کی
رحمت نازل ہوتی ہے) اور فرشتے بارگاہ الٰہی میں سال بھر کے
اعمال نامے پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ اپنی شفقت سے
بندوں کو فرماتا ہے۔ خبردار ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس
اس کے گناہوں کو بخش دوں۔ خبردار ہے کوئی رزق مانگنے والا
کہ میں اسے رزق دوں۔ خبردار ہے کوئی کسی مصیبت میں گرفتار
کہ میں اس کو معافی عطا کروں۔ خبردار ہے کوئی ایسا

حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ	یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ ص۱۱۵)

مبارک رات لے کر آج پیغام نجات آئی!
نوید اے امت سلطان بطحا شب برات آئی

حضرات! وہ لوگ کتنے سعادت مند ہیں۔ جو اس رات کو

عبادت کرتے ہیں اور توبہ و استغفار کر کے اپنے رب کو راضی کرتے ہیں۔ اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور رزق حلال مانگ کر خزانۂ غیب سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ بیماریوں اور مصیبتوں سے پناہ مانگ کر ان سے خلاصی حاصل کرتے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے عام معافی کا اعلان ہوتا ہے اور سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ سوائے چند لوگوں کے

مغفرتِ عامہ :-

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تبک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات میں رحمت کی تجلی فرماتا ہے۔

فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۵)	پس تمام مخلوق کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ

کاہن نجومی، ناجائز عشر لینے والا، ظالم سپاہی، لوگوں سے ناجائز مال لے کر امراء کو دینے والا، لہو و لعب کے لئے مزامیر رکھنے والا، مشرک، دنیا وی عداوت کرنے والا، قطع رحمی کرنیوالا تکبر سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، جادو کرنے والا، بلا وجہ کسی مسلمان سے تین دن

سے زیادہ سلام و کلام نہ کرنے والا۔ قاتل، زانی، جاندار کی تصویر بنانے والا، بدعتی جس کے دل میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بغض ہو۔ جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنے والا۔ بخیل، نشہ آور چیزوں کو استعمال کرنے والا۔

(بیہقی، ماثبت بالسنۃ، مسند امام احمد)

ان مذکورہ لوگوں کی بھی بخشش نہیں ہوتی۔ ہاں اگر یہ لوگ شب برأت آنے سے قبل اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں تو انہیں بھی یقیناً اس رات کے انوار و برکات حاصل ہوں گے لہٰذا ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ چودہ شعبان کے دن کو ہی والدین سے معافی مانگیں۔

عزیز و اقارب اور دیگر اہل اسلام سے صلح کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر گناہوں کو بھی چھوڑ دیں۔

شعبان کی پندرہویں رات :

اور جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس میں ہمہ تن قرآن خوانی، ذکر و فکر اور نوافل میں مشغول رہنا چاہیئے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو۔

قُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا	اس کی رات میں قیام اور اس کے دن میں

روزہ رکھو۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۵)

اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔

معمولِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک رات اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس سے چلے گئے۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی۔ تو

فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ | اچانک میں نے آپ کو جنت البقیع میں موجود پایا۔

اس وقت آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف تھا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا۔ عائشہ کیا تجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ خدا اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا؟

تو میں نے عرض کی کہ میں نے یہ خیال کیا تھا۔ کہ شاید آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات میں لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۵ | اور بنی کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے

توبہ کا سبب:

کسی شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں شراب پینے کا عادی تھا اور میری ایک چھوٹی سی بچی تھی۔ جو میرے سامنے شراب کی بوتلوں کو انڈیل دیتی تھی۔ جب اس کی عمر دو سال کی تھی تو فوت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔ جب شعبان کی پندرہویں رات آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور ایک بڑا اژدہا اپنا منہ کھولے ہوئے میرے پیچھے لگ گیا۔ میں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اور مجھے ایک نیک بزرگ نظر آیا۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے خدا کے لئے اس سانپ سے بچاؤ۔ مگر اس بزرگ نے رو کر کہا کہ میں ضعیف و کمزور ہوں تمہیں نہیں بچا سکتا۔ لیکن تم آگے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تیری نجات کا کوئی سبب بنا دے۔ میں پھر بھاگا اور ایک آگ کے پاس گیا تو آواز آئی واپس جاؤ۔ میں واپس ہو گیا۔ مگر سانپ میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ میں پھر اس بزرگ کے پاس سے گزرا اور اس سے پناہ مانگی۔ اس نے کہا کہ میں کمزور ہوں تیری مدد نہیں کر سکتا البتہ تو اس پہاڑ کی طرف چلا جا اس میں مسلمانوں کی امانتیں ہیں۔ اگر تیری بھی کوئی امانت ہوئی تو وہ تیری مدد کرے گی۔ جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو ایک فرشتہ نے آواز دی کہ دروازہ کھول شاید اس کی

تمہارے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اس کو دشمن سے پناہ دے گی۔ جب دروازہ کھل گیا تو اچانک مجھے بچّی نظر آئی۔ جس نے اپنے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور بائیں ہاتھ سے اژدہا کو دور کیا تو وہ سانپ بھاگ گیا۔ پھر بچّی نے کہا اباجان۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ۔	کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

یعنی کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو توبہ کرے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو قرآن مجید جانتی ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ پھر میں نے اس سے سانپ کے متعلق پوچھا۔ تو بچّی نے کہا کہ وہ تیرا عمل بد تھا اور وہ بزرگ تیرا نیک عمل تھا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھبراتے ہوئے بیدار ہوا تو میں نے مکمل طور پر توبہ کر لی۔ (نزہۃ المجالس صفحہ ۱۳۲ ج۔۱)

عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک سفید رنگ کا پتھر دیکھا۔ وہ پتھر آپ کو بہت پسند آیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے روح اللہ کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب منظر نہ دکھاؤں۔ آپ نے عرض کی یا اللہ ضرور دکھا۔ تو اچانک

وہ پتھر پھٹ گیا اور اس کے اندر ایک بزرگ نظر آئے۔ جن کے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کا عصا تھا اور وہاں ایک انگور کا درخت بھی تھا۔ جس کا میوہ وہ بزرگ کھاتے تھے۔ آپ نے اس بزرگ سے پوچھا کہ تم یہاں کتنے عرصہ سے عبادت کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں یہاں چار سو سال سے عبادت میں مصروف ہوں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ الٰہی میرے خیال میں تو تُو نے اس شخص سے افضل کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ تو بارگاہِ الٰہی سے جواب آیا۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میرے محبوب کی اُمت کا جو فرد شعبان کی پندرہویں رات کو صرف دو رکعت نفل پڑھے گا تو ان دو نفلوں کا ثواب اس شخص کی چار سو سالہ عبادت سے زیادہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سُن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کاش میں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہوتا۔

(نزہت المجالس صفحہ ۱۳۳ ج۔۱)

عباداتِ شب برات:

اٹھو مردانِ شب بیدار مشغول عبادت ہو
عبادت کیلئے جو سب سے بہتر ہے وہ رات آئی!

صلوٰۃ الخیر:

جو شخص اس رات میں سو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں

فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے اس کے متعلق حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ایک
سال تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھو بلکہ نیکیاں ہی لکھتے رہو۔ اس نماز
کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اسی نماز
کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے تیس صحابہ سے سنا کہ جو شخص اس نماز کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ
اس کی طرف رحمت کی ستر نظریں فرمائے گا۔ اور ہر نظر کے ساتھ ستر
حاجتیں پوری فرمائے گا۔ سب سے چھوٹی حاجت گناہوں سے
پاک فرمانا ہے۔

چودہ رکعت نفل:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبان
کی پندرھویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے
چودہ رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ نے بیٹھ کر سورۂ فاتحہ، سورۂ
اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، چودہ، چودہ بار پڑھیں۔ پھر آیت الکرسی
ایک بار پڑھ کر لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
پوری آیت پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے علی جو ایسا عمل کرے جیسا کہ میں نے کیا ہے تو اس
کو بیس مقبول حجوں اور بیس سال کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

چار رکعت نفل:

جو شخص اس رات کو چار رکعت نفل پڑھے اور دن کو روزہ

رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دے گا۔

آٹھ رکعت نفل:

جو شخص آٹھ رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے
بعد گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر اس کا ثواب سیدہ
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کو بخشے تو اس کے متعلق
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جنت میں اس
وقت تک قدم نہ رکھوں گی جب تک اس کی شفاعت نہ
کروا لوں۔

بارہ رکعت نفل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بارہ رکعت نفل
پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورۂ اخلاص پڑھی تو اس
کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے

پندرہ شعبان کا روزہ:

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
پندرہ شعبان کا روزہ رکھا اسے دو سال (ایک گزشتہ اور ایک
آئندہ) کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ پندرہ شعبان کو جن، پرندے،
درندے اور سمندر کی مچھلیاں بھی روزہ رکھتی ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح :

اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کو فرمایا۔

یَا عَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْكَ	اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کروں۔

کیا میں تم کو بخشش نہ کروں۔ کیا میں تم کو نہ دوں میں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں۔ (دس خصلتیں ہیں) جب تم وہ کرو یعنی صلوٰۃ التسبیح پڑھو تو اللہ تعالےٰ تمہارے دس طرح کے گناہ معاف کر دے گا۔

(۱) اگلے گناہ (۲) پچھلے (۳) پرانے (۴) نئے (۵) جو بھول کر کئے ہوں (۶) جو قصداً کئے ہوں (۷) چھوٹے (۸) بڑے (۹) پوشیدہ (۱۰) ظاہر۔

اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ	یہ کہ تو چار رکعت نماز پڑھے۔

اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی۔ پھر فرمایا کہ:

اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّیَهَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً۔	اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک بار پس اگر یہ بھی نہ کر سکو تو عمر میں ہی ایک بار پڑھ لو۔

(مشکوٰۃ شریف صـ۱۱۷)

ترکیب صلوٰۃ التسبیح :

نیّت :

چار رکعات نماز نفل صلوٰۃ التسبیح بندگی اللہ تعالیٰ کی منہ طرف کعبہ شریف اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ شریف اور سورت پڑھ کر دس بار یہی

تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور تسمیع و تحمید کے بعد دس بار پڑھے۔ پھر سجدہ میں جائے اور اس میں دس بار پڑھے۔ پھر جلسہ میں دس بار پڑھے پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پڑھے۔ یوں ہی چار رکعت پڑھے۔

اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں رکعتوں میں تین سو ہوئیں۔ یاد رہے کہ رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔

(نزہت المجالس) غنیۃ الطالبین (فضائل الایام والشہور) (ما ثبت من السنۃ) (الفوائد المجموعہ)

حضرات! معلوم ہوا کہ شب برات کی رات اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و برکت کی رات ہے اور گناہ گاروں کے لئے بخشش کی رات ہے۔ نہ کہ آتش بازی کی رات۔

آتش بازی سے بچو!

سامعین افسوس کی بات ہے کہ یہ آتش بازی کی خطرناک ہندوانہ رسم ہمارے معاشرے میں داخل ہوگئی ہے۔ اور جسے ہمارے ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے اپنا لیا ہے۔ شادی بیاہ کے علاوہ اس کا زیادہ تر استعمال شب برات کے موقع پر ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر نقصان دہ چیز ہے۔ ہر سال شب برات کے موقع پر اس لعنت سے کئی گھر نذرِ آتش ہو جاتے ہیں۔

کتنی جانیں لقمۂ اجل بن جاتی ہیں کئی نوجوان اپنے قیمتی اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بعض کی شکلیں مسخ ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا آتش بازی کرنے والے نوجوانوں اور ان کے والدین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آتش بازی ایک بُری وبا اور شیطانی فعل ہے۔ آتش بازی سے خدا اور اس کا رسول ناراض ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

حضرات! ہمیں سوچنا چاہیئے کہ آتش بازی ایک فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی کہا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ خون پسینے کی کمائی ضائع ہوتی ہے۔ بلکہ کئی نقصان بھی ہوتے ہیں۔ مسلمانو! ذرا خیال کرو کہ تم اپنا کتنا روپیہ نذرِ آتش کر رہے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم آتشبازی کی بجائے اپنا پیسہ غرباء میں تقسیم کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لو۔

سامعین! آج مغفرت و بخشش کی رات ہے۔ آیئے اب آئندہ نہ گناہ کرنے کا پختہ ارادہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ کر خلوصِ دل سے دعا مانگیں۔

کرا دے دید مولا زلفاں کالیاں دی
اذا سجا دی مانگ دا واسطہ ای
ڈنگیا دید لئی جہنے صدیق تائیں
عاشق نبی اس نانگ دا واسطہ ای
کرکے وعدہ نہ جس دا ویر آیا!
مولا صغراں بیمار دا واسطہ ای

اَج بے لجیاں دی رکھیں لج مولیٰ
لج پال شبیّر دا واسطہ ای
جہنے وِیر توں بچّے قربان کیتے
اوس زینب ہمشیر دا واسطہ ای
جہنے نیزے تے چڑھ کے قرآن پڑھیا
اوس کربل دے بیر دا واسطہ ای
بندی داناں دے بند خلاص کردے
مولیٰ عابد اسیر دا واسطہ ای
کھاویں قسم جس دی پاک قرآن اندر
اوس زلف زنجیر دا واسطہ ای
ساڈے ساریاں دے گناہ آج معاف کردے
تینوں چادر تطہیر دا واسطہ ای

سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

پھول نہ کاغذ بدیاں والے در توں دھک نہ مینوں ہُو
ہِس وچہ ایڈ گناہ نہ ہوندے باہُو تو بخشیندوں کینوں ہُو

کسی اور شاعر نے یوں کہا۔

جے میں ویکھاں اپنے عملاں ولے کجھ نئیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے بلّے بلّے

یا اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں صوم و صلوٰۃ کا پابند بنادے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

موت کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ (پ ١٧)
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم ! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیۂ کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے موت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔	ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضرات! جو دنیا میں آیا وہ ایک دن جائے گا۔ جو پیدا ہوا اسے موت آئے گی۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب ——— کوئی کبیر ہو یا صغیر ——— مفلس ہو یا اسیر ——— کوئی عربی ہو یا عجمی ——— جوان ہو یا بوڑھا ——— بیمار ہو یا تندرست ——— شاہ ہو یا گدا ——— مریض ہو یا حکیم ——— مسافر ہو یا مقیم ——— ہر کوئی ایک نہ ایک دن موت کے ڈنگ سے ڈسا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی ہمیں کہہ دے کہ بھائی آخرت کیلئے بھی کچھ کر لو آخر ہم نے مرنا ہے۔ نماز پڑھو، تلاوتِ قرآن کرو۔ حقوق اللہ کی پہچان کرو اور حقوق العباد ادا کرو۔ تو ہم اسے بُرا جانتے ہیں۔ اور اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں۔ کیا ہمیں نہیں پتہ تجھے زیادہ علم ہے۔ یعنی موت کا نام بھی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ حالانکہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔

اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِهَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ ۔ (مشکوٰۃ ص۱۴۷)	لذتوں کو ختم کرنے والی یعنی موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔

حضرات! موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔ یہ ایک نہ ایک دن آکر ہی رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ (پ۲۸)	تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

بھلا موت سے کون بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (پ۵)	تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی۔ اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

اور قبر بندے کو روزانہ تین دفعہ پکارتی ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْقَبْرَ يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ (دقائق الاخبار ص۱۱)	بے شک قبر ہر روز تین مرتبہ پکارتی ہے۔

کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، میں تاریکی اور کیڑوں کا گھر ہوں اے انسان تو نے میرے لئے کیا کچھ تیار کیا ہے۔

حضرات! اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو کیوں پیدا کیا۔ آیئے ارشادِ باری تعالیٰ سنیئے!

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پ ۲۹)	موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے موت کا ذکر پہلے کیا اور حیات کا بعد میں یعنی اللہ تعالیٰ نے موت کا پہلے ذکر کر کے بتا دیا کہ اے انسان تو نے مرنا ہے کہیں اس فانی زندگی کی عیش و عشرت میں موت کو بھول نہ جانا۔

سامعین! موت کی قدر ان سے پوچھو۔ جن کے عزیز و اقارب، بہن، بھائی، سنگی اور ساتھی اس دنیا سے انہیں داغ مفارقت دے کر چلے گئے۔

حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جنہاں ندے دلبر جانی وچھڑن کون رووے مر تھوڑا
سب رنگاں دا رنگ محمد جس دا نام وچھوڑا!
قسم خدا دی تے پناہ خدا دی بُرے عذاب جدائیاں
پچھلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے دوہائیاں

حضرات! موت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اے انسان۔ اس چار روزہ زندگی پر مان نہ کر بیٹھنا یہ ختم ہو جائے گی۔ آخرت کی فکر کر جو ہمیشہ کی زندگی ہے۔

؎ تیرا ملاں سفر مسافر توں کلیاں بنیاں اے راہ
تینوں دیس نکالا دین گے تیرے رل مل بھین بھرا

حضرات! انسان اس دنیا دی زندگی میں اس قدر غافل ہو جاتا ہے کہ سمجھتا ہے اب مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں ہمیشہ ایسے ہی اپنی جوانی کی ٹھاٹھ باٹھ اور مال و دولت میں رہوں گا۔ مجھے کوئی دکھ تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ اگر کوئی مشکل بن بھی گئی تو کوئی پرواہ نہیں میرے بہن بھائی ہیں۔ میرے رشتہ دار، میرے یار دوست، سنگی اور ساتھی ہیں۔ جو میری اس مشکل کو حل کر دیں گے۔ مگر جب موت کا پیغام آجاتا ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اکیلا آیا تھا ویسے اکیلا ہی جا رہا ہے۔ سب بہن بھائی، رشتہ دار، یار دوست جو ہر خوشی و غمی میں تیرے ساتھ رہتے تھے۔ آج سب تیرا ساتھ چھوڑ گئے۔

جیہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے
اَج اوہناں دی بازیاں ہاریاں نیں
جیہڑے ترسدے سن دید نوں دنے راتیں
اَج اوہناں دی باریاں ماریاں نیں
وِچ باغ دے خزاں نے جدوں وال کھولے
پنچھی اُڈ گئے مار اُڈاریاں نیں!
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا
کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نیں

حضرات! موت ہمیں درس دیتی ہے کہ اے انسان! اے بن

بھائیوں، رشتہ داروں اور یاروں، دوستوں پر گمان نہ کر بیٹھنا۔ یہ تیرے خیر خواہ نہیں ہیں۔ اگر کوئی تیرا خیر خواہ ہے تو وہ تیرا نیک عمل ہے جو تیری قبر اور حشر کی منزلیں آسان کر کے تجھے اللہ تعالٰے کے فضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے کرم سے جنت میں داخل کروائے گا۔ یہ تو اسی وقت تیرے ساتھ ہیں۔ جب تک تو ان میں موجود ہے۔ لیکن جب تجھے موت آ گئی تو پھر:۔

تینوں موہڈیاں تے چک لے جاون گے
کسے ٹوئے وچ سٹ کے آون گے
گھر آ کے تینوں بھل جاون گے
یاد آیا آیا نہ آیا! !
ایہو ایں میری میری کرناں ایں!
کبوں کفر دی بیڑی چڑھناں ایں
جیہڑے کفن دی تینوں سرناں ایں
کسے پایا پایا نہ پایا!

حضرات! اس دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ اور شہ زور آئے مگر جب موت کا پیغام آیا تو،

بڑے بڑے شہ زور ہزاراں دنیا اندر آئے
جد ملیا پیغام مولا دا تے بستر جھاڑ اٹھائے

بادشاہ کی موت:۔

ایک بادشاہ بڑا جبّار اور سرکش تھا۔ جس نے ایک محل تیار کیا۔

اور اسے بڑا پختہ بنوایا اور بہت سجایا۔ پھر قسم کھائی کہ جو شخص اس کے قریب جائے گا یا اس کی طرف بُری نظر سے دیکھے گا، اُسے قتل کروا دوں گا اور بعد ازاں کئی لوگوں کو اس جُرم میں قتل کروا دیا گیا۔ ایک شخص اس کے پڑوسیوں میں سے تھا۔ اسے بڑی نصیحت کی مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ محل میں بیٹھا تھا۔ کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک حسین وجمیل نوجوان کی شکل میں تشریف لائے اور محل کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔ اور بار بار اس کی چوٹیوں کو دیکھ رہے تھے۔ کسی نے بادشاہ سے کہا کہ تیرے محل کو ایک نوجوان دیکھ رہا ہے۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو کوئی پاگل معلوم ہوتا ہے۔ کوئی ناواقف یا مُسافر ہے۔ جاؤ اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص گیا اور سختی سے یوں پیش آیا کہ نیام سے تلوار نکال کر اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ تو ملک الموت علیہ السلام نے اس کی روح قبض کر لی جس سے وہ گر پڑا۔ بادشاہ کو کسی نے آ کر کہا۔ وہ دیکھو آپ کے فرستادہ کو اُس نوجوان نے مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے غصّے میں آ کر دوسرے آدمی کو تلوار دے کر حکم دیا کہ جاؤ اسے قتل کر دو۔ جب وہ دوسرا گیا تو ملک الموت نے اُس کی بھی روح قبض کر لی۔ بادشاہ کو اس دوسرے کے قتل ہو جانے کے غیظ و غضب نے محل سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔ اور تلوار پکڑ کر ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگا۔ تجھے موت کا ڈر نہیں۔ ایک تو تُو میرے محل کے قریب گھوم رہا ہے۔ دوسرے دو آدمیوں کو قتل بھی کر

ڈالا۔ ملک الموت نے کہا، بادشاہ سلامت ذرا سوچ کر تو لیجئے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ میں روح قبض کرنے والا فرشتہ عزرائیل ملک الموت ہوں۔ بادشاہ یہ کلمہ سنتے ہی کانپنے لگا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اور کہا ہاں میں نے آپ کو پہچان لیا یہ کہہ کر واپس ہونے لگا تو ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا شاہ جی کہاں جا رہے ہو۔ میں تو آپ کے لئے کھڑا ہوں۔ اور اب تو آپ نے قبر میں جانا ہے۔ بادشاہ نے کہا، صرف ایک منٹ کی مہلت چاہیئے تاکہ میں اپنے اہل و عیال سے کچھ بات چیت کر لوں اور انہیں کچھ وصیت کر دوں۔ ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا اب تک آپ کہاں رہے۔ اب کوئی فرصت نہیں یہ کہہ کر ملک الموت علیہ السلام نے بادشاہ کی روح قبض کر لی اور چلتے بنے۔ مرنے کے بعد رونا کیسا؟

بڑے بڑے شہ زور ہزاراں دنیا اندر آئے

(روح البیان ص ۱۶۸ پ۔۱)

نوجوان کی موت!

جد پیغام مولا دا ملیا تے بستر جھاڑ اٹھائے

حضرت دانیال علیہ السلام ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ آواز آئی۔

یَا دَانِیَالُ قِفْ تَرَ عَجَبًا۔	اے دانیال ذرا ٹھہریئے ایک کرشمہ دیکھتے جائیے۔

دانیال علیہ السلام نے ادھر ادھر دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ دوبارہ ندا آئی۔ دانیال کہتے ہیں میں ٹھہر گیا اور دیکھا کہ ایک گھر سے مجھے کوئی بلا رہا ہے۔ میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک چارپائی موتیوں سے مرصع ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ چارپائی کے اوپر سے آواز آئی، اے دانیال! آپ عجیب معاملہ دیکھنے والے ہیں۔ میں چارپائی کے اوپر چڑھ گیا اور دیکھا کہ اس کے اوپر سنہری بستر بچھا ہوا ہے۔ جو مشک اور عنبر سے پُر ہے اور اس کے اوپر ایک نوجوان مرا پڑا ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ آرام کر رہا ہے۔ اس کے اوپر نہایت شاندار پوشاکیں اور زیورات تھے۔ جن کا وصف بیان سے باہر ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی اور سر پر سونے کا تاج ہے اور کمر میں سبز رنگ کی ایک تلوار بندھی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگا اس تلوار کو اٹھایئے اور اس پر لکھی ہوئی عبارت پڑھیئے۔ میں نے دیکھا کہ اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ یہ تلوار صمصام بن عوج بن عنق بن عاد بن ارم کی ہے۔ پھر کہا میں نے ایک ہزار سات سو برس کی عمر پائی اور بارہ ہزار باکرہ عورتوں سے شادی کی اور چالیس ہزار شہر بنوائے۔

افسوس! کہ یہ زندگی ظلم و تشدد اور بے انصافی اور بے عقلی سے گزری میرے خزانوں کی چابیاں چار سو خچر اٹھاتے اور دنیا کے بادشاہ مجھے ٹیکس ادا کرتے اور میری شاہی میں کوئی میرا ہمسر اور مقابل نہ تھا اسی دوران میں نے ربوبیت کا دعویٰ کر دیا

مگر آج مجھے بھوک نے ستایا۔ میں نے ایک ہزار قیمتی موتی صرف جوار کے ایک دانہ کے عوض دے کر اناج طلب کیا۔ مجھے نہ ملا۔ انتہائی افسوس کہ آج میں بھوک سے مر گیا ہوں۔

اے دنیا والو میری موت سے نصیحت پکڑو اور موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو۔ کسی دھوکے میں نہ رہو میری طرح مارے جاؤ گے اب میرے رشتہ دار میرا کچھ نہ کر سکے۔ (روح البیان ص۱۷۱ پ۱)

بڑے بڑے شہزور ہزاراں دنیا اندر آئے
جد پیغام مولا دا ملیا تے بستر جھاڑ اٹھائے

آخر موت آگئی!

حضرت خواجہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تجارت کی نیت سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کی ملاقات کے لئے اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا ہاں۔ چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ دیبائے رومی کا ایک بہت قیمتی خیمہ نصب ہے۔ اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں پھر علماء اور باحشمت افراد وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر چل دیئے۔ پھر نہایت خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں پھر خود بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ

ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت بہادر جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہ اس خیمہ میں مدفون ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں سب سے پہلے فوج آکر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ممکن نہیں۔ اس کے بعد حکماء آکر کہتے کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک دیتے پھر علماء و مشائخ آکر کہتے کہ اگر دعاؤں سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم روک لیتے۔ پھر حسین کنیزیں آکر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں۔ پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آکر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر سب واپس جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص۱۷)

بڑے بڑے شہزور ہزاراں دنیا اندر آئے
جد پیغام مولا دا ملیا بستر جھاڑ اٹھائے

حضرات! ہمیں موت کو یاد رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ وقت موت آسانی فرمائے اور موت کی سختی اور شدت سے محفوظ رکھے کیونکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی سختی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

هُوَ قَدْرُ ثُلُثٍ — موت کی اتنی تکلیف ہوتی

مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ — ہے کہ جتنی تین سو بار تلوار ماری جاتی ہے۔

(شرح الصدور ص۱۳)

آئیے سکرات موت کا ایک واقعہ سنیئے۔

موت کی سختی:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ بعض کافروں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ ان مُردوں کو زندہ کرتے ہیں جو ابھی مرے ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ نہ مرے ہوں۔ ہم تو تب مانیں گے اگر آپ کسی دیر سے مرے ہوئے مُردہ کو زندہ کرو۔ اس پر آپ نے فرمایا ٹھیک ہے جسے تم کہو میں اسی کو زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ سام بن نوح کو زندہ کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور دو رکعت نفل پڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں دُعا مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے سام بن نوح کو زندہ کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ تو نوجوانی کے عالم میں مرا تھا مگر یہ بڑھاپا کیسا۔ اس نے کہا کہ میں نے آواز سُنی تو گمان کیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ جس کے ڈر کی وجہ سے میرا سر اور داڑھی سفید ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کب سے مرے ہو۔ وہ کہنے لگا چار ہزار سال گزر گئے ہیں۔ مگر موت کی تکلیف ابھی تک نہیں گئی۔ (تذکرۃ الواعظین ص۱۴۲)

سامعین! یہ تو تھی موت کی سختی اس کے بعد قبر کی منزل آتی ہے میت کو غسل دینے و کفن پہنانے اور نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو پھر منکر ونکیر سے سوال و جواب ہوتے ہیں تو ساری زندگی کا کیا دھرا سامنے آجاتا ہے۔

ہمسایہ کی سوئی!

حضرت حسان بن ابی سنان جو ایک ولی اللہ گزرے ہیں۔ ساٹھ سال تک نہ لیٹ کر سوئے اور نہ ہی پیٹ بھر کر اچھی غذا کھائی اور نہ ہی ٹھنڈا پانی پیا۔ جب وہ مر گئے تو ان کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ سنائیے کیسے گزری کہنے لگے سب خیر ہے لیکن مجھے بہشت میں ایک سوئی کا بار بار سوال ہوتا ہے جو میں نے ہمسایہ سے مانگ لی تھی مگر واپس نہ کر سکا۔

لکڑی کا تنکا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزرے تو آپ کو کسی نے قبر کے اندر سے پکارا آپ نے اسے زندہ کر کے قبر سے باہر نکالا اور پوچھا تو کون ہے۔ عرض کی میں ایک بوجھ اٹھانے والا مزدور ہوں۔ ایک دن میں نے لکڑی کا گٹھڑا اٹھایا تو اس میں سے صرف ایک تنکا دانتوں میں خلال کرنے کے لئے بغیر مالک کی اجازت کے لے لیا۔ جب سے مرا ہوں اس وقت سے اب تک اس تنکے

کا حساب دے رہا ہوں۔ (روح البیان صـ۲۶۷ پ ۔۴)

حضرات! سُنا آپ نے کہ یہ ہے حال قبر کے حساب کا۔
حشر کو تو خُدا جانے کہ کیا کیا حساب ہوگا۔ مگر ہم نے **کبھی سوچا کہ**
ہمارا ذریعہ معاش کیسا ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی روزی
حلال ہے یا حرام اور اپنے بچوں کے لئے جو روزی ہم کما کر لاتے
ہیں وہ جائز ذریعے سے ہے یا ناجائز ذریعے سے۔ لہٰذا
سامعین! صاف بات ہے کہ جو ہم بیجیں گے وہی کاٹیں گے
اگر ہم یہ یاد رکھیں کہ ہم سے پوچھا جائے ہمارا حساب ہوگا۔ تو
انشاء اللہ العزیز ہم اس مذموم دنیا سے بچ جائیں گے۔ یہ خیال
قطعاً دل سے نکال دے کہ جس اولاد کے لئے تو حرام اور حلال
کما کر لاتا ہے۔ یہ تیرا ساتھ دیں گے ہرگز نہیں اس لئے کہ:۔

روح نکلی تے مردہ ہوئیوں ہر کوئی تینتھوں ڈردا
اک پل تینوں رہن نہ دیندے مان کریں جس گھردا

اور

جیہناں لئی توں پاپ کماویں آج کیتھے نیں تیرے گھر دے
پیرو سار دیہڑے وچ بیہوں تے کڈو کڈو کر دے

حضرات! اس زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ کہ دوپہر آئے یا نہ
آئے شام ہو یا نہ ہو۔ دن چڑھے یا نہ چڑھے اسی لئے تو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کُنْ فِی الدُّنْیَا	دنیا میں ایسے رہو جیسے
کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ	کوئی اجنبی یا راہ چلتا مسافر
اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ	(بخاری شریف صـ۹۴۹ ج ۔۲)

اس لئے کہ کوئی خبر نہیں کہ کب **موت کا پیغام** آجائے کوئی سو
سال زندہ رہے۔ کسی کی عمر دو سو سال ہو جائے۔ خواہ اس سے
بھی زیادہ ہو جائے۔ آخر ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے جائے
گا۔ ہر انسان جائے گا۔ کوئی خاقان ہو یا امیر ــــ سلطان
ہو یا وزیر ــــ منشی ہو یا دبیر ــــ غنی ہو یا فقیر
ــــ صغیر ہو یا کبیر ــــ جوان ہو یا پیر ــــ
عاقل ہو یا غافل ــــ ناقص ہو یا کامل ــــ قائم ہو
یا قاعد ــــ ہابط ہو یا صاعد ــــ خفتہ ہو یا بیدار ــــ
مست ہو یا ہوشیار ــــ قوی ہو یا ضعیف ــــ کمینہ ہو یا
شریف ــــ مؤحد ہو یا ملحد ــــ مُقر ہو یا جاحد ــــ
فاسق ہو یا زاہد ــــ کامل ہو یا جاہل سب کو موت آئے گی۔
بہرحال ہمیں موت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں
ایمان کی موت نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آمدِ ماہِ صیام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (پ۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ گرامی! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (پ۲)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔ جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔ کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

حضرات! اس ذاتِ پاک جل وعلا کا کروڑہا مرتبہ شکر ہے کہ جس نے ایک مرتبہ پھر ہماری زندگی میں ہمیں رمضان المبارک کا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ دیکھنا نصیب فرمایا۔ یہ وہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کی ہر رات میں ایک منادی آسمان سے طلوعِ صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے۔ کہ خیر کے چاہنے والے خوش ہو جا۔ اے برائی کے چاہنے والے رُک جا اور عبرت حاصل کر۔

علاوہ اس کے ساری رات آوازیں آتی ہیں۔ ہے کوئی بخشش مانگنے والا۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔ کہ اس کی توبہ قبول کی جاتے۔

ہے کوئی دُعا مانگنے والا کہ اس کی دُعا قبول کی جائے۔ ہے کوئی
سوالی کہ اس کا سوال پُورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ رمضان شریف کی
ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد
فرما دیتا ہے۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت پیرانِ پیر روشن ضمیر پیر سیّد
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رمضان کا معنی ہے
گرمی کی شدّت۔ گویا کہ جو بھی کوئی اس مہینے کا احترام کرے گا۔ اس کے
روزے رکھے گا۔ اس میں تسبیح و تہلیل اور عبادتِ خدا کرے گا۔ تو فضلِ
خداوندی اور رحمتِ الٰہی سے اس کے تمام گناہ اِس طرح جل جائیں
گے جس طرح لکڑی آگ میں اور وہ گناہوں سے پاک وصاف
ہو جائے گا۔

لفظ رمضان کے کل پانچ حرف ہیں۔

۱: ر سے مُراد ہے رضاءِ الٰہی۔
۲: م سے مُراد ہے محبّتِ خداوندی۔
۳: ض سے مُراد ہے ضمانتِ خداوندی۔
۴: الف سے مُراد ہے اُلفتِ خداوندی۔
۵: نون سے مراد ہے نورِ الٰہی۔

یعنی جب یہ مہینہ آتا ہے۔ تو مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر فضل و
کرم ہوتا ہے کہ جو بندہ ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ اس میں
عبادت وریاضت کرتا ہے۔ اس کا ادب و احترام کرتا ہے۔ اس پر
اللہ تعالیٰ راضی بھی ہو جاتا ہے اور اس سے محبت بھی فرماتا ہے۔ اس
کو اپنی ضمان میں بھی لے لیتا ہے اور اس سے الفت ومہربانی کرتا

ہے اور اس کو اپنے کرم سے اپنے نور سے منوّر کر دیتا ہے۔

ایہہ ہے ماہ رمضان دا اللہ دے احسان دا
لُٹ لے رب دیاں رحمتاں مُسلم ایس مہینے وِچ

فضیلت ماہ رمضان:

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلّم نے شعبان المعظم کے آخری دنوں میں ہمیں ایک
خطبہ دیا۔ فرمایا اے لوگو تم پر عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہوا ہے
جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے
یہ وہ مہینہ ہے۔
جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً۔ جس کے روزے
اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کا قیام نفل بنایا ہے
جو شخص اس ماہ میں نفلی نیکی کرے گا۔ تو گویا اس نے دوسرے
مہینے میں فرض ادا کیا اور جو اس ماہ میں ایک فرض ادا کرے گا۔ تو

كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْهَا سِوَاهُ۔
وہ ایسا ہوگا جیسے کسی دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کئے

ایک نیکی کی ستر ملیں نیکیاں
اس عبادت کا ستر گنا اجر ہے
روزہ داروں کی رمضان میں قسمتیں
بے شبہ بے کمال اوج پر آگئیں

پھر ارشاد فرمایا:

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غرباء کی غمخواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق بڑھتا ہے۔ جو اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس کو روزے دار جتنا ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر شخص وہ نہیں پاتا (یعنی اتنی طاقت نہیں رکھتا) کہ روزہ دار کا روزہ افطار کروائے۔ تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا۔ جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کروائے جو روزہ دار کو پیٹ بھر پلائے، کھلائے اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا۔ جس سے کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اوّل حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو اس مہینہ میں اپنے ماتحت سے کام میں تخفیف کرے۔

غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

اس کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔

ایک نیکی کی ستر ملیں نیکیاں
اس عبادت کا کتنا اجر ہے

روزہ داروں کی رمضان میں قسمتیں
بے شبہ بے گماں اوج پر آگئیں

حضرات! جیسا کہ آپ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان سنا کہ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینے میں فرض پڑھنے کے برابر ہے۔ تو تراویح نفل ہیں۔ اب مرضی ہے کہ کوئی آٹھ تراویح پڑھے یا اس سے بھی کم۔ بہر حال اگر کوئی آٹھ پڑھے گا تو آٹھ فرضوں کا ثواب ملے گا۔ اگر کوئی بیس پڑھے گا تو اسے بیس فرضوں کا ثواب مل جائے گا۔ لہٰذا اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ زیادہ ثواب آٹھ تراویح پڑھنے میں ہے یا بیس پڑھنے میں۔

اس کے بعد فرمایا گیا کہ:۔

وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ | یہ صبر کا مہینہ ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے باوجود ہر چیز موجود ہوتے کے صبح سے لے کر شام تک ——— خود پر کھانے پینے کی پابندی لگائی جاتی ہے۔ اسی کا نام صبر ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ مگر بعض بدقسمت وہ بھی ہوتے ہیں۔ جو صحت مند ہٹے کٹے ہونے کے باوجود روزہ نہیں رکھتے اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ گلی گلی، کوچے کوچے کھلے بندوں کھاتے پیتے پھرتے ہیں۔ رمضان کے روزے رکھنے تو درکنار احترام بھی نہیں کرتے۔ آئیے دیکھیں کہ جن لوگوں نے اپنے نفس پر پابندی لگائی تو وہ وقت کے ذلیل کامل بن گئے۔

علی احمد صابر:

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے لختِ جگر کو لے کر اپنے بھائی خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی بھائی جان یہ میرا لختِ جگر علی احمد آپ کے سپرد ہے۔ میں اسے تعلیم و تربیت کے لئے آپ کے پاس لائی ہوں۔ بابا صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مگر چلتے وقت بہن نے بھائی سے کہا کہ میرا نورِ نظر شرم و حیاء کا پُتلا ہے۔ مُنہ سے کبھی کچھ نہ مانگے گا۔ میرے بچے کو بھوک پیاس کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت بابا صاحب نے مخدوم صاحب کو بُلا کر اُن کے سامنے حکم دیا کہ کل سے لنگر کی تقسیم تمہارے سپرد ہے۔ صبح سے لنگر تم ہی تقسیم کیا کرو گے۔ یہ سُن کر آپ کی والدہ ماجدہ خوش ہوئیں۔ اور واپس چلی گئیں۔ اس کے بعد تقریباً بارہ سال کے بعد دوبارہ آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ لختِ جگر کا جسم انتہائی نحیف و لاغر ہو چکا ہے رنگ پیلا پڑ گیا۔ پوچھا بیٹا کیا تیرے ماموں نے تجھے کھانے کے لئے نہیں دیا۔ آپ خاموش رہے۔ بابا صاحب نے بہن کی طرف دیکھا کہ وہ حسرت زدہ لگا ہوں سے بھائی کا چہرہ دیکھ رہی ہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ بہن میں نے تو تمہارے سامنے ہی لنگر خانہ کا انتظام اس کے سپرد کر دیا تھا۔ اس سے پوچھو کہ اس نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ جب ماں نے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ بے شک آپ نے لنگر تقسیم کرنے کو کہا تھا، کھانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ اسی دن سے آپ کا لقب صابر ہو گیا۔ (سوانح علی احمد صابر)

حضرات یہ تھا اِن بزرگوں کا تقویٰ کہ جب تک کھانے کے لئے نہ کہا

گیا۔ بارہ سال بھی گزر گئے۔ مگر کوئی ہائے وائے نہیں کی۔ لیکن ہمارا جو حال ہے کہ اوّل تو روزہ رکھتے نہیں اگر رکھ لیں تو لوگوں کو بتاتے پھرتے ہیں کہ یار روزہ بہت لگا ہوا ہے۔ کوئی پوچھنے والا ہو تو پُوچھے کہ روزہ تو تو نے اللہ تعالیٰ کے لئے رکھا ہے اور بتاتا لوگوں کو پھرتا ہے تو سامعین میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا گیا۔

وَشَہْرُ الْمُوَاسَاۃِ۔ یہ غمخواری و ہمدردی اور ایثار کا مہینہ ہے یعنی اگر کوئی غریب ہو تو اس کا خیال رکھو اسے کھانا کھلا دو۔ اس کی مدد کرو۔

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا جو آپس میں طریقہ تھا کہ وہ اپنے دوسرے بھائی کا خیال رکھتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے۔

صحابہ کا ایثار:

حضرت ابن عمرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی کے پاس ایک بکری کی سری تحفہ کے طور پر آئی۔ تو اس نے دل میں کہا کہ میرا فلاں بھائی اور اس کے بال بچّے مجھ سے زیادہ محتاج ہیں۔ چنانچہ اس نے وہ سری اپنے اس دوسرے مسلمان بھائی کے گھر بھیج دی۔ چوتھے نے پانچویں کے گھر میں اور پانچویں نے چھٹے کے گھر میں اور چھٹے نے ساتویں کے گھر میں اور ساتویں شخص نے

شُ : دَ ـ ـ | پھر اس پہلے کے گھر میں

اِلَی الْاَوَّلِ۔ (صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۱۶۱)	بھیج دی، جہاں سے وہ سری گئی تھی۔

جنگِ یرموک:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنگِ یرموک میں جہاں بہت سے افراد شہید ہو گئے وہاں میرا چچا زاد بھائی بھی شہید ہوا۔ دورانِ جنگ میں میں پانی لئے ہوئے اسے تلاش کر رہا تھا جب اسے پا لیا تو میں نے دیکھا کہ وہ چند ساعتوں کا مہمان ہے۔ میں نے پوچھا بھائی پانی پیئے گا۔ اس نے کہا کہ ہاں پیوں گا۔ اتنے میں دوسرے زخمی کی آواز آئی ہائے پانی اس پر میرے چچا زاد بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اسے پلاؤ۔ چنانچہ میں اس کے پاس پانی لے گیا اور اسے پانی پینے کے لئے کہا۔ اتنے میں پاس والے نے آہ کی۔ انہوں نے کہا کہ پہلے اس کو پانی دو۔

جب میں اس کے قریب گیا تو وہ مر چکا تھا۔ پھر اس دوسرے کے پاس آیا تو ان کو بھی مُردہ پایا اور جب اپنے چچا زاد بھائی کے قریب آیا تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۷۶)

پھر فرمایا گیا۔

وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ۔	اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

خواہ کوئی امیر ہو یا غریب سب کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

سامعین! آپ نے دیکھا ہو گا کہ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہیں سارا

سال بمشکل پیٹ بھر کھانا میسر آتا ہے۔ لیکن رمضان شریف میں وہ بھی ہر قسم کی نعمتیں کھاتے ہیں۔ یہ سب انعامات سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی غلامی کی وجہ سے ہیں۔ کہ جو سارا سال روکھی سوکھی پہ گزارا کرتا ہے۔ اس ماہِ مقدّس کے صدقہ اسے بھی مرغن غذائیں مل رہی ہیں۔

روزہ کی برکت:

مثنوی میں ہے۔ کہ ایک مرتبہ یہودی، عیسائی اور ایک مسلمان تینوں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ایک گاؤں میں انہوں نے قیام کیا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ گاؤں والوں نے تینوں کو مسلمان سمجھا اور روزہ کی افطاری کے لئے ایک شخص ان کے لئے ایک بڑے تھال میں حلوہ پکا کر لے آیا اور انہیں دے گیا۔ یہودی اور عیسائی دونوں نے مشورہ کیا کہ یہ ہمارا ساتھی مسلمان روزے سے تھا اگر حلوہ اس وقت کھایا گیا تو یہ زیادہ کھا جائے گا۔ ہمارے حصہ میں کم آئے گا۔ لہٰذا کسی بہانے اس حلوے کا کھانا صبح تک ٹالیں۔ تاکہ یہ روزے سے ہو۔ اور سارا حلوہ ہم دونوں کھا سکیں۔ چنانچہ وہ مسلمان ساتھی سے کہنے لگے۔ بھئی ہم بدہضمی میں مبتلا ہیں۔ اس وقت ہم حلوہ نہیں کھائیں گے ہمارا خیال یہ ہے کہ حلوہ محفوظ رکھیں اور صبح کھائیں گے۔ مسلمان نے کہا نہیں حلوہ تازہ تازہ ہی کھانا بہتر ہے۔ انہوں نے کہا ہم سمجھ گئے، تیری نیّت یہ ہے کہ تو روزے سے تھا اور تجھے بھوک بھی زیادہ ہے۔ اس لئے چاہتا ہے کہ میں اکیلا ہی سارا حلوہ ہڑپ کر جاؤں۔

ہم تو ایسا کبھی نہ ہونے دیں گے۔ حلوہ کو اس وقت محفوظ رکھ دیتے ہیں۔ صبح اٹھیں گے تو اس رات ہم تینوں نے جو خواب دیکھا ہوگا۔ وُہ سنائیں گے۔ جس کا خواب سب سے اچھا ہوگا۔ سارا حلوہ اسے دے دیا جائے گا۔ مسلمان نے تجویز منظور کر لی اور حلوہ ایک جگہ رکھ کر تینوں سو گئے سحری کا وقت ہوا تو حسبِ معمول مسلمان اٹھا اور اطمینان سے سارا حلوہ کھا کر پھر سو گیا۔ صُبح تینوں جاگے اور اپنا اپنا خواب سنانے لگے۔ پہلے یہودی بولا کہنے لگا میرا خواب سنو۔ رات کو خواب میں میرے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے جگایا اور فرمایا اٹھ اور میرے ساتھ کوہ طور پر چل۔ چنانچہ اپنے پیغمبر کے ساتھ کوہِ طور پر چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر عجیب وغریب نظارے دیکھے۔ عیسائی بولا۔ رات کو خواب میں میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے جگایا اور فرمایا اُٹھ اور میرے ساتھ آسمان پر چل۔ چنانچہ رات خواب میں اپنے پیغمبر کے ساتھ میں آسمانوں کی سیر کرتا رہا۔ تم تو کوہِ طور ہی پر تھے جو زمین پر ہے اور میں آسمان پر تھا۔ میرا خواب تجھ سے اعلیٰ ہے۔ اب مسلمان کی باری آئی وہ کہنے لگا۔ غور سے سنیئے۔ سحری کا وقت ہوا تو میرے پیغمبر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم بھی تشریف لائے۔ مجھے جگا کر فرمانے لگے۔ اُٹھ دیکھ ایک تیرا ساتھی کوہِ طور پر اور دُوسرا آسمان پر چلا گیا ہے۔ تُو اب اکیلا رہ گیا ہے۔ سحری کا وقت ہو گیا ہے۔ اٹھو اور اٹھ کر حلوہ کھا لو۔ لہٰذا میں اپنے پیغمبر کا حکم مانتے ہوئے سارا حلوہ کھا گیا۔ یہ سُن کر یہودی اور عیسائی بڑے پریشان

ہوئے اور کہنے لگے ہمیں بھی بُلا لیتا۔ مسلمان نے کہا آوازیں تو میں نے بڑی دیں۔ ایک کوہِ طُور پر تھا۔ دوسرا آسمان پر آخران دونوں نے کہا بھائی خواب تو تیرا ہی اعلیٰ ہے۔ (حکایات مثنوی صہ ۲۲)

حضرات! خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی زندگی میں یہ ماہِ مکرم آیا اور انہوں نے اس کا ادب و احترام، اس میں تسبیح و تہلیل اور اس کے روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لی۔

شانِ مومن!

حضور سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن ماہِ رمضان میں بیدار ہوتا ہے۔ تو اس سے فرشتہ کہتا ہے کہ اُٹھ خدا تجھ پر رحم کرے پس جب وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اس کا بستر اس کے لئے دُعا کرتا ہے۔ اے اللہ اس کو جنت کے بلند بستر عطا فرما اور جب وہ کپڑے پہنتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ اس کو جنّت کے جوڑے عطا فرما اور جب وہ جوتا پہنتا ہے تو وہ اس کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اے اللہ اس کے قدم پُل صراط پر ثابت رکھنا اور جب برتن لیتا ہے تو وہ اس کے لئے دُعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ! اس کو جنّت کے آبخورے عطا فرما اور جب وضو کرتا ہے تو پانی اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ اے اللہ اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک وصاف کر دے اور جس وقت کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو بیت اللہ اس کے لئے

دُعا کرتا ہے۔ اے اللہ اس کی لحد کو روشن کر دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اب تیری طرف سے دُعا ہے اور میری طرف سے قبولیت ہے اور ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اس کی سانسیں تسبیح ہیں اور اس کی دُعا مقبول ہے اس کے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور اس کے عمل دگنے ہو جاتے ہیں۔ الغرض رمضان شریف کا مہینہ ہمارے لئے رحمت ہی رحمت اور برکت ہی برکت ہے۔

(نزہۃ المجالس ص۲۲۸ ج۔۱)

؎ آئے دن رحمتاں دے لائی فضلاں جھڑی
کھلے در جنتاں دے لوٹی حوراں دی کھڑی
آیا ماہِ رمضان اُچیّ جس دی ہے شان
اس پاک مہینے رب بھیجیا قرآن
دیلے ہین برکتاں دے زمین موتیاں جڑی
اُٹھ جاگ روزے دارا دیکھ رب دا نظارا
نورِ چمک کر دا پیا جاگے جگ سارا
سمیں ہین رحمتاں دے کئی نبی دی گھڑی

فوائدِ روزہ!

حضرات! میں نے شروع میں قرآن مجید کی جو آیۂ کریمہ پڑھی،

اس میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو روزے رکھنے کا حکم فرمایا ہے کہ ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے یہ تو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اب اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنیئے حضور سیّدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (مشکوٰۃ ص۱۷۳)	جو بھی ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان شریف کے روزے رکھے گا اس کے سابقہ سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث!

حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔

فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ (مشکوٰۃ ص۱۷۳)	ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

حضرات! اس حدیث شریف کی تائید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنیئے۔

روزہ دار کی شان!

درۃ الناصحین میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ جو تو نے عظمت وشان مجھے عطا فرمائی ہے۔ میرے سوا تو کسی کو نہیں دی۔ کیونکہ تو نے مجھ سے کلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے پیارے کلیم بے شک یہ درست ہے مگر سب سے آخر میں میرا محبوب آئے گا اور اس کی امت کی یہ شان ہو گی۔ کہ

وَاَمَا اَکُوْنُ اَقْرَبُ اِلَیْھِمْ مِنْکَ۔	میں تجھ سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوں گا۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ وہ کیسے فرمایا میرے کلیم تجھ سے میں کلام کرتا ہوں۔ تو میرے اور تیرے درمیان ستر ہزار پردے حائل ہوتے ہیں۔

فَاِذَا صَامَتْ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ۔ پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت روزہ رکھے گی اور سارا دن وہ بھوک پیاس سے کاٹیں گے اور ان کے رنگ پیلے پڑجائیں گے۔ مگر جب افطاری کا وقت ہو گا۔

اَدْفَعُ تِلْکَ الْحُجُبَ وَقْتَ الْاِفْطَارِ	تو میں افطاری کے وقت ان تمام پردوں کو اٹھا لوں گا۔
(درۃ الناصحین ص۲۴۴ ۱۰۷)	

حضرات! یاد رہے کہ جس طرح رمضان شریف میں روزوں کی

بہت فضیلت ہے۔ یوں ہی نمازِ تراویح بھی بہت زیادہ عظمت و شان کی حامل ہے۔

فضیلت نمازِ تراویح!

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف میں نمازِ تراویح کی فضیلت پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو ایمان والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے آج ہی پیدا ہوا اور جب دوسری رات آتی ہے تو وہ نمازِ تراویح ادا کرتا ہے۔ پھر اس کے اور اس کے والدین کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور جب تیسری رات آتی ہے تو عرشِ معلّیٰ سے اس کو ایک فرشتہ اس کے گناہوں کی بخشش کی خوشخبری سناتا ہے اور جب چوتھی رات کو وہ نمازِ تراویح پڑھتا ہے تو اس کو توراۃ۔ زبور۔ انجیل اور قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے اور جب پانچویں رات آتی ہے تو اللہ اس کو اس شخص جتنا ثواب عطا فرماتا ہے جس نے مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں نماز ادا کی ہو اور جب چھٹی رات آتی ہے۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ اس شخص جتنا ثواب عطا فرماتا ہے۔ جس نے بیت المعمور کا طواف کیا ہو اور اس کے لئے تمام پتھر اور ڈھیلے استغفار کرتے ہیں اور جب ساتویں رات آتی ہے تو اس کو اس شخص جتنا ثواب ملتا ہے۔ جس نے فرعون اور ہامان کے مقابل موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا ہو، اور جب آٹھویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت جتنا ثواب عطا فرماتا

ہے۔ اور جب نویں رات آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے محبوب
کی غلامی میں لکھ دیتا ہے۔ اور جب دسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ
اُس کو دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرماتا ہے اور جب گیارہویں رات
آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور جب بارہویں
رات آتی ہے تو اس کو عبادت کے عوض قیامت کے دن اس کا چہرہ
چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور تیرہویں رات کی فضیلت
یہ ہے کہ وہ کل قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں اس حالت میں پیش
ہوگا کہ وہ تمام برائیوں سے محفوظ ہوگا اور چودھویں رات کی فضیلت
یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کی نمازِ تراویح پڑھنے کی فرشتے گواہی دیں
گے اور جب پندرھویں رات آتی ہے تو تمام فرشتے اس پر درود بھیجتے
ہیں اور جب سولہویں رات آتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے
آزادی اور جنت میں جانے کی خوشخبری لکھ دیتا ہے اور جب سترھویں
رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو انبیاء کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے
اور جب اٹھارہویں رات آتی ہے تو ایک فرشتہ اسے ندا کرتا ہے کہ اے
نمازِ تراویح ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیرے والدین پر راضی
ہوگیا اور جب اُنیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا
درجہ بڑھا دیتا ہے اور جب بیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء و صالحین کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جب اکیسویں رات آتی
ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں نور کا ایک گھر بنا دیتا ہے
اور جب بائیسویں رات آتی ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ یہ انعام دیتا ہے
کہ وہ قیامت کے دن تمام پریشانیوں اور غم سے محفوظ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

آئے گا۔ اور جب تئیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے
جنت میں ایک شہر بنا دیتا ہے اور چوبیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ
اس کی چوبیس دعائیں قبول کرتا ہے اور جب پچیسویں رات آتی ہے تو
اللہ تعالیٰ اس سے قبر کا عذاب اٹھا لیتا ہے اور چھبیسویں رات آتی
ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو چالیس سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے
اور جب ستائیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس شان سے
نوازتا ہے کہ وہ قیامت کے دن پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے
گا اور جب اٹھائیسویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے
لئے ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور جب انتیسویں رات آتی ہے
تو اللہ تعالیٰ اُس کو ایک ہزار مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے اور
تیسویں رات کی نمازِ تراویح کے عوض اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن
فرمائے گا اے میرے بندے یہ جنت کے میوے تیرے لئے ہیں۔
جہاں سے دل چاہے کھا۔ اور یہ آبِ کوثر ہے جتنا چاہے پی۔

أَنَا رَبُّكَ وَأَنْتَ عَبْدِيْ۔

میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔
(درۃ الناصحین ص۲۶۳ ج۱)

معزز سامعین! یہ تو تھے فوائد روزہ رکھنے اور نمازِ تراویح ادا
کرنے اور رمضان شریف میں عبادتِ الٰہی کرنے کے۔ اب دیکھنا
یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے کے نقصانات کیا ہیں۔

بے روزہ کیلئے وعید! حضرت انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین جب دوسرے درجہ پہ قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب تیسرے درجہ پہ قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کے تین مرتبہ آمین فرمانے میں کیا حکمت ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَصُمْهُ اِلٰى اٰخِرِهٖ	جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اس کے تمام روزے نہ رکھے تو وہ ہلاک ہوگیا پس میں نے کہا آمین۔

پھر انہوں نے کہا کہ جس نے اپنی زندگی میں اپنے والدین کی خدمت نہ کی تو وہ ہلاک ہوگیا۔ پس میں نے کہا آمین۔ پھر انہوں نے کہا کہ جس کے پاس آپ کا نام مبارک لیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا وہ ہلاک ہوگیا پس میں نے کہا آمین۔

(درۃ الناصحین صـ۲۶۸ ج۔۲)

حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نظام تو بدل ہو سکتا ہے۔ مگر اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے نکلی ہوئی بات بدل سکتا نہیں۔ تو آپ ذرا غور کریں

کہ جس کے لئے بددعا کرنے والے جبرائیل امین ہوں اور آمین کہنے والے سیدالمرسلین ہوں پھر اس دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ تو خود ہی فیصلہ کرلیں کہ جو مسلمان اپنی زندگی میں رمضان المبارک کا احترام نہیں کرتا اس کے روزے نہیں رکھتا۔ والدین کا ادب واحترام اور ان کی خدمت نہیں کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سن کر آپ پر درود نہیں بھیجتا تو اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوگا اور آخرت میں بھی رسوا ہو کر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔

بے روزے کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بغیر کسی وجہ کے جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے گا۔ تو ساری عمر کے روزے اس کی قضا نہیں بن سکتے۔

وَيُحْرَقُ فِي الْجَحِيْمِ تِسْعُ مِائَةِ اَلْفَ سَنَةٍ بِسَبَبِ فِطَارِ الصَّوْمِ الْوَاحِدِ (تذکرۃ الواعظین صـ۳۱۰)	اور اسے ایک روزہ چھوڑنے کی سزا میں وہ نو لاکھ سال دوزخ میں جلایا جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان شریف کے روزے رکھنے اس کا ادب واحترام کرنے اور نماز تراویح ادا کرنے کی توفیق

عطا فرمائے۔

مسائل روزہ:

حضرات محترم! نماز کی طرح روزہ بھی فرضِ عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر اور اسے بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ اور شریعت میں روزہ کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبحِ صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روک رکھنا۔

روزہ توڑنے والی چیزیں:

مسئلہ ۱: کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ہدایہ و عالمگیری ص۱۸۹ ج-۱)

مسئلہ ۲: حقہ اور سگریٹ وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۳: دانتوں میں کوئی چیز رکی ہوئی تھی۔ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی اسے کھا گیا یا چنے سے کم تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔
(عالمگیری ص۱۸۹ ج-۱)

مسئلہ ۴: نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل

ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی ناک میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری ص۱۹۰ ج-۱)

مسئلہ ۵: کلی کرتے سے بغیر ارادے کے پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا اور بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری ص۱۸۹ ج-۱)

مسئلہ ۶: جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری ص۱۹۰ ج-۱)

مسئلہ ۷: بلا قصد اور بے اختیار قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا تھوڑی قے ہو یا زیادہ روزہ دار ہونا یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ بہر حال روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (عالمگیری ص۱۹۰ ج-۱)

مسئلہ ۸: منہ میں رنگین دھاگہ یا کوئی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک رنگین ہو گیا۔ پھر اس رنگین تھوک کو نگل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری ص۱۹۰ ج-۱)

روزہ نہ توڑنے والی چیزیں:

مسئلہ ۱: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری ص۱۸۹ ج-۱)

مسئلہ ۲: مکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح سرمہ یا تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہو پھر بھی روزہ

نہیں ٹوٹتا۔ یُوں ہی کوئی دوا یا مرچیں کوٹیں یا آٹا چھانا اور حلق میں اس کا اثر یا مزہ معلوم ہوا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری ص۱۹۱ ج۔۱)

روزہ کے مکروہات:

مسئلہ ۱: جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی۔ گالی گلوچ کرنے اور کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا بھی مکروہ ہے۔ جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳: روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴: روزہ دار کو غسل کرنا یا ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کیلئے سر پر ڈالنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا، یا بار بار کلی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا یا سرمہ لگانا یا خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں ہے۔

(عالمگیری، دُرِ مختار، ردّ المختار)

روزہ توڑنے کا کفّارہ:

اگر کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قصداً کھا پی کر یا جماع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے۔ اگر یہ نہ ہو تو لگاتار ساٹھ روزے

رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یاد رہے کہ کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار روزے رکھنا ضروری ہیں۔ اگر درمیان میں ایک دن کا روزہ بھی چھوٹ گیا۔ تو دوبارہ ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔

(ردّ المختار ص۱۰۹ ج۔۲)

روزہ چھوڑنے کی صورت:

مسئلہ ۱: شرعی سفر۔ حاملہ عورت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ دودھ پلانے والی عورت کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر۔ بیماری۔ بڑھاپا کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہوجانے کا خوف۔ یا کسی نے گردن پر تلوار رکھ کر مجبور کر دیا کہ روزہ نہ رکھے ورنہ مار دیا جائے گا۔ یا کوئی عضو کاٹ لے گا یا پاگل ہو جانا یا جہاد کرنا۔ ان تمام صورتوں میں اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہ ہو گا۔ لیکن بعد میں جب عذر ختم ہو جائے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا فرض ہے۔ (ردالمختار ص۱۱۵ ج۔۲)

مسئلہ ۲: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے۔ کہ رکھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر روزہ کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔

(درمختار ص۱۱۹ ج۔۲۔ جنتی زیور ص۲۸۳)

مسئلہ ۳: جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

ان کو اعلانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ لوگوں
سے چھپ کر کھائے پیئے۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ
لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ
وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ
اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ
لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ۝ رب
اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ
وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ۝

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار کی عظمت وشان بیان فرمائی ہے اور اسی آیۂ کریمہ کو مباہلہ کی آیت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (پ۳)

پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کرتے ہیں۔ بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

شانِ نزول:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامِ اسلام پر

اہل نجران کے چودہ افراد پر مشتمل عیسائی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ہونے کے متعلق بحث کرنے لگے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بندہ اور نبی ہونے کے دلائل دے رہے تھے۔ لیکن جب انہوں نے آپ کی کوئی بات بھی نہ سنی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا محبوب انہیں کہہ دیجئے کہ اگر تم نہیں مانتے تو آؤ آپس میں مباہلہ کر لیں تاکہ حق و باطل میں فرق ہو جائے۔

چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے کہ حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی انگلی پکڑی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا۔

وَفَاطِمَةُ تَمْشِيْ خَلْفَهٗ وَعَلِيٌّ خَلْفَهَا وَهُوَ يَقُوْلُ إِذَا أَنَا دَعَوْتُ فَأَمِّنُوْا

(صاوی علی الجلالین ج ۱ ص ۱۴۲)

اور فاطمۃ الزہرا آپ کے اور علی فاطمہ کے پیچھے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں دعا مانگوں تو آمین کہہ دینا۔

بس پھر کیا تھا کہ جب یہ اہل بیت کا مقدس ومطہر قافلہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل بنا کر جا رہا تھا۔ تو عیسائیوں کے بڑے پادری اسقف کی نظر جب ان حسین وجمیل چہروں پر پڑی تو پکار اٹھا۔

يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى إِنِّيْ لَأَرٰى وُجُوْهًا لَوْسَأَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا مِنْ مَكَانِهٖ لَأَزَالَهٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا وَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ نَصْرَانِيٌّ ۔ (تفسیر نسفی صـ ۱۶۱ ج ۔ ۱)	اے نصاریٰ کی جماعت بے شک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر وہ اللہ سے دُعا مانگے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے جُدا ہو جائے تو وہ ہو جائے گا ۔ پس ان سے مباہلہ نہ کرو ۔ اگر انہوں نے ہمارے حق میں بد دُعا کر دی تو زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا ۔

ذرا ایمان توں قائم کر کے میدان مباہلے آمیاں
کون کون نہیں جاندے وس پاسے دس لوکاں توں پُچھ پچھا میاں
اولویں سُن رسول ارشاد باری بیئے کرن معنی انفنا میاں
مظہرؔ آں ملائکہ جہات پائی نالے کہہ اُٹھے صلِّ علیٰ میاں

حضرات : چونکہ رمضان شریف کے تیسرے روزہ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیاری لختِ جگر، نورِ نظر، ملکۂ فردوسِ بریں، سیّدۃُ النساء العالمین حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا وصال با کمال ہوا ۔ لہٰذا آج میں ان کی شانِ اقدس میں کچھ عرض کروں گا ۔

کون فاطمۃ الزہراء :

سیّدہ ، صالحہ ، ساجدہ ، عابدہ ، زاھدہ ، راضیہ ، مرضیہ ، زاکیہ ، ازکیہ ، کاملہ ، اکملہ ، صادقہ ، اصدقہ ، عالمہ ، عاملہ ، سیّدہ ، طیّبہ ، طاہرہ ، نیرہ ، منوّرہ ۔ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ۔

جان توں ذرا دھیان کر کے بی بی فاطمہ ہے کیڈے شان والی
جوڑ توڑ کے مونہوں نہ گل کڈھاں آیت ویکھ لے پاک قرآن والی
ملک کرن دربانیاں در اُتے دِتّی ہوئی اے شان رحمان والی
مظہرؔ حیدری ایہو خاتون جنّت دین دُنی دا فیض پچھان والی

جگر کا ٹکڑا :

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا :

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِيْ ۔ (ترمذی شریف صـ ۵۶۸) (مشکوٰۃ شریف صـ ۵۶۱)	فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا ۔ اس نے مجھے ناراض کیا ۔

فاطمہ سے محبّت :

ایک صحابی نے حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

قَالَتْ فَاطِمَةُ ۔ فرمایا فاطمہ۔

پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں سے کون؟

قَالَتْ زَوْجُهَا ۔ فرمایا اُن کے شوہر۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(مشکوٰۃ صـ۵۷)

حضورؐ سے مشابہت:

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ كَلَامًا وَحَدِيثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ (ذخائر العقبیٰ صـ۴۱)	میں نے کسی کو کلام اور بات کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ مشابہ سیدہ فاطمہ سے نہیں دیکھا۔

کون فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

جس کا باپ سید الانبیاء ہو ——— جس کا شوہر سید الاولیاء ہو ——— جس کا بیٹا سید الشہداء ہو تو۔ وہ خود کیوں نہ سیدۃ النساء ہو۔

ولادتِ زہراء:

حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نور میرے بطن میں آیا تو میں ہر روز جنّت کی خوشبو سونگھا کرتی تھی اور یہ خوشبو مجھے پورے نو۹ ماہ تک آتی رہی۔ لیکن جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکیلی ہیں۔ یہ وہ عظیم ہستی ہے۔ جس سے کلام کر کے قریش مکّہ کی عورتیں فخر کیا کرتی تھیں اور جس کے ایک پیغام پر پورے شہر کی عورتیں جمع ہو جایا کرتی تھیں۔ جس کے گھر میں آنا باعثِ عزّت و افتخار سمجھا جاتا تھا۔ آج وہ اکیلی ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے اس لئے کہ انہیں یہ رنج تھا کہ اس نے اپنے سارے مال و منال کو ایک فقیر کی گودڑی میں ڈال دیا ہے اور روسائے قریش کے پیغامات کو ٹھکرا کر ابوطالب کے اس یتیم سے نکاح کیا ہوا ہے جس کے پاس اپنی ایک کوڑی بھی نہیں۔ روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہونے والی تھی۔ تو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ بیگماتِ قریش کو بُلا لائے۔ مگر ان عورتوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا۔

کہ خدیجہ تو در ما عاصی شدی و قول ما قبول نہ	کہ تو ابوطالب کے یتیم کی زوجیت قبول کر کے

کردی و زن یتیم ابوطالب شدی و درویشی بر تونگری اختیار کردی مانمی آئیم و شغل تو کفالت نمی کنیم ۔ (روضۃ الشہداء ص۲۸۲)	ہمارے نزدیک گنہگار ہو چکی ہے اور تُو نے تونگری سے درویشی کو بہتر سمجھ رکھا ہے ۔ اس لئے نہ ہم آئیں گی اور نہ ہی تیرے ساتھ تعاون کریں گی ۔

جنابِ سیّدہ نے قریشی عورتوں کا یہ جواب سُنا تو پریشان ہو گئیں غیرتِ الٰہیہ کو جوش آگیا تو ولادتِ زہراء کے وقت چار دائیاں جنّت سے بھیج دیں ۔ حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اچانک نظر اُٹھی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے چار دراز قامت گندم گوں بیبیاں تشریف فرما ہیں ۔ اور پھر انہوں نے بنی ہاشم ہی کی عورتوں کی طرح آپ کو مخاطب کیا تو آپ خوفزدہ ہو گئیں ۔ ان میں سے ایک بولی اے خدیجہ گھبرا نہیں ، ہم آپ کی بہنیں اور خادمائیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت پر مامور کیا ہے میں اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ ہوں ۔ اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم ہے ۔ یہ تیسری موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم ہے اور یہ چوتھی حضرت آسیہ ہے ۔ پھر وہ آپ کے ارد گرد کھڑی ہو گئیں ۔ تو شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری ہوئی ۔ روایت میں آتا ہے کہ جب سیّدۃ النساء العالمین کی ولادت ہوئی تو آپ کے چہرۂ اقدس کے نور سے زمین منوّر ہو گئی اور اس نور کی تجلّیات نے مکّہ کے

مکانوں کا احاطہ کر لیا ۔ کیوں نہ ہو جس کا باپ قد جاءکم من اللہ نور ہو سراجاً منیر ہو وہ کیوں نہ نور ہو ۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں ۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور ہے

جنّت کی کلی :

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں جنّت میں داخل ہوا ۔ اور

فَوَقَفْتُ عَلٰی شَجَرَۃٍ مِّنْ اَشْجَارِ الْجَنَّۃِ ۔	پس میں جنّت کے درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا ۔

اور میں نے اس سے زیادہ خوبصورت ، سفید ، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا ۔ چنانچہ میں نے اُس درخت کا پھل توڑ کھایا ۔ تو میری پُشت میں نطفہ بن گیا ۔ اور پھر وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں آگیا ۔ جس سے میری بیٹی فاطمہ پیدا ہوئی ۔ اب بھی جب مجھے جنّت کی خوشبو سُونگھنے کی خواہش ہوتی ہے ۔ تو

شَمَمْتُ رِیْحَ فَاطِمَۃَ	فاطمہ کی خوشبو سونگھتا ہوں ۔

یعنی میں فاطمہ کے سر کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے جنت کی خوشبو آجاتی ہے
(خصائص کبریٰ ص۱۷۶ ج ۱) (الحاوی للفتاوی ص۴۵ ج ۲)

شانِ زہراء:

معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے لئے بڑا قیمتی جہیز تیار کیا اور اپنے داماد کے لئے ایک بڑا عالی شان موتیوں جڑا تاج بنوایا اور اس تاج میں سات سو قیمتی موتی مزین کئے۔ یہ واقعہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے آپ سے سنا اور گھر آکر سارا واقعہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا۔ حضرت فاطمہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید علی کے دل میں گمان ہوگا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اپنی بیٹی اور داماد کو اتنا جہیز اور تاج زریں دیا۔ مگر دوسری طرف سید المرسلین ہیں۔ جنہوں نے اپنی بیٹی اور داماد کو بجز فقر و فاقہ کے کچھ نہ دیا۔ وقت گزرتا گیا۔ حتیٰ کہ سیدہ کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے اعلیٰ مقام میں جلوہ فرما ہیں اور جنت کی حوریں آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اُن میں ایک انتہائی حسین و جمیل زیورات سے مرصع نوجوان لڑکی اپنے ہاتھ میں ایک سونے کا موتیوں بھرا تھال لئے ہوئے آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔ حضرت شیر خدا نے پوچھا فاطمہ یہ لڑکی کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہی بیٹی ہے جس کا ذکر میرے والد محترم نے آپ سے کیا تھا۔

(معارج النبوۃ ص۲۴۶ ج ۱)

عظمتِ زہراء:

جب ابوجہل کی بیٹی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ جب یہ خبر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر آپ میری وجہ سے نہ ان پر ناراض ہوں اور نہ ہی انہیں کچھ کہیں۔ یہ سنتے ہی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ بے شک بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں۔ کہ اپنی بیٹی علی بن ابی طالب کو نکاح میں دیں پس میں اجازت نہیں دیتا میں اجازت نہیں دیتا، میں اجازت نہیں دیتا۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ یہ کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی لڑکی سے نکاح کرے۔

فَاِنَّمَا هِيَ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا۔ (بخاری شریف ص۷۸۶ ج ۲)	بے شک وہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اس کو غمزدہ کرے وہ مجھے غمزدہ کرتی ہے اور جو چیز اس کو اذیت دے وہ مجھے اذیت دیتی ہے۔

گنہگاروں کی بخشش :

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضور سیّدِ دو عالم
صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم آج آپ کی دعوت میرے گھر ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلّم نے دعوت قبول فرمالی اور اپنے اصحاب سمیت حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر تشریف لے چلے ۔ حضرت عثمان حضور
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور آپ کے قدم گننے
لگے ۔ اس پر حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اے عثمان میرے
قدم کیوں گن رہے ہو ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ علیہ عنہٗ نے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میری خواہش یہ ہے کہ آپ کے درِ دولت
سے لے کر میرے گھر تک آپ کے جتنے قدم بھی پڑیں میں اتنے ہی غلام
آزاد کروں ۔ جب اس دعوت سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہٗ اپنے گھر تشریف لائے ۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا
کہ آپ پریشان ہیں ۔ سیّدہ نے عرض کی آقا آپ کی پریشانی کی کیا وجہ ہے ؟
تو فرمایا فاطمہ آج میرے بھائی عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بڑی
شاندار دعوت کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ایک قدم کے
بدلے اس نے غلام آزاد کئے ہیں ۔ کاش ہم بھی حضور کی اس قسم کی دعوت
کر سکتے ۔ یہ سُن کر سیّدہ نے عرض کی آقا آپ پریشان نہ ہوں جائیے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ بھی دعوت دے آئیے ۔ اس پر حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہم سے اتنا بڑا انتظام اور وہ غلام

آزاد کرنے کا سلسلہ کیسے ہوگا ۔ سیّدہ نے کہا ۔ انشاء اللہ سب کچھ ہو جائے
گا ۔ چنانچہ حضرت شیرِ خدا گئے اور والیٔ کائنات کو دعوت دے آئے اور
نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے علی کی دعوت قبول کر لی ۔ اور اپنے ساتھ
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لے کر اپنی بیٹی فاطمہ کے گھر کی
طرف چل پڑے ۔ ادھر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّدہ کے گھر میں تشریف
لائے تو ادھر سیّدہ نے سجدے میں سر رکھ کر عرض کی مولیٰ ۔ تیری بندی فاطمہ
نے تیرے محبوب اور آپ کے صحابہ کرام کی دعوت کی ہے ۔ یا اللہ اب میں
تجھی پر بھروسہ کرتی ہوں تو میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانے
کا تو انتظام کر دے ۔ یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے ہنڈیا کو چولہے پر رکھا اور رو رو کر پھر اپنے اللہ سے دُعا کی کہ مولا تو
اپنی بندی فاطمہ کو شرمندہ نہ کرنا ۔ حضرت سیّدہ کی اس دعا پر اللہ تعالیٰ
کا دریائے کرم جوش میں آگیا اور اس نے ہنڈیا کو جنّت کے کھانے سے
بھر دیا ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ہنڈیا میں سے سب کو
کھانا بھیجنا شروع کر دیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے تمام
صحابہ کرام کھانا کھا رہے تھے ۔ کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا کیا جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے ۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم ہم نہیں جانتے ۔ فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے
جنّت سے بھیجا ہے ۔ صحابہ کرام یہ سُن کر بہت خوش ہوئے ۔ حضرت
سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر علیحدگی میں گئیں اور سجدہ میں
گر کر دُعا کی یا اللہ عثمان غنی نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے
عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں مولیٰ

جہاں تو نے میری خاطر جنّت سے کھانا بھیج کر میری شرم رکھ لی ہے وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر وہ میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ محبوب کی اُمّت کے گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد کر دے۔ چنانچہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اس دُعا سے فارغ ہوئیں تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم، اللہ تعالیٰ نے مجھے بہ بشارت دے کر بھیجا ہے۔ کہ آپ کی لختِ جگر کی دُعا قبول فرماتے ہوئے ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد کر دیا ہے۔

(جامع المعجزات صـ۶۵)

(بحوالہ سچی حکایات)

چکّی پیسنا:

حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے مبارک ہاتھوں سے چکّی پیستی تھیں اور اس کثرت سے پیستی تھیں کہ مبارک ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے اور پانی خود بھرتی اور گھر میں جھاڑو بھی خود ہی دیتی تھیں۔ روٹی بھی خود پکاتیں۔ حتّیٰ کہ چولہے کے پاس بیٹھے بیٹھے دماغ چکرا جاتا تھا اور آگ پھونکتے چہرۂ اقدس سُرخ ہو جاتا۔ اِدھر گھر کا تمام کام کاج اُدھر چھوٹے بچّے جن کی دیکھ بھال اور پرورش، غریبی اور ناداری اتنی کہ فاقوں پر فاقے ہوتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے لوگوں میں لونڈیاں اور غلام تقسیم کیے تو حضرت خاتونِ جنّت بھی دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور ایک غلام کی درخواست پیش کی۔ اس پر حضور

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا بیٹی میں تجھے غلام سے بہتر چیز سکھاتا ہوں۔ کہ جب تو سونے لگے تو ۳۳ بار سُبحَانَ اللّٰہ ۳۳ بار اَلحَمدُ لِلّٰہ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکبَر پڑھ لیا کرو۔

(بخاری شریف ج-۱ صـ۵۲۶)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن سیّدۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چکّی چلاتے چلاتے نماز عصر کا وقت ہو گیا تو آپ نے چکّی چھوڑ دی اور نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ دریں اثناء حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حاضر ہوئے تو حضرت شیرِ خدا نے دروازہ کھول کر اندر بلا لیا۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بنتِ رسول نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کی چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھی۔

(ریاض النضرہ ج-۲ صـ۲۶۲)

بیاں کیا شان ہو بنتِ نبیؐ کی تجھ سے اے قائمؔ
تھے چکّی پیستے حور و ملک رضوان زہراؑ کی

ناقۂ رسول و فاطمۃ الزہراء!

حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے وصالِ پاک کے بعد سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں تو آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ناقہ عصبا (جو آپ کو خیبر کی فتح میں حاصل ہوئی تھی) ملی۔ جب اس کی نظر سیدہ فاطمۃ الزہراء پر پڑی تو فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ | اس نے کہا اے بنتِ

عَلَیْكَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ لَكَ حَاجَۃٌ اِلٰی اَبِیْكَ فَاِنِّیْ ذَاھِبَۃٌ اِلَیْہِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اپنے والدِ گرامی سے کوئی کام ہو تو مجھے ارشاد فرمائیے میں آج انہیں کے پاس جانے والی ہوں۔

جنابِ سیّدہ نے والدِ محترم کا ذکر اونٹنی کی زبان سے سنا تو دل بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ناقہ کا سر اپنی گود میں لے لیا۔

فَبَکَتْ فَاطِمَۃُ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پس فاطمہ رونے لگیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّدہ نے اُس ناقہ کو اپنی گود میں لے کر پیار کرتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے ابّا جان کی یادگار تو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے۔ جب تو میرے ابّا جان کے پاس پہنچے تو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ کی زیارت کا شوق مجھ پر غالب آچکا ہے۔ دعا کریں کہ میں آپ تک جلد از جلد پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے وہ اونٹنی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ (نزہۃ المجالس صد ۲۲۲ ج ۲)

وصالِ خاتونِ جنّت!

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیاری لختِ جگر نورِ نظر ملکۂ فردوس حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والدِ گرامی کے فراق میں دن رات آنسو بہاتی اور آہ و زاری

کرتیں۔ ایک رات آپ نے خواب میں اپنے والدِ گرامی کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سیّدہ کی چارپائی کے سرہانے کھڑے ہیں اور یوں معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے آپ کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ سیّدہ فرماتی ہیں میں نے عرض کی ابّا حضور آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو کملی والے نے فرمایا۔ بیٹی فراق کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں اور میں تجھے لینے آیا ہوں۔ جب سیّدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک سے یہ مژدۂ جانفزا سُنا تو بے تاب دل کو چین آگیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شیرِ خدا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ سیّدہ جلدی سے آٹا گوندکر روٹیاں پکا رہی ہیں۔ شہزادوں کے کپڑے دھو رہی ہیں اور انہیں غسل کروا کر زلفیں سنوار رہی ہیں۔ جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سیّدہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس پر سیّدہ نے اپنے آقا کو خواب والا سارا واقعہ سنایا اور عرض کی آقا اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میں آپ کے پاس اب تھوڑی دیر ہوں۔ روٹیاں اس لئے پکا دیں کہ کل آپ تو میرے کفن دفن اور میرے غم میں مبتلا ہوں گے اور میرے بچّوں کو بھوکے نہ رہنا پڑے اور کپڑے اس لئے دھوئے ہیں کہ میرے بعد شاید کوئی میرے ان یتیموں کے کپڑے دھوئے یا نہ دھوئے اور زلفیں اس لیے سنوار رہی ہوں کہ :۔

معلوم نیست کہ پس از من غبار از موئے ایشاں کہ بیفشاند۔	نہ معلوم اُن کے غبار میں آتے ہوئے گیسو کوئی دھوئے یا نہ دھوئے۔

اس کے بعد سیدہ نے عرض کی کہ اے میرے آقا آپ کی خدمت میں میری چار وصیتیں ہیں ۔

- پہلی وصیت تو یہ ہے کہ اگر میری طرف سے کوئی آپ کو تکلیف پہنچی ہو یا آپ کی خدمت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہو تو مجھے معاف فرما دینا ۔
- دوسری وصیت یہ کہ میرے بچوں کا خیال رکھنا ان کے سر پہ دستِ شفقت رکھنا ۔ ان کی دلداری کرنا ۔
- تیسری وصیت یہ کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھانا میں نہیں چاہتی کہ مجھ پر کسی غیر محرم کی نظر پڑے ۔
- چوتھی وصیت یہ کہ آپ مجھے بھول نہ جانا اور میری قبر پر تشریف لاتے رہنا اور دعائے خیر فرماتے رہنا ۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے بنتِ رسول کی یہ وصیتیں سنی تو بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہانے لگے فرمایا سیدہ میں تجھ سے ہر طرح سے خوش ہوں اور تیری ہر وصیت پر عمل کیا جائے گا ۔

اس کے بعد سیدہ نے غسل کیا اور نیا لباس زیب تن کیا پھر چند ہی لمحوں کے بعد آپ کی روحِ اقدس قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔ (روضۃ الشہداء صہ ۱۰۵) (البتول)

پل صراط پر گذر !

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت

ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن منادی یہ ندا کرے گا ۔

یَا اَھْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْ رُؤُسَکُمْ وَغَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ	اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر ۔

اے نبیو آنکھیں نیچی کر لو ——— اے صحابیو آنکھیں نیچی کر لو
اے قطبو آنکھیں نیچی کر لو ——— اے غوثو آنکھیں نیچی کر لو
اے ابدالو آنکھیں جھکا لو ——— اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو

حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ ۔	تا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیٹی فاطمہ پل صراط سے گزر جائے ۔

(خصائص کبریٰ صہ ۲۲۵ ج ۲)

نگاہوں کو جھکا لو اہل محشر یہ ندا ہوگی ! !
سواری خلد میں جائے گی جب زہراء کی

نزہۃ المجالس میں ہے کہ یہ اس لئے حکم ہوگا کہ کہیں قاتلان حسین انہیں دیکھ کر ان سے منت وسماجت نہ کرنے لگیں اور وہ انہیں معاف کر دیں ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ان کے لئے عذاب کا حکم کر چکا ہے اور پھر سیدہ خاتون جنت ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گی ۔ (نزہۃ المجالس صہ ۲۲۸ ج ۲)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غزوۂ بدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۝

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام سلام پیش کریں ۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کو شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے جنگِ بدر کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ چنانچہ خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا ۔

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (پ۴)	اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم قلیل تھے ۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو ۔ کہیں تم شکر گزار ہو ۔

حضرات! چونکہ کفارِ مکّہ کی طرف سے مسلمانوں پر دیر سے ظلم وستم کا سلسلہ جاری تھا ۔ وہ آئے دن مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے حتیٰ کہ ہجرت کے بعد بھی ظلم وستم سے باز نہ آتے ۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ان سے مقابلہ کی اجازت مانگتے تو حضور سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم یہ فرما کر روک دیتے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کی اجازت نہیں ہے ۔ چنانچہ جب یہ تشدّد وآزادی حد سے بڑھ گئی تو ہجرت کے دوسرے سال اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد اور لڑائی کی اجازت دی گئی ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۙ (پ۱۷)	پروانگی عطا ہوئی انھیں جن سے کافر لڑتے ہیں ۔ اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے ۔

سامعین! غزوۂ بدر ہجرت کے دوسرے سال ۱۷ ررمضان المبارک سنہ ۲ھ جمعہ کے دن ہوا ۔ یہ تمام غزواتِ رسولؐ میں بڑا غزوہ تھا کیونکہ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کی عزّت وشان بلند ہوئی اور قرآنِ مجید میں

اس دن کو یوم الفرقان سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حق و باطل کے درمیان فرق ہو گیا۔ اس دن اللہ تعالےٰ نے اسلام اور اہلِ اسلام کو غالب کیا اور کفار و مشرکین مغلوب ہو کر ذلیل و خوار ہوئے۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کفار زیادہ تھے۔ ان کے پاس ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ سے لیس تھے۔ ادھر مسلمانوں کے پاس ساز و سامان بھی تھوڑا تھا اور ہتھیار بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ مگر ان کے دلوں میں جذبۂ عشقِ رسولؐ تھا۔ انہیں:

نہ تیغ و تبر پہ تکیہ نہ خنجر پہ نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اِک سادہ سی کالی کملی والے پر

حضرات! اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے اور ساز و سامان میں تین گھوڑے، ستر اونٹ چھ زرہیں اور آٹھ شمشیریں تھیں۔ مشرکینِ مکہ کی تعداد ایک ہزار تھی اور ساز و سامان میں سو گھوڑے، سات سو اونٹ اور باقی ساز و سامان بھی کافی زیادہ تھا۔

بدر مدینہ منورہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ جس کا نام بدر ہے۔

لشکرِ اسلام!

۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو جانثاروں کے ہمراہ مدینہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

اور ۱۷ رمضان المبارک کو بدر کے قریب پہنچے۔ مسلمانوں نے جس جگہ پڑاؤ کیا وہاں ریت بہت تھی۔ پاؤں دھنس جاتے۔ کفار کا لشکر صاف زمین پر ٹھہرا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ زور کی بارش ہوئی جس سے ریت دب گئی۔ مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے پانی کے حوض بنا لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ط

اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمائے۔

حضورؐ کی آرام گاہ!

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم آپ کے لئے ایک چبوترہ تیار کرتے ہیں۔ جس میں آپ آرام فرمائیں اس کے بعد انھوں نے کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے چھپر تیار کیا۔ اگر خدا تعالیٰ آپ کو لے جائے تو دیکھیں جا کر کہ آج اس چھپر کی جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔

مقتولین کفّار کی نشاندہی!

اس کے بعد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میدانِ بدر میں اپنی انگلی مبارک سے نشان لگا لگا کر بتلایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا۔ فلاں کافر کی لاش یہاں ہوگی۔ یہاں تک کہ آپ نے ستر مشرکین کے نام لے کر بتلایا اور اپنی انگشت مبارک سے نشاندہی بھی فرمائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳۱)	کہ اُن سے ایک بھی مقتول کافر متجاوز نہیں ہوا جہاں آپ نے ہاتھ سے بتلایا تھا۔

حضرات! ابھی جنگ شروع نہیں ہوتی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پہلے بتا دیا کہ فلاں فلاں کافر اس جنگ میں مارے جائیں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہ کی بھی نشاندہی فرما دی۔ یہی تو آپ کا علمِ غیب ہے۔

تھا نقشہ سامنے سب بدر کی جنگ آزمائی کا
ہے قائل اک زمانہ آپ کی معجز نمائی کا

اور

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیر لے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر لے

صف بندی!

پھر حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی صف بندی فرمائی۔ ایک انصاری حضرت سواد بن عزیہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے تو حضورِ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک پتلی سی چھڑی ان کے لگا کر فرمایا۔

اِسْتَوِ یَا سَوَادُ	اے سواد صف کو برابر کرو۔

اس پر سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل وانصاف کے لئے بھیجا ہے۔ لہٰذا میں بدلہ لوں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسی وقت بدلہ دینے کیلئے تیار ہوگئے۔ سواد نے کہا قمیص مبارک اٹھائیے آپ نے قمیص اٹھائی تو اس نے مہرِ نبوت کو چوم لیا۔ حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ سواد تو نے ایسا کیوں کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ میرا آخری وقت ہے اور اب میں شہید ہو جاؤں گا۔ میں نے چاہا کہ کاش آخری وقت میں میرا جسم آپ کے جسم سے مس ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پھر اس کے لئے دعا کی۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۴۹ ج ۲)

بے خودی کا عالم ہے اُسے ٹالا نہیں جاتا
جو دل میں اُتر جائے اُسے نکالا نہیں جاتا

جب صف بندی ہوگئی۔ اب دو صفیں آمنے سامنے تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ (پ۳)	ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتی ہے اور دوسری کافر ہے۔

ایک طرف حق تھا ——— دوسری طرف باطل ———
ایک طرف نور تھا ——— دوسری طرف ظلمت ———
ایک طرف کفر تھا ——— دوسری طرف اسلام ———
کھڑے تھے اک طرف سب نفس اور شیطان کے بندے ———
صفیں باندھے کھڑے تھے اس طرف رحمان کے بندے
اُدھر مردود تھے ——— اِدھر صاحبِ درود تھے ———
اُدھر کثرت تھی ——— اِدھر وحدت تھی ———
اُدھر زحمت تھی ——— اِدھر رحمت تھی ———
اُدھر ابوجہل لعین تھا ——— اِدھر اللہ کا نورِ مبین تھا ———
اُدھر نعرِ سقر تھی ——— اِدھر خُلدِ بریں تھا ———
اُدھر فکرِ جہاں تھا ——— اِدھر ذکرِ خدا تھا ———
اُدھر تیغِ جفا تھی ——— اِدھر سجدۂ خدا تھا ———

لڑائی کی ابتداء!

معرکۂ بدر جانبازی کا سب سے بڑا حیرت انگیز منظر تھا۔ جس میں حضرت ابوبکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلے میں نکلے حضرت عمر اپنے ماموں کے مقابلہ میں نکلے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ ولید کے مقابلہ میں میدانِ جنگ کو روانہ ہوئے۔ اِدھر لڑائی شروع ہوئی اُدھر حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چھپر میں تشریف لے گئے (جو صحابہ کرام نے آپ کے آرام کے لئے تعمیر کیا تھا) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر پہرہ دینے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میں جنگ میں مشغول تھا اور میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھپر میں آتا اور دیکھتا کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ یا اللہ قریش کی یہ قوم بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ آئی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ تیرے اور تیرے رسول کے ساتھ جنگ کریں۔ اے اللہ اب میں تیری اس مدد کا منتظر ہوں۔ جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور پھر یہ بھی عرض کیا کہ اگر آج مسلمانوں کی یہ قلیل سی جماعت ہلاک ہو گئی۔ تو

لَا تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا۔	ہمیشہ کے لئے تجھے کوئی پوجنے والا نہ ہوگا۔

(مسلم شریف ص۹۳ ج۲) (معارج النبوۃ ص۹۳ ج۳)

امدادِ الٰہی!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غنودگی طاری ہوگئی پھر آپ بیدار ہوئے تو تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اے ابوبکر اب خدا کی مدد آ گئی ہے اور جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے آگئے ہیں اور ان کے سامنے کے دونوں دانتوں پر گرد جمی ہوئی ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (پ ۹)	جب تم اپنے رب سے مناجات کر رہے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول فرمالی۔ بے شک میں تمہاری مدد پے در پے ہزار فرشتوں سے کرنے والا ہوں۔

چوتھے پارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (پ ۴)	اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے۔ تین ہزار فرشتہ اُتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق پہلے ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار اور پھر وہ پانچ ہزار ہوگئے۔

فرشتوں کی آمد!

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میدانِ بدر میں جب لڑائی شروع ہوئی تو ایک سخت ہوا چلی۔ کہ اس طرح کہ ہوا چلتی ہوئی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد اسی طرح دوسری بار اور پھر تیسری بار پے در پے ہوا چلی۔ پتہ چلا کہ پہلی مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور دوسری دفعہ حضرت میکائیل علیہ السلام اور تیسری دفعہ حضرت اسرافیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آئے۔

(معارج النبوۃ صہ ۹۵ ج ۳)

شیطان کا بھاگنا: غزوۂ بدر میں شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا اور کفّار کو کہنے لگا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ لیکن جب اس ملعون نے ملائکہ کو آتے دیکھا تو کافروں کی طرف متوجّہ ہو کر کہنے لگا کہ میں تم سے بیزار ہوں۔ کیونکہ جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے۔ حارث بن ہشام

نے سمجھا کہ وہ سراقہ ہے۔ وہ اس سے جھگڑ پڑا۔ اس پر شیطان نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور اسے گرا دیا اور خود دریا کی طرف بھاگ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ۱۰)

پس جب سامنے ہوئیں دو فوجیں الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری کسی کافر پر حملہ کرنے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے کوڑے مارنے اور ایک سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ۔ حیزوم آگے بڑھ (حیزوم جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام تھا) تو اس انصاری نے دیکھا کہ اس کے سامنے وہ گرا پڑا ہے اور اس کا منہ پھٹا ہوا ہے اور اس کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے اس کے بعد وہ انصاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا۔

عرض کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سب اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعہ مدد تھی۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۱)

حضرات! اس کے بعد گھمسان کی جنگ ہوئی۔ حضرت ابوبکر کے مقابلہ میں ان کے بیٹے عبدالرحمٰن تلوار کھینچ کر نکلے۔ حضرت عمر کی تلوار اپنے ماموں کے خون سے رنگین تھی۔ حضرت امیر حمزہ نے شیبہ کو قتل کیا۔ حضرت شیر خدا نے ولید کو قتل کیا اور ابوجہل کو دو ننھے مجاہدوں معاذ اور معوذ نے قتل کیا۔

ابوجہل کا قتل : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میں نے اپنے دائیں اور بائیں دو بچے معاذ اور معوذ کو دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کہا

فَقَالَ اَىْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ

پس اس نے کہا اے چچا کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔

میں نے کہا ہاں، میں جانتا ہوں مگر تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے۔

اَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو!

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں
کہ میں ان کی باتیں سُن کر خوش ہوا۔ اتنے میں میں نے ابوجہل
کو گھوڑا میدان میں کوداتے ہوتے دیکھا تو میں نے ان دونوں
بچوں سے کہا کہ یہ ہے جس کے متعلق تم پُوچھتے ہو یہ سُنتے ہی وہ
وہ دونوں اپنی تلواریں میان سے نکال بازوں کی طرح جھپٹے اور
ابوجہل سے بھڑ گئے۔

حَتّٰی قَتَلَاہُ	یہاں تک کہ اُسے قتل کر دیا۔

پھر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض
کی کہ دشمن خدا و رسول کو ہم نے مار ڈالا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟
تو ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس ظالم کو قتل کیا ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف تو نہیں کیا۔ عرض
کیا نہیں۔ دونوں نے اپنی تلواریں دکھائیں۔ حضور سیدِ دوعالم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلواریں دیکھ کر۔

فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ۔	فرمایا تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے

مگر ابوجہل مردود کا سلب حضرت معاذ کو دلایا گیا۔
(بخاری شریف ۵۶۸ ج ۲) (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۱)
اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو
جا کر ابوجہل کی خبر لائے۔ اس پر حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ

تعالےٰ عنہٗ تیار ہوئے۔ جب میدان میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ
ابوجہل لعین میں چند سانس باقی ہیں۔ آپ جاتے ہی اس کے سینہ
پُر کینہ پر بیٹھ گئے۔ اور اس کی ناپاک ڈاڑھی کو پکڑ کر فرمایا۔
اَنْتَ اَبُوْجَہْل تو ہی ابوجہل ہے۔ اے دشمنِ خدا و رسول
اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ اس سے زیادہ
کچھ نہیں کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے مار ڈالا۔ کاش مجھے کوئی
غیر دہقانی (جو کھیتی باڑی نہ کرنے والا ہوتا) مارتا۔ دہقانی
اس نے اس لئے کہا کہ حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما انصاری تھے اور انصار اہلِ زراعت یعنی کھیتی باڑی
کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ اس ملعون کا تکبّر و غرور ابھی تک بھی
نہ گیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے اس بدبخت کا سر کاٹا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھتے
ہی فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْزَاکَ یَاعَدُوَّ اللّٰہِ	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے رسوا کیا۔ اے دشمنِ خدا۔

اور پھر فرمایا۔

مَاتَ فِرْعَوْنُ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ	اس اُمت کا فرعون مرگیا۔

اس کے بعد آپ نے بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا۔
(مدارج النبوۃ صفحہ ۱۵۱ ج ۲)

جنگِ بدر کا نتیجہ: اس جنگ میں مشرکینِ مکّہ میں سے ستّر مارے گئے۔ اور ستّر ہی قید ہوئے اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔ جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔ حضور سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حکم کے مطابق چوبیس سردارانِ قریش کو بدر کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دستور تھا کہ جس جگہ فتح و نصرت حاصل ہوتی وہاں تین روز قیام فرماتے اس بنا پر تیسرے روز بدر سے مدینہ منورہ واپس آنے کے ارادہ سے سوار ہوئے۔ اور اس کنوئیں پر تشریف لائے جہاں مشرکین کے لاشے ڈالے گئے تھے اور کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام لیتے ہوئے انہیں پکارا کہ اے عتبہ بن ربیعہ، یا شیبہ بن ربیعہ اور یا فلاں بن فلاں۔

هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔	کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پایا۔

یہ دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ بے روح جسموں کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ اس پر حضور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جو بات میں کہتا ہوں تم اس سے زیادہ نہیں سنتے۔ (یعنی وہ جواب نہیں دے سکتے سنتے تم سے زیادہ ہیں) (معارج النبوۃ صفحہ ۱۰۶ ج ۳)

قیدیوں سے حسن سلوک: معارج النبوۃ میں ہے کہ جو کفار کے ستّر آدمی قید کئے گئے انہیں رسیّوں سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جو مالدار ہونے کی وجہ سے اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اور ساری رات رونے رہے۔ جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بھی نیند نہ آئی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رات کا کافی حصّہ گزر چکا ہے۔ مگر آپ سو نہیں رہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا مجھے اپنے چچا عباس کے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ جس وجہ سے نیند نہیں آئی۔ بالآخر اس صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پھر کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا ان سب کے بند ڈھیلے کر دیئے جائیں یہ تھا رحمۃ اللعالمین کا حسن سلوک کہ وہ دشمن جو عرصہ دراز سے آپ کو تکلیفیں دیتے آرہے تھے۔ لیکن آج ان کی تکلیف آپ کو برداشت نہ ہوئی۔

؎ گالیاں دیتا تھا کوئی تو دُعا دیتے تھے
دشمن بھی آجاتا اگر کملی کو بچھا دیتے تھے

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کیا کہ ان سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے ہوسکتا ہے یہ توبہ کرلیں۔ اور اسلام لے آئیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے آقا انہیں قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ سب کافر اور کافروں کے سردار ہیں۔ ہر ایک کو ان کے رشتہ دار کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ انہیں خود قتل کر دیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رائے کی طرف میلان فرمایا۔ اور اعلان کر دیا کہ فدیہ ادا کرتے جاؤ اور آزاد ہوتے جاؤ۔ ان میں جو غریب تھے۔ ان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھوا دیں اور آزادی کا پروانہ حاصل کرلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام قیدیوں سے فدیہ لے رہے تھے۔ مگر جب آپ کے چچا حضرت عباس کی باری آئی تو آپ نے فرمایا چچا جی فدیہ ادا کرو اور آزاد ہو جاؤ۔ مگر وہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے فدیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ نے فرمایا چچا جی فدیہ ادا کرو۔ اس پر انہوں نے کہا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا لوگوں سے بھیک مانگے۔ اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ عباس کسی طرح بھی نہیں

مانتے تو پھر غیب دان نبی نے اصل بات کہہ دی اور فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ میرے پاس کچھ نہیں جو مکہ سے آتے وقت سونا میری چچی ام الفضل کے سپرد کر آئے تھے وہ کہاں ہے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل کی بات سُنی تو کہنے لگے کہ نبی، تو دلوں کی بھی خبر رکھتا ہے۔

یہ سُن کر حضرت عباس پر رعشہ ہوا طاری
پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبر داری
اور یہ نبی جھوٹا نہیں ہوسکتا فوراً پڑھا،

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ
إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مدارج النبوۃ ص ۱۶۸)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ میں فاتحانہ شان سے تشریف لے آئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ پ۳۰

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان صالحین کی عظمت وشان کو بیان فرمایا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (پ۳۰)	بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

حضرات! چونکہ رمضان المبارک کی ۲۱ تاریخ کو منبعِ فیض و عطا، مرکزِ مہر ووفا، مرکزِ تجلی وانوار، سرتاجِ بتول، امام الثقلین امیر المومنین، تاجدارِ ہل اتیٰ، حضرت شیرِ خدا، علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ لہٰذا آج میں حضرت شیرِ خدا کے حالاتِ زندگی، ان کے فضائل، کرامات اور شہادتِ علی پر کچھ عرض کروں گا۔

کون علی کرم اللہ وجہہ؟

علی مشکلکشا ہے ـــــ علی امام الاولیاء ہے ـــــ

علی لافتیٰ ہے ـــــ علی دردوں کی دوا ہے ـــــ

علی خیبر شکن ہے ـــــ علی شاہِ زمن ہے ـــــ

علی کعبہ کا گوہر ہے ـــــ علی بتول کا شوہر ہے ـــــ

علی خدا کا خانہ زاد ہے ـــــ علی رسول کا داماد ہے ـــــ

کون علی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ،

علی ملتِ اسلامیہ کی تقدیر ہے ——————

علی غیرتِ الٰہی کی شمشیر ہے ——————

علی اسرارِ امامت کی تعبیر ہے ——————

علی معمارِ نبوت کی تعمیر ہے ——————

علی نورٌ علیٰ نور کی تنویر ہے ——————

علی نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو بہو تصویر ہے۔

علی مجھ سے ہے!

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ (مشکوٰۃ ص۵۶۴)	بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں۔

جس کا دوست میں ہوں!

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔ (مشکوٰۃ ص۵۶۴)	جس کا میں دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں

شہرِ حکمت کا دروازہ!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۴)	میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

شہرِ علم کا دروازہ!

حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ (اشعۃ اللمعات ص۶۶۶ ج۴)	میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

علی کو دیکھنا عبادت ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔	علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ذکرِ علی عبادت ہے!

وَذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ (کنز العمال ص۱۵۸ ج۶)	اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

حضرات! چونکہ علی کا چہرہ مبارک دیکھنا عبادت ہے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لکھا جاتا ہے۔

کون علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؟ علی زوجِ بتول ہے ــــــ
علی کا دوست خدا کا مقبول ہے ــــــ علی گلشنِ محمدؐ کا باغبان ہے
ــــــ علی کی محبت روحِ اسلام اور جانِ ایمان ہے ۔
ــــــ علی اسلام کی آن بان ہے ــــــ علی ناطقِ قرآن
ہے ــــــ علی اولیاء کا سلطان ہے ــــــ علی
صداقت کا نشان ہے ــــــ علی اولیاء کا امام ہے ــــــ
علی جانِ اسلام ہے ــــــ ہر ولی علی کا غلام ہے ــــــ
علی کا مولد بیت الحرام ہے ــــــ علی کا احترام محمدؐ کا
احترام ہے ــــــ علی نفسِ خیر الانام ہے ــــــ علی کی
محبت معرفت کا جام ہے ــــــ عقلوں سے بالا علی کا مقام
ہے ــــــ علی کی زیارت خدا کی عبادت ہے ــــــ
علی کی محبت نبیؐ کی محبت ہے ــــــ نبیؐ کی محبت خدا
کی محبت ہے ــــــ خدا کی محبت رستہ جنت ہے ۔

ولادتِ علی کرم اللہ وجہہٗ !

حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم عام الفیل کے تیسویں
سال ۱۳ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک کے دن بیت اللہ
شریف میں پیدا ہوئے ۔ آپ سے پہلے کوئی ایسا بچہ پیدا
نہیں ہوا جس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی ہو ۔ یہ سعادت
صرف آپ ہی کو حاصل ہوئی ۔

کسے را میسر نہ شُد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

کعبے چہ ولادت حیدر دی
مسجد چہ شہادت حیدر دی
فرمان ہے کملی والے دا ہے
دید عبادت حیدر دی

ولادت سے قبل آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسعد طوافِ
کعبہ میں مشغول تھیں کہ اچانک دردِ زہ ہوا ۔ آپ پریشان
تھیں کہ کہاں جاؤں یہاں تو پردے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے
کہ اچانک کعبہ کی دیوار پھٹی اور حضرت علی کی والدہ کعبہ کے
اندر داخل ہو گئیں ۔ تو جناب علی المرتضٰے کی ولادت ہوئی ۔
(نزہت المجالس صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

حیران تھیں فاطمہ کہ اندر کدھر سے جائیں
آواز دے رہی تھی دیوار ادھر سے آئیں
اوروں کیلئے ہے کہ آئیں تو در سے آئیں
لیکن جو اہلبیت ہیں چاہیں جدھر سے آئیں

محبتِ علی کرم اللہ وجہہٗ !

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ	جس نے علی سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی

وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ۔	اور جس نے مجھ سے محبت رکھی اس نے اللہ تعالےٰ سے محبت رکھی۔

بغضِ علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ	جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵)
وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ	اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔
وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ	اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲)

حضرت علی کا علم!

حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ

میں بیٹھا تھا اور اپنے کانوں سے سُنا۔

سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِہٖ۔ (کنز العمال ص ۴۰۵ ج ۶)	مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا۔

نزہۃ المجالس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

سَلُوْنِیْ عَنْ طُرُقِ السَّمَآءِ فَاِنِّیْ اَعْرَفُ بِھَا مِنْ طُرُقِ الْاَرْضِ (نزہۃ المجالس ص ۱۷۵ ج ۲)	مجھ سے آسمانوں کے راستے پوچھو کیونکہ میں زمین کے راستوں کے ذریعے ان کو جانتا ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام کا سوال!

ادھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ میں آسمانوں کے راستے جانتا ہوں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشکیل انسانی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو بتاؤ اس وقت جبرائیل کہاں ہے؟ تو حضرت شیر خدا نے آسمان پر نظر دوڑائی اور زمین کا کونہ کونہ دیکھا مگر جبرائیل علیہ السلام کہیں بھی نظر نہ آئے۔

تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کے سوا نہ تو جبرائیل آسمان پر ہیں اور نہ زمین پر لہٰذا مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ہی ہیں ۔ (نزہتہ المجالس ص۱۷۵ ج ۲)

اور شواہد النبوۃ کی روایت یوں ہے کہ آپ نے فرمایا ۔ سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ ۔ مجھ سے پوچھو جو کچھ عرش کے نیچے ہے ۔ اسی مجلس میں ایک یمنی شخص بیٹھا ہوا تھا ۔ جب اس نے آپ کا یہ دعویٰ سنا تو وہ کھڑا ہو گیا ۔

یمنی کا سوال :

کہنے لگا علی آپ نے دعویٰ تو بہت بڑا کیا ہے ۔ ذرا یہ تو بتاؤ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا عَلِيُّ ۔ اے علی کیا تو نے اپنے رب کو دیکھا ہے ۔ اس پر حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت تو کروں اور اسے نہ دیکھوں ۔ یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے
(شواہد النبوۃ ص۲۷۹)

یہودی عالم کے سوالات :

ایک دفعہ ایک یہودی عالم نے حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میرے چند سوالوں کے جواب دیجئے ۔ آپ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو ۔ چنانچہ اس نے آپ پر سات سوال کئے ۔

۱۔ وہ کون سا فرد ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں ؟

۲: وہ کون سی عورت ہے جس کا نہ باپ نہ ماں ؟
۳: وہ کون سا مرد ہے جس کی ماں تو ہے باپ نہیں ؟
۴: وہ کون سا پتھر ہے جس نے جانور جنا ہے ؟
۵: وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا ؟
۶: وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے ؟
۷: وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے ؟

جوابات علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱: وہ مرد جس کا نہ باپ ہے نہ ماں ۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ۔
۲: وہ عورت جس کا نہ باپ ہے نہ ماں ۔ وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں ۔
۳: وہ مرد جس کی ماں تو ہے باپ نہیں ۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ۔
۴: وہ پتھر جس نے جانور جنا ہے ۔ یہ وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی ۔
۵: وہ عورت جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں ۔ جن کو ایک گھڑی میں حمل ٹھہرا ۔ دوسری گھڑی میں درد زہ پیدا ہوا اور تیسری گھڑی

یں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۶: وہ دوست جو کبھی آپس میں دشمن نہ بنیں گے۔ وہ جسم اور روح ہیں۔

۷: وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے۔ وہ موت اور حیات ہے۔

مفسر یہودی نے جب یہ جوابات سُنے تو کہنے لگا علی آپ نے واقعتاً بالکل صحیح جواب دیئے اور میں مان گیا کہ آپ ہر چیز کو جانتے ہیں۔ (اسد اللہ الغالب ص ۳۴)

حضرات! حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہٗ کی علمی بصیرت کا یہ کمال کیوں نہ ہو جب کہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَا النُّقْطَۃُ الَّتِیْ تَحْتَ الْبَاءِ	میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی ب کے نیچے ہے۔

حضرت علی کی قرآن خوانی!

یہی وجہ تھی کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور جب دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھتے تو قرآن مجید مکمل پڑھ لیتے۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۸۰)

سخاوتِ علی کرم اللہ وجہہٗ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ تو اس وقت مسجد میں ایک شخص نے سوال کیا۔ اس کو کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے اللہ میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں یہ سوال کیا ہے۔ لیکن مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ اس وقت حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ اسی وقت دایاں ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ میری انگلی سے انگوٹھی اتارنے۔ سائل نے انگوٹھی اتار لی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارا واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے عرض کی یا اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے تجھ سے یہ سوال کیا تھا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝	کہ اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لئے میرے گھر والوں میں

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ○ ھَارُوْنَ اَخِیْ ○ اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْہُ فِیْ اَمْرِیْ ۔ (پ ۱۶)

سے ایک وزیر کردے وہ میرا بھائی ہارون ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر۔

پھر تو نے موسیٰ علیہ السلام پر یہ آیت نازل فرمائی۔

سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطَانًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا ○

ابھی ہم تیرا بازو تیرے بھائی سے مضبوط کرتے ہیں۔ تم دونوں کو غلبہ دیں گے پس وہ تمہاری طرف نہ پہنچ سکیں گے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی الٰہی میں تیرا محبوب ہوں اور تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان فرمادے اور میری اہل سے علی کو میرا وزیر بنادے۔ اس سے میری پشت کو مضبوط فرما۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے۔ (نور الابصار ص ۸۷)

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس

اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔ مائدہ ۵۵ (پ ۶)

کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

تفسیر نسفی میں ہے کہ

اِنَّمَا نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ سَأَلَہٗ سَائِلٌ وَھُوَ رَاکِعٌ فِیْ صَلَاتِہٖ ۔ (تفسیر نسفی ص ۲۸۹ ج ۱)

بیشک یہ آیہ مبارک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کہ آپ سے نماز میں رکوع کی حالت میں سوالی نے سوال کیا تھا۔

عدالت علی کرم اللہ وجہہ :

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ :-

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّنْصِفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِہٖ فَلْیُحِبَّ لَھُمْ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۲)

جو شخص چاہے کہ لوگ میرے ساتھ عدل و انصاف کریں تو وہ لوگوں کیلئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے انصاف کو دیکھ کر غیر مسلم بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک مرتبہ آپ جنگ صفین کی طرف جا رہے تھے۔ تو آپ کی زرہ گم ہو گئی۔ جب آپ جنگ سے واپسی پر کوفہ تشریف لائے تو آپ نے وہ زرہ ایک یہودی کے ہاتھ میں دیکھی۔ آپ نے اس یہودی سے فرمایا یہ زرہ تو میری ہے۔ یہودی کہنے لگا یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ چلو قاضی کی عدالت میں اس کا فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ خلیفۂ وقت امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ انصاف کے لئے ایک غیر مسلم یہودی کے ساتھ قاضی کی عدالت میں جا رہے ہیں قاضی نے دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا یا امیر المؤمنین کیسے آنا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ زرہ جو اس یہودی کے ہاتھ میں ہے۔ میری ہے۔ قاضی نے یہودی سے پوچھا۔ اس نے کہا یہ زرہ میری ہے۔ قاضی نے کہا اے امیر المؤمنین کیا اس پر آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ فرمایا ہاں میرے پاس گواہ ہے۔

(۱) قنبر جو میرا غلام ہے۔

(۲) میرا بیٹا حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قاضی نے کہا از روئے شریعت باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی منظور نہیں۔ لہٰذا یہ زرہ یہودی کی ہے۔ یہودی یہ دیکھ اور سن کر اتنا متاثر ہوا کہ کہنے لگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر المومنین ہونے کے باوجود خود فیصلہ نہیں کیا۔

بلکہ انصاف کی غرض سے مقدمہ قاضی کی عدالت میں پیش کیا اور پھر امیر المومنین نے قاضی کے فیصلہ کو بھی بخوشی قبول کر لیا۔ تو میں اسلام کے عدل و انصاف کو دیکھ کر سچے دل سے پڑھتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔	اور پکار اٹھا اے امیر المومنین آپ ہی سچے ہیں اور یہ زرہ آپ کی ہے۔

شجاعتِ علی کرم اللہ وجہہ:

سامعین حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسے تو کفر و اسلام کے درمیان ہونے والی اکثر اور مشہور جنگوں میں حصہ لیا۔ لیکن میں آپ کے سامنے صرف غزوۂ خندق میں آپ کی جرأت و بہادری کا تذکرہ کروں گا۔ غزوۂ خندق ۵ھ کو پیش آیا۔ اس غزوہ میں کفار کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی اور مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ خندق مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حائل تھی۔ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مشرکوں سے اتفاق کر لیا۔ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو بہت گھبرائے۔ کیونکہ کفار کے ساتھ مشہور جنگجو عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جس کی طاقت ایک ہزار آدمی کے برابر سمجھی جاتی تھی اور میدان میں آکر ابن عبدود للکارنے لگا۔ ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ کیا کوئی مقابلہ میں آنے والا ہے۔

پکارا جان جاؤ عمرو بن عبدود ہوں میں
ذرا پہچان جاؤ اور کوئی ہے کہ خود ہوں میں
ہزار اسوار کا اک شہسوارِ بے بدل ہوں میں
مسلمانوں سمجھ جاؤ کہ پیغامِ اجل ہوں میں

اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں تمہاری غیرت کہاں ہے اور تمہاری جنت کہاں ہے جو تم کہا کرتے ہو کہ جو شخص قتل ہو جائے وہ جنت میں جائے گا۔ عمرو بن عبدود کے ان الفاظ پر حیدری خون جوش میں آگیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اجازت دیں اس بے ایمان کے مقابلہ میں اب میں ہی جاتا ہوں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اپنے سرِ مبارک سے عمامہ شریف اتار کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا اور فرمایا علی جاؤ خدا کے سپرد۔ حضرت شیرِ خدا میدان میں پہنچے تو

جاتے ہی علی المرتضٰے نے دی صدا میں ہوں
فداکارِ محمد مصطفیٰ نامِ خدا میں ہوں
کہا زیرِ فلک ایسا بھی کوئی مرد ہے غالب
کہ میرے سامنے آکر ہو مجھ سے جنگ کا طالب

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عمرو کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر عمرو بن عبدود کہنے لگا! میرے بھتیجے میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ تیرا باپ میرا دوست تھا۔

اس پر حضرت شیرِ خدا نے فرمایا۔ میں تو بہر صورت تیرے قتل کو پسند کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس جواب سے عمرو کو غیرت آئی اور غضب ناک ہو کر گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور اپنا تعارف کرانے لگا۔

میں ابن عبدود ہوں استاد نامی پہلوانوں کا
میرے ہیبت سے روپوش ہے رستم داستانوں کا

اپنا تعارف کروانے کے بعد پھر حضرت علی سے پوچھنے لگا۔ کہ

ترا کیا نام ہے تو کون ہے اے پیکرِ خاکی
کہ حد و انتہا سے بڑھ گئی ہے تیری بیباکی

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا۔

کہا علی مجھ کو کہتے ہیں اک بندہ خدا کا ہوں
میرا اتنا ہی دعویٰ ہے میں خادم مصطفٰے کا ہوں

پھر حضرت شیرِ خدا بھی گھوڑے سے نیچے اترے۔ ایک طرف حق تھا ——— دوسری طرف باطل ——— ادھر نور تھا ——— اُدھر ظلمت ——— علی عین اسلام تھا ——— اور عمرو عین کفر تھا۔

دونوں کا آپس میں مقابلہ شروع ہوا۔ عمرو نے وار کیا۔ علی نے ڈھال پہ روکا۔ علی نے وار کیا پہلا تو خطا گیا اور دوسرا وار ایسا چلا کہ اس کے کندھے پر تلوار ماری۔ جس نے اس کا پہلو کاٹ کر زمین پر پھینک دیا اور اسے قتل کر کے وہیں چھوڑ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کے بیٹے حنبل پر حملہ کیا اور

اسے بھی قتل کر دیا اور اس طرح فاتح خیبر علی فاتحانہ شان سے جب حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہوتے تو صدائے توحید بلند ہونے لگی اور پھر حضرت شیر خدا کو دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انعام یہ ملا آپ نے فرمایا کہ

لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ	جنگِ خندق میں حضرت علی کا لڑنا میری اُمت کے قیامت تک کے نیک اعمال سے افضل ہے۔ (مدارج النبوۃ صـ۲۳۴ ج ۲)

شہادت علی کرم اللہ وجہہ

ایک خارجی ملعون عبدالرحمٰن ابن ملجم جو مکہ معظمہ سے کوفہ آیا تھا۔ ان دنوں ایک نہایت حسین وجمیل خارجی عورت جس کا نام قطام تھا۔ کوفہ میں رہتی تھی۔ جب ابن ملجم کی اس پر نظر پڑی تو اس کا عاشق ہو گیا۔ اور دوسرے دن ہی اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ اس بدکار عورت نے نکاح کا پیغام تو بڑی خوشی سے قبول کر لیا تھا مگر مہر بہت زیادہ طلب کیا۔ جس میں تین ہزار اشرفیاں ایک لونڈی ایک خدمت کے لئے غلام اور حضرت علی المرتضےٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل۔ یعنی جس دن تم علی کو شہید کر دو گے۔ اسی دن تم سے میرا نکاح ہو جائے گا۔ ابن ملجم نے یہ سن کر کہا کہ جب میں علی کو شہید کر دوں گا تو خود کیسے زندہ رہوں گا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کس طرح ہو گا۔ اس پر عورت نے کہا کہ اگر تم علی کے بدلہ میں قتل ہو گئے تو پھر مجھ سے بہتر عورتیں تمہیں اللہ تعالیٰ جنت میں دے گا اور اگر کسی حیلہ سے بچ گئے تو پھر مجھ سے نکاح کر لینا۔ چنانچہ ازلی بدبخت ابن ملجم نے یہ ساری شرطیں منظور کر لیں اور ایک ہزار روپیہ کی تلوار خریدی پھر اسے زہر آلود کیا اور نمازِ فجر کے وقت کوفہ کی جامع مسجد میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں پہنچے تو اس ظالم نے بحالتِ نماز آپ کی پیشانی پر تلوار مار دی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کا شدید زخم کھا کر ایک نعرہ مارا اور فرمایا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ ربِ کعبہ کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس کے بعد آپ زمین پر گر گئے۔ اور فرمایا میرے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ یہ حکم سن کر لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑ کر آپ کے ہاں پیش کر دیا تو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اے لوگو میرے مہمان کے لئے أَطِيبُوا طَعَامَهُ وَأَلِينُوا فِرَاشَهُ	اچھا طعام لاؤ اور اس کے لئے نرم بستر بچھا دو اور اسے ٹھنڈا پانی بھی دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے کافی زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کا جسم نڈھال ہوگیا اور آپ کو شدت کی پیاس لگی۔ گھر والے آپ کے لئے شربت بنا کر لائے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے میرے قاتل مہمان کو یہ شربت پلاؤ۔ جب ابن ملجم کو وہ شربت دیا گیا تو اس نے کہا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے اور پینے سے انکار کر دیا۔ یہ بات سن کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رو پڑے اور فرمایا اے بدنصیب اگر آج تو یہ میرا شربت پی لیتا تو خدا کی قسم میں قیامت کے دن بھی اس وقت تک حوض کوثر کا جام نہ پیتا جب تک تجھے پہلے نہ پلاتا مگر میں کیا کروں تو میرے ساتھ رہنا پسند ہی نہیں کرتا۔

حضرات! یہ حضرت شیر خدا کا اخلاق کہ جانی دشمن پر بھی ایسے مہربان ہیں کہ بدلہ لینے کے بجائے اسے نواز رہے ہیں اور سینے سے لگا رہے ہیں۔ بعد ازیں آپ نے شہزادگان کریمین کو بلایا اور چند وصیتیں کیں اور زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ (تاریخ الخمیس۔ اسد الغابہ)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لیلۃ القدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت محبت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس

میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ رب کائنات جل وعلا نے ارشاد فرمایا۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (پ ۳۰)	شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرات! شب قدر بہت زیادہ عظمت وشان کی حامل ہے۔ یہ وہ رات ہے کہ:

۱: اس رات میں شام سے لے کر صبح تک تجلیٔ الٰہی بندگانِ خدا کی طرف متوجہ ہوتی رہتی ہے۔

۲: اس رات میں ملائکہ اور ارواح آسمان سے عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور ان کے آنے کی وجہ سے عبادت میں لذت اور عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی۔

۳: قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا۔

۴: فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہوئی۔

۵: اسی رات کو بہشت میں باغات لگائے گئے۔

۶: اسی رات حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع کیا گیا۔

(فضائل الایام ص ۴۳۸)

فرشتوں کی آمد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لیلۃ القدر کی رات میں فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چار جھنڈے لے کر آتے ہیں۔ ایک جھنڈا حمد کا اور دوسرا مغفرت کا اور تیسرا رحمت کا اور چوتھا کرامت کا اور ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور ہر جھنڈے پر لکھا ہوتا ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے شب قدر میں تین دفعہ کلمہ شریف پڑھا۔ ایک دفعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا اور دوسری دفعہ پڑھنے سے اس کو دوزخ سے نجات دے گا اور تیسری دفعہ پڑھنے سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر

فَيُنْصَبُ لِوَاءُ الْحَمْدِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔	حمد کا جھنڈا زمین و آسمان کے درمیان نصب کیا جاتا ہے۔
وَلِوَاءُ الرَّحْمَةِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ	اور رحمت کا جھنڈا کعبہ شریف پر
وَلِوَاءُ الْكَرَامَةِ فَوْقَ الصَّخْرَةِ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ	اور کرامت کا جھنڈا بیت المقدس پر
وَلِوَاءُ الْمَغْفِرَةِ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ	اور بخشش ومغفرت کا جھنڈا روضۂ رسول

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگا دیا جاتا ہے۔

حضرات! مغفرت کا جھنڈا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر لگانے کی حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ بخشش آپ ہی کے صدقہ وسیلہ سے ہو گی اور ان شاء اللہ العزیز ہم گنہگاروں کی بخشش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے ہو گی۔

روزِ محشر جنہیں بخشوائیں گے وہ
کالی کملی میں جن کو چھپائیں گے وہ
بن کے جن کے خریدار آئیں گے وہ
ان ہماری خطاؤں کی کیا بات ہے

اور ہمارا تو عقیدہ ہے کہ:

نہ نیر وہایاں بن دی اے نہ دکھڑے سنایاں بن دی اے
اللہ دیا سوہنیا محبوبا گل تیرے بنایاں بن دی اے

اور ہر فرشتہ اس رات میں ستر مرتبہ ہر مسلمان کے دروازے پر آتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہے یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا ہے۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۲۸۸۔ درۃ الناصحین ج ۲ ص ۲۷۹)

شانِ نزول: سورۃ لیلۃ القدر کا شانِ نزول۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بنی اسرائیل کے

ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ایک ہزار ماہ اللہ کی راہ میں اپنے کندھے پر ہتھیار اٹھائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اظہار تعجب فرمایا اور اپنی امت کے لئے بھی ایسی ہی نیکی کی خواہش کی۔

فَقَالَ یَا رَبِّ جَعَلْتَ اُمَّتِیْ اَقْصَرَ الْاُمَمِ۔	پس کہا اے رب تو نے میری امت کو سب امتوں سے کم عمر والا بنایا۔

اور اعمال میں سب امتوں سے کم کیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو کہ ایک رات ہی ہزار مہینے سے افضل ہے۔

فَہِیَ مِنْ خَصَائِصِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔ (صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۲۹۱) (مکاشفۃ القلوب ص ۶۴۷)	پس یہ نعمت عظمیٰ (لیلۃ القدر) اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

بن کے خیر الوریٰ آ گئے مصطفیٰ
ہم گنہگاروں کی بہتری کے لئے
اک طرف بخشش اک طرف جنتیں
کیسے انعام ہیں امتی کے لئے

حضرات! ہم پر یہ سب عنایات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صدقہ ہے۔

بہتر امت: اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جس

طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور
رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں ـــــ اسی طرح آپ کا
زمانہ تمام زمانوں سے افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
آپ کا شہر تمام شہروں سے افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
آپ کا دین تمام دینوں سے افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
آپ کا قانون تمام قانونوں سے افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
آپ کا کلام تمام کلاموں سے افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
آپ کے صحابہ تمام انبیاء کے صحابہ سے افضل و اعلیٰ ہیں
ـــــ آپ کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل و اعلیٰ
ہے گویا کہ جس طرح آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز
اپنے اپنے مقام پر افضل و اعلیٰ ہے ـــــ
اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (پ ۴)	تم سب امتوں میں بہتر امت ہو۔

سارے نبیوں کا ایسا وہ سلطان ہے
بن گئی اس کی امت بھی خیر الامم

سامعین! یہ بہتر امت ہونے کا ہمیں اعزاز کیسے ملا
صرف حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی
وجہ سے۔ لہٰذا

غلامی دے سوا نوں کجھ وی نہ منگیں
بڑی شان ہے مصطفیٰ دے گدا دی

حضرات! چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت
تمام امتوں سے بہتر ہے۔ اسی لئے انبیاء بھی خواہش کرتے
رہے کہ یا اللہ ہمیں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا امتی بنا دے۔

موسیٰ علیہ السلام کی خواہش۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت
موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی تو انہوں نے اس
میں اس امت کا تذکرہ پایا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ
میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں۔ جن کا زمانہ تو
آخر میں ہوگا مگر وہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں
گے۔ تو ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا۔

تِلْكَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ	یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی بار رسول اللہ
میں نے توریت میں ایک ایسی امت کا حال پڑھا ہے، جو

فرمانبردار ہو گی۔ اور ان کی دعائیں قبول ہوں گی۔

فَاجْعَلْهَا اُمَّتِیْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ۔

پس اسے میری اُمّت کر دے۔ فرمایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت ہے۔

پھر عرض کی یا اللہ میں نے توریت میں ایسی اُمّت کا ذکر پایا ہوں جن کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوں گی۔ جسے وہ پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس اُمّت کو میری اُمّت بنا دے۔ فرمایا موسیٰ وہ میرے محبوب کی اُمّت ہے۔ پھر عرض کیا الٰہی میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ وہ اُمّت صدقات کے مال کھائے گی بھی اور انہیں ثواب بھی ہوگا تو اسے میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ اُمّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ پھر عرض کی مولا میں نے توریت میں ایک ایسی اُمّت کی شان پڑھی ہے۔ جنہیں نیکی کا ارادہ کرنے سے نیکی مل جائے گی۔ اور جب وہ نیکی کر لیں گے تو ان کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ یا اللہ اسے میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کلیم اللہ وہ تو اُمّت محمدیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی یا اللہ میں نے توریت میں ایک ایسی اُمّت کا حال دیکھا ہے جو بدی کا ارادہ کریں گے تو ان پر کچھ گناہ نہ ہوگا

جب تک اُسے کر نہ گزریں گے اور جب گناہ کریں گے تو ان کے نامۂ اعمال میں صرف ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ الٰہی اسے میری اُمّت بنا دے مگر ربّ کائنات نے فرمایا وہ اُمّت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت ہے۔ آخر میں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے ربّ میں نے توریت میں تحریر پایا ہے۔ کہ ایک اُمّت وہ ہو گی جو اوّلین و آخرین کے علم کی وارث ہو گی اور گمراہوں اور مسیح دجّال کو ہلاک کرے گی۔ اس کو میری اُمّت بنا دے۔ ارشاد ہوا وہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

يَا لَيْتَنِیْ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ۔
(خصائص کبریٰ صـ۱۲ ج ۱)

تو مجھے ہی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت میں شامل فرما دے۔

ادریس علیہ السلام کی خواہش:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم معراج کی رات جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو سلام کے بعد حضرت سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے نبوت کے بھائی ادریس تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں آسمان پر زندہ اٹھا لیا اور جیتے جی جنت میں پہنچایا یہ سن کر حضرت

ادریس علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو ابھی جنت دیکھی بھی نہیں ۔ میں تو صرف جنت کے باہر یہاں باغیچے میں رہتا ہوں ۔ جب میں نے چاہا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی اُمت سے پہلے کوئی بھی داخل نہیں ہو گا ۔ اے اللہ کے محبوب میں اسی وقت سے دل میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ کاش میں بھی آپ کی اُمت میں ہوتا کیونکہ آپ کی اُمت ۔

لَتَن ــــ نبیِ ۔	(نزہۃ المجالس)
اُمّتـــ ــــہ ۔	(مواہب الدنیہ)

دیکھ جا قرآن اے محترم
مصطفیٰ کی اُمت ہے خیر الامم

حضراتِ گرامی ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے ۔ جس کے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نزولِ رحمت و برکت کی رات ہے اور اس میں جاگنا تسبیح و تہلیل اور عبادت کرنا گناہوں کا کفارہ و ذریعہ نجات ہے ۔

گناہوں کا کفارہ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر

میں ایمان اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہوا (کھڑا ہونے سے مراد تسبیح و تہلیل اور عبادت کرنا ہے)

غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۔ (بخاری شریف صہ ۲۷ ج ۱)	تو اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

قبولیت کی رات :

سامعین لیلۃ القدر میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے ۔ جس میں جو بھی دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے ۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ شب قدر میں کوئی ایسی جامع دُعا مانگیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش ہو مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش، توبہ و استغفار اور دین و دنیا کی بھلائی طلب کرے ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔ کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کا پتہ چل جائے تو میں کون سی دُعا مانگوں ۔

قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (مشکوٰۃ شریف صہ ۱۸۲)	آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ دُعا مانگ : اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی

کو دوست رکھتا ہے۔
پس مجھے بھی معاف
کر دے۔

حضرات! ہمیں بھی لیلۃ القدر کی رات یہی دُعا مانگنی چاہیے۔ علاوہ اس کے قرآنِ مجید کی تلاوت، تسبیح و تہلیل، توبہ و استغفار اور زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے چاہئیں۔

لیلۃ القدر کے نوافل:

۱: چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ تکاثر یعنی اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین تین دفعہ پڑھے۔ تو موت کی سختیوں سے آسانی ہوگی اور عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

۲: دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں اَلْحَمْدُ شریف کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سات بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سات دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھے تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس کے والدین پر رحمتِ خداوندی شروع ہو جائے گی۔

۳: چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں اَلْحَمْدُ شریف کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ستائیس بار پڑھے تو یہ شخص گناہوں سے

ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں ہزار محل عنایت فرمائے گا۔

۴: دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو شبِ قدر کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کو حضرت ادریسؑ اور حضرت شعیبؑ اور حضرت ایوبؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت نوح علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

۵: چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں اَلْحَمْدُ شریف کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ تین مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پچاس مرتبہ پڑھے۔ پھر اس نماز کے بعد سجدہ میں جا کر ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پڑھے۔ پھر اس کے بعد جو بھی دُعا مانگے قبول ہوگی۔ اور اسے اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتیں عطا فرماتے گا اور اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

(فضائل الایام)

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ !
کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول !
من و دست و دامانِ آلِ رسول
الٰہی بحق محمد رسول !
دُعا ہم گنہگاروں کی کر قبول

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الحمد لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْنَ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عظمتِ قرآن مجید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۰
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
آلٓمّٓ ۰ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ (پ)
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم
وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ط

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت و محبّت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی عظمت وشان بیان فرمائی ہے

چنانچہ ربّ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پ۱)	الٓمّٓ یہ وہ بلند رتبہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں۔

حضرات! اس عظیم کتاب میں شک ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جس کو بھیجنے والا رب العالمین ہو ——— جسے لانے والا جبرائیل امین ہو ——— اور جس محبوب پر نازل ہوئی وہ رحمۃ اللعالمین ہو ——— بھیجنے والا بھی نور ہو ——— لانے والا بھی نور ہو ——— جس پر نازل ہوئی وہ نبی بھی نور ہو ——— پھر یہ کتاب کیوں نہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو۔

سامعین! دنیا کی تمام کتابیں ایک طرف مگر قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس لئے بھی کہ ان تمام کتابوں کے مصنّف انسان ہیں۔ لیکن قرآن مجید کا مصنّف خالق انسان ہے اور اس لئے بھی کہ یہ تمام کتابیں ہماری زندگی کے کسی ایک حصّے کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ مثلاً طب وحکمت کی کتابیں صرف جسمانی بیماریوں کا علاج بتاتی ہیں ——— ریاضی کی کتابیں صرف شماریات بتاتی ہیں ——— منطق کی کتابیں صرف استدلال کرنا سکھاتی ہیں ——— فقہ کی کتابیں صرف فقہی مسائل کا تذکرہ کرتی ہیں ——— تاریخ کی کتب میں صرف گزرے ہوئے واقعات سناتی ہیں ——— لیکن قرآن مجید فقہ ہو یا منطق ——— فلسفہ ہو یا سائنس ———

قانون ہو یا ادب ——— تاریخ ہو یا جغرافیہ ——— دینیات ہو یا سیاست ——— معاشیات ہو یا معاملات ——— گویا یہ کتاب ہر موضوع اور ہر عنوان پر حاوی ہے۔

جامع کتاب:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ۱۱)	اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں مگر وہ اس روشن کتاب میں موجود ہے۔

اور ساتویں پارے میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ۷)	اور نہیں ہے کوئی تر اور خشک مگر اس روشن کتاب میں موجود ہے۔

اور بیسویں پارہ میں ہے ارشاد باری تعالیٰ:۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ۲۰)	اور جتنے غائب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب اس روشن کتاب

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ ۱۴) — میں موجود ہے۔ ہر چیز کا بیان کرنے والی ہے۔

حضرات! جس طرح اس کتاب میں ہر چیز کا بیان ہے اسی طرح یہ کتاب سب کے لئے نمونۂ حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ ۱۱) — اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی۔

اس آیۂ کریمہ میں تمام لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ان میں کوئی ڈاکٹر ہو یا وکیل ——— تندرست ہو یا علیل ——— مزدور ہو یا مستری ——— تاجر ہو یا محنت کش ——— انجینئر ہو یا مکینک ——— امیر ہو یا غریب ——— صغیر ہو یا کبیر ——— نعت خواں ہو یا واعظ ——— اَن پڑھ ہو یا عالم ——— مرد ہو یا عورت قرآن مجید سب کے لئے نصیحت ہے۔

ایہہ قرآن نورانی شیشہ حق دا راہ وکھاوے
جو پڑھ اس نوں عمل کماوے تے سدا ای جنت جاوے

حضرات! سابقہ کتب سماویہ اپنی پہچان کے سلسلہ میں خاموش ہیں۔ مگر قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے۔ جس نے اپنا پورا پورا تعارف کروایا۔

تعارف قرآن مجید:

قرآن مجید سے سوال کیا کہ تجھے کس نے نازل کیا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۹) — اور بے شک یہ قرآن رب العلمین کا اتارا ہوا ہے۔

پھر سوال کیا کہ تجھے کون لے کر آیا تو قرآن مجید نے جواب دیا۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ۔ (پ ۱۹) — اسے روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) لے کر اترا۔

پھر سوال کیا کہ تو کس پر نازل ہوا۔ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (پ ۱۹) — تمہارے دلوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، کہ تم ڈر سناؤ۔

پھر سوال کیا کہ تو کس زبان میں آیا تو قرآن مجید نے جواب

آسمان کی طرف سر اٹھائے گا تو قانون بنے گا اور پھر ہوا بھی اسی طرح کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا حکم آگیا۔ سفر کی صورت میں روزہ قضا کرنے کا حکم آگیا۔ محبوب کے چاہنے پر بیت اللہ کعبہ بنا دیا گیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (پ۳)	دین میں جبر نہیں ہے

ہمارا دین تمام دینوں سے افضل و اعلیٰ اور آسان ہے پھر بھی اگر ہم عمل نہ کریں تو ہماری مرضی میں تو کہتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کتابیں لینے کے لئے جانا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تورایت لینے کے لئے کوہِ طور پر گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل حاصل کرنے کے لئے انتظار کرنا پڑا۔ مگر جب محبوب کی باری آئی۔ فرمایا سوہنیا تجھے کتاب لینے کے لئے کسی پہاڑ پر چڑھنے کی ضرورت نہیں۔ تجھے کتاب لینے کے لئے کھلے آسمان کے نیچے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ گویا کہ فرمایا۔ اے کملی والے تو اگر مکے میں ہوگا تو قرآن مکے میں آئے گا اگر مدینے میں ہوگا تو قرآن مدینے میں آ جائے گا۔

قرآن مکّی اور مدنی:

چنانچہ آپ ہر سورت کی ابتداء میں دیکھ لیں یا سورت مکی ہوگی یا مدنی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاں جہاں گئے اور جو جو حالات و واقعات پیش آئے قرآن مجید نے گویا ان واقعات کی تفصیل اپنے اندر محفوظ کرلی۔ قرآنِ مجید اس عظیم ہستی کی سوانح عمری ہے۔ جس کے صدقے سارا جہان بنا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت، شَدّ مَدّ۔ زیر۔ زبر۔ پیش الحمد سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان ہے۔ قرآن کیا ہے؛ قرآن نام ہے تیس پاروں کا ——— تیس پارے نام ہے ایک سو چودہ سورتوں کا ——— یہ سورتیں نام ہے رکوعوں کا ——— رکوع نام ہے آیتوں کا ——— آیتیں نام ہے فقروں کا ——— فقرے نام ہے جملوں کا ——— جملے نام ہے لفظوں کا ——— لفظ نام ہے حرفوں کا ——— حرف نام ہے نقطے اور لکیروں کا ——— نقطے اور لکیریں نام ہے شدّ و مدّ کا ——— شدّ و مدّ نام ہے اعراب کا ——— اعراب نام ہے زیر، زبر، پیش کا ——— زیر، زبر، پیش نام ہے آواز کا ——— اور آواز نام ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان کا۔

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

حضرات! اعجازِ قرآن میں سے ہے کہ اسے یاد کرنا بہت آسان ہے، قرآن مجید سے پہلے جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں وہ کسی کو زبانی یاد نہیں تھیں (سوائے صاحبِ کتاب کے)

قرآن آسان کردیا گیا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (پ۲۷)

اور ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔

تفسیر روح البیان زیر آیت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ میں ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی تو وہ ایک ہزار سورۃ پر اور ہر سورت ایک ہزار آیت پر مشتمل تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی اس کتاب کو کون پڑھ سکے گا اور کون اسے زبانی یاد کرے گا۔ تو خداوند تعالےٰ نے جواب دیا۔ اے موسیٰ میں اپنے محبوب پر اس سے بھی زیادہ ضخیم کتاب نازل فرماؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی ان کی اُمت اسے کیسے پڑھ سکے گی۔ جبکہ اُن کی

عمریں بھی بہت تھوڑی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اُن پر وہ کتاب ایسی آسان کردوں گا کہ اُن کے چھوٹے بچے بھی اسے پڑھ سکیں گے۔

بہتر کون ہے!

کون کہتا ہے جاگیردار بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے سرمایہ دار بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے مالدار بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے دنیادار بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے وزیر بہتر ہے ___ کوئی کہتا مشیر بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے سفیر بہتر ہے ___ کوئی کہتا ہے امیر بہتر ہے ___ لیکن کملی والے آقائے دو جہاں، سرورِ کون و مکاں، احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۱۸۳)

تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے۔

اسی لئے تو قیامت کے دن قرآن مجید پڑھنے والے کا درجہ بلند ہوگا اور حافظِ قرآن کا تو کیا کہنا۔

قولِ محمد ہے قولِ خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حافظِ قرآن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۶)	حافظِ قرآن کو کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا جیسا کہ دنیا میں تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا پس جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔ وہی تیری منزل ہوگی۔

حافظِ قرآن کے والدین:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے۔

أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ (مشکوٰۃ ص ۱۸۶)	تو اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔

دیا۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۔	روشن عربی زبان میں۔

(پ ۱۹)

پھر سوال کیا کہ تو کب آیا تو قرآن مجید نے جواب دیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ	رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔

(پ ۲)

پھر سوال کیا کہ تو دن کو آیا یا رات کو، تو قرآن مجید نے جواب دیا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔	بے شک ہم نے قرآن مجید لیلۃ القدر میں اتارا۔

(پ ۳۰)

حضرات! زبور، توریت، انجیل پوری کی پوری اور یک وقت نازل ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو فرمایا یہ کتابیں لے جاؤ۔ یہ تمہارے اور تمہاری امت کے لئے دستور اور قانون ہے۔ اب اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ مگر جب محبوب کی باری آئی تو فرمایا۔ اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو بولے گا تو دستور بنے گا تو چلے گا تو دستور بنے گا۔ تو

فضیلت قرآن:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِیْ اِھَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۶)	اگر قرآن پاک کسی چمڑے میں ڈال دیا جائے تو اس پر آگ اثر نہ کرے گی۔

حضرات! جس چمڑے میں قرآن مجید ہو اس پر آگ کا اثر نہیں ہوسکتا۔ تو جس سینے میں قرآن مجید ہو اس پر بھی آگ کا اثر نہیں ہوسکتا۔

قرآن اور انگریز:

انگریزوں کے دور کی بات ہے کہ بادشاہی مسجد کے سامنے لکڑیوں کی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔ ایک انگریز اپنی کتاب انجیل پر ایسی ادویات لگا کر آیا۔ جس پر آگ اثر نہ کرتی تھی۔ وہ شاہی مسجد میں آکر زور زور سے پکارنے لگا۔ اے مسلمانو آؤ میرے پاس میری انجیل ہے۔ تم بھی اپنا قرآن لے آؤ۔ میں بھی اپنی کتاب آگ میں پھینکتا ہوں تم بھی

پھینکو۔ جو کتاب سچی ہوگی نہ جلے گی۔ جو جھوٹی ہوگی جل جائے گی۔ تمام مسلمان حیران ہوگئے۔ اس صورت حال کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک وہی لکڑیوں والا دوڑا دوڑا اپنی دکان پر گیا اور وہ قرآن مجید کا نسخہ جس پر وہ روزانہ تلاوت کیا کرتا تھا۔ اپنے گلے سے لگا کر مسجد میں آیا اور انگریز کو للکار کر کہا کہ تیری یہ چال ابھی ظاہر ہو جائے گی۔ میں نے اپنے قرآن کو سینے سے لگا لیا ہے۔ تو بھی اپنی انجیل کو سینے سے لگا لے۔ چل باہر میں اپنی دکان کو آگ لگاتا ہوں۔ پھر میں بھی اپنے قرآن کے ساتھ آگ میں جاؤں گا اور تو بھی اپنی انجیل کے ساتھ آگ میں چل۔ جو سچا ہوگا بچ جائے گا جو جھوٹا ہوگا جل جائے گا۔ یہ سنتے ہی انگریز کے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ رنگ فق ہوگیا۔ زبان بند ہوگئی اور خاموشی سے مسجد سے باہر نکلا۔ اور کار میں بیٹھ کر جان چھڑا گیا۔

حضرات! قرآن مجید اہل ایمان کے لئے نصیحت و شفا بھی ہے۔ ہدایت و رحمت بھی ہے۔ اس کی تلاوت حصول رحمت و برکت کا ذریعہ ہے اور اس کی تلاوت پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

فرشتوں کا سماعت قرآن!

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

ایک رات میں نے سورہ بقرہ پڑھنی شروع کی اور وہیں میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میرا ایک لڑکا لیٹا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا بدکنے لگا۔ میں خاموش ہو گیا۔ تو وہ گھوڑا بھی سکون سے کھڑا ہو گیا۔ اور مجھے خوف تھا کہ کہیں یہ گھوڑا میرے بیٹے کو روند نہ ڈالے۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا۔ تو گھوڑا پھر بدکنے لگا میں تلاوت چھوڑ کر گھوڑے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْہَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ	سائبان کی طرح قمقموں کی مثل

ایک روشنی زمین سے آسمان تک جا رہی ہے جب صبح ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا تو حضور علیہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْکَ الْمَلٰٓئِکَۃُ

دَنَتْ لِصَوْتِکَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْہَا (مشکوٰۃ صہ ۱۸۴)	یہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کیلئے قریب آتے تھے۔ اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو لوگ ان کو صبح دیکھتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سماعتِ قرآن

حضرت شاہ عبدالعزیز نے جب پہلے سال قرآن مجید حفظ کر کے سنایا، نماز تراویح ہو چکی تھی کہ ایک سوار تشریف لائے ان کے ہاتھ میں برچھا پکڑا ہوا تھا اور آتے ہی کہنے لگے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں اس

وقت جو لوگ اس جگہ موجود تھے۔ سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا۔ اور پوچھا، حضرت یہ کیسی تقریب ہے اور آپ کا نام کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میرا نام ابوہریرہ ہے۔ حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا۔ کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے۔ پھر مجھے کسی کام کیلئے دوسری جگہ بھیج دیا اس وجہ سے میں دیر سے آیا یہ بات کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

(کمالاتِ عزیزی صہ ۱۹)

حضرات! معلوم ہوا کہ محبّت والوں کا قرآن مجید سننے کیلئے آپ تشریف لاتے ہیں۔ اور ہم بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ

سرِ محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے
اگر عالم میں بے پردہ جمالِ یار ہو جائے
تو دنیا جان دینے کیلئے تیار ہو جائے

شاہ عبدالرحیم کا قول!

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میرے شیخ سیّد عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاری زاہد سے قرآن مجید حفظ کیا جو جنگل میں رہتے تھے۔ ایک دن ہم دونوں قرآن پاک کا دورہ کر رہے تھے کہ اچانک عربوں کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی اور ان کے آگے آگے اس

جماعت کے سردار تھے۔ انہوں نے ہمارا قرآن سنا تو فرمایا۔

بَارَكَ اللّٰهُ اَدَّيْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ۔	اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ تم نے قرآن مجید (پڑھنے) کا حق ادا کر دیا ہے

عربوں کی وہ نورانی جماعت چلی گئی۔ تو ایک اور شخص عربی لباس اور عربی زبان والا آیا کہنے لگا کہ کل رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا تھا کہ فلاں جنگل میں قاری صاحب کا قرآن سننے جائیں گے۔

(انفاس العارفین ص۶)

حضرات! جس طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنا ذریعہ نجات ہے اسی طرح قرآن پاک کا ادب و احترام کرنا بھی خوشنودی الٰہی کا ذریعہ ہے۔

محمود غزنوی کا ادب!

سلطان محمود غزنوی کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگے ایک رات میں اپنے ایک دوست کے ہاں مہمان تھا۔

میں نے لیٹنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ طاق میں قرآن مجید رکھا ہوا ہے۔ دل میں خیال آیا کہ قرآن مجید کی موجودگی میں یہاں سونا بے ادبی ہے۔ لہٰذا ارادہ کیا کہ قرآن مجید کو اس مکان

سے باہر بھیج دوں مگر دل نے فوراً کہا کہ قرآن مجید کو اپنے آرام کے لئے علیحدہ کرنا بھی تو بے ادبی ہے۔ بالآخر میں نے اپنے آرام کے لئے دوسری جگہ تجویز کر لی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آئی اور قرآن مجید کا ادب کرنے کے صلہ میں مجھے بخش دیا ہے۔

(ملفوظات خواجہ معین الدین)

نوجوان کا ادب!

ایک فاسق و فاجر نوجوان سے تمام مسلمان تنگ تھے۔ لوگوں نے اسے بڑا سمجھایا مگر اس نے کسی کی بات نہ مانی۔ آخر جب وہ مر گیا۔ تو ایک بزرگ نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے اور فاخرانہ لباس زیب تن کئے ہوئے وہ رونق افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے بہشت میں پہنچا دیا جائے۔ اس بزرگ نے اس سے پوچھا کہ تو نے ساری زندگی فسق و فجور میں گزاری۔ مگر تجھے یہ دولت کیسے نصیب ہو گئی۔ اس نوجوان نے کہا کہ مجھ سے دنیا میں صرف ایک نیک کام ہوا ہے۔ وہ یہ کہ میں قرآن مجید کو دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے احترام کی خاطر میرے تمام گناہ بخش دیئے۔ (ملفوظات خواجہ معین الدین)

بشر حافی کا ادب!

حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زندگی میں بہت

بڑے شرابی تھے۔ ایک دفعہ آپ شراب کے نشہ میں کہیں جا
رہے تھے کہ راستے میں آپ نے ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس پر
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا تھا۔ حضرت
بشر نے اس کاغذ کو اٹھایا اٹھا کر صاف کر دیا پھر چوم کر آنکھوں
سے لگایا اور اسے عطر سے معطر کر دیا۔ پھر اس قرآن کی آیت
والے کاغذ کو ادب سے ایک دیوار کے اونچے خانے میں رکھ
دیا۔ یہ کام کرنے کے بعد حضرت بشر حافی اپنے باغ میں چلے گئے
ادھر خدا کی طرف سے حضرت ذالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ
کو حکم ہوا کہ جاؤ بشر حافی سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو
معطر کیا۔ ہم بھی تجھے پاک کر کے دنیا و آخرت میں بلند
مقام عطا فرمائیں گے۔ حضرت ذالنون نے دل میں سوچا کہ بشر
تو ایک شرابی اور فاسق شخص ہے۔ شاید میں نے یہ خواب غلط
دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وضو کیا اور نفل پڑھ کر پھر سو
گئے۔ دوسری بار انہوں نے پھر وہی خواب دیکھا۔ اسی طرح
تین دفعہ یہی حکم ہوا اور یہی آواز سنی کہ یہ ہمارا پیغام بشر ہی
کی طرف ہے۔ جاؤ اسے ہمارا یہ پیغام دو۔ جب صبح ہوئی تو
حضرت ذالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بشر کی تلاش میں نکلے۔
ان کو پتہ چلا کہ وہ تو شراب کے نشے میں بیٹھے ہیں۔ حضرت
ذالنون نے فرمایا کہ میں بشر سے ملنا چاہتا ہوں، حضرت
بشر باہر آئے۔ اور پیغام حق سن کر سچے دل سے توبہ کی اور
اس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مشاہدہ حق کے غلبہ کی شدت سے

برہنہ پا رہنے لگے اور کبھی پاؤں میں جوتا نہ پہنا اسی لئے آپ حافی
کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

معلوماتِ قرآن!

پارے	٣٠
منزلیں	٧
سورتیں	١١٤
رکوع	٥٤٠
آیات	٦٦٦٦
کلمات	٨٦٠٤٣٠
حروف	٣٢١٢٦٥
زبریں	٥٣٢٤٣
زیریں	٣٩٥٨٢
پیشیں	٨٨٠٤
مدّیں	١٧٧١
شدّیں	١٢٥٣
نقاط	١٠٥٦٨٤

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
مس خاک کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
ایہہ قرآن نورانی شیشہ حقدا راہ وکھاوے
جو پڑھ اس نوں عمل کماوے سدا ای جنت جاوے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عید الفطر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ؀ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ : فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَ لَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں ۔

حضرات محترم ! آج کا دن انتہائی خوشی ومسرت کا دن ۔۔۔۔ آج کا دن نزول رحمت الٰہی کا دن ۔۔۔۔۔ آج کا دن حصول رضاء الٰہی کا دن ۔۔۔ آج کا دن مغفرت وبخشش کا دن ۔۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سامعین۔

عید عود سے نکلا ہے۔ اس دن کو یا تو عید اس لیئے کہتے ہیں۔ کہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے ۔۔۔۔۔۔ یا اس لیئے کہ اس دن اللہ تعالے اپنا فضل و کرم بار بار کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔ یا اس لیئے کہ اس دن کے آنے سے خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔

عید الفطر کا دن :

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور عید الفطر کے دن جنت میں درخت طوبیٰ لگایا ۔۔۔۔۔ اسی دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی کے لیئے منتخب کیا گیا ۔۔۔۔۔۔ اور اسی دن فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول ہوئی۔

پہلی عید :

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی نماز عید الفطر سنہ ۲ھ کو ادا کی۔ اور پھر اسے کبھی ترک نہ فرمایا لہذا یہ سنت مؤکدہ ہے۔

تسبیح و تہلیل کا دن :

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ۔
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۔ پڑھا۔ پھر اس کا ایصال ثواب فوت شدگان مسلمانوں کی روحوں کو کیا۔ تو اللہ تعالےٰ۔
اس کے بدلے ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ اور جب وہ پڑھنے والا مر جائے گا تو اس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا

مغفرت کا دن :

روایات میں آتا ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ جو زمین پر اترتے ہیں۔ اور وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بلند آواز سے کہتے ہیں۔ جسے جن وانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اپنے رب کی طرف آؤ۔ وہ تمہیں عطائے عظیم دے گا۔ اور جب لوگ عید گاہوں میں آجاتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے اے فرشتو! اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اس کا بدلہ یہی ہے۔ کہ اس کی اجرت پوری دی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا ہے۔ پھر دعا کے لیئے چلاتے ہوئے (عید گاہ) کیطرف نکلے ہیں۔ مجھے میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میری بلندی، شان اور بلندی، مرتبہ کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ

ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَ بَدَّلْتُ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ

لوگو! واپس جاؤ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ایسے حال میں واپس لوٹتے ہیں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ صـ ۱۸۲) (مکاشفۃ القلوب صـ ۶۵۲)

شیطان کا واویلا :

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیطان عید کے روز نوحہ زاری کرتا ہے ۔ اور تمام ذریت شیطان اس کے ارد گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں ۔ استاد جی کیا وجہ ہے آج آپ اتنی آہ و زاری کیوں کرتے ہیں ۔ وہ کہتا ہے کہ

قَدْ غَفَرَ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ ۔ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا ہے۔

لہذا تم انہیں زیادہ لذتوں اور خواہشات نفسانی یعنی گناہوں میں مشغول کرو ۔ (درۃ الناصحین ص۲۷۱) (مکاشفۃ القلوب ص۶۵۱)

حضرات ۔

آج کا دن توبہ و استغفار کا دن آج کلمہ تسبیح وتہلیل اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کا شکریہ ادا کرنے کا دن ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (پ ۲) اور پوری کرو تم گنتی اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم شکر گزار ہو جاؤ ۔

اور دوسری آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ۔ اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں نعمتیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے ۔

ہمیں چاہیے کہ غم اور خوشی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں وہ جس حال میں رکھے اسی میں راضی رہیں ۔ اور اس کا شکریہ ادا کرنے میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ ۔ اگر تم ایمان لائے اور شکر گزار بن گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا ۔ ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے ۔

حضرات : ہم تو ہم رہے ۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیئے ساری ساری رات قیام ، رکوع اور سجود میں گزار دیتے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکر گزاری :

حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سنائیں ۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا ایک بار آپ نے رات کے وقت نماز شروع کی اور آپ رونے لگے ۔ رکوع میں جاتے روتے ، سجدے میں جاتے تو روتے ، اٹھتے روتے بیٹھتے روتے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر نماز فجر کے متعلق عرض کیا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں روتے ہیں ۔ آپ تو بخشے ہوئے ہیں ۔

قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا : آپ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالےٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ۔
مشکوٰۃ صـ۱۰۹

(مکاشفۃ القلوب صـ۳۲۵)

پتھر کی شکر گزاری :

اللہ تعالےٰ کے ایک نبی کا ایسے پتھر سے گزر ہوا جو خود تو چھوٹا تھا مگر اس سے پانی بہت نکل رہا تھا ۔

وہ اللہ کے نبی بہت حیران ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو قوت گویائی عطا فرمائی ۔ تو اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی جب سے میں نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان سنا ہے ۔ کہ ۔

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن ہونگے میں اسی وقت سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہا ہوں اللہ تعالےٰ کے نبی نے دعا مانگی کہ اے اللہ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچالے ۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی ۔ چنانچہ کچھ مدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نبی کا گزر پھر اسی جگہ سے ہوا ۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پتھر تو اب بھی رو رہا ہے انہوں نے پوچھا اب کیوں روتا ہے ۔

پتھر نے جواب دیا اس وقت خوف کی وجہ سے رو رہا تھا ۔ اور اب بطورِ شکرانہ رو رہا ہوں (مکاشفۃ القلوب صـ۳۲۶)

حضرات :

انسان کا دل بھی پتھر کیطرح ہے ۔ بلکہ اس بھی زیادہ سخت جب یہ خوفِ خدا کی وجہ سے روتا ہے تو اس کا دل نرم ہوجاتا ہے ۔

حمد کرنیوالے : نبی کریم صلے اللہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔ قیامت کے دن

کہا جائے گا ۔ کہ حمد کرنے والے کھڑے ہوجائیں لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوجائے گا ۔ ان کے لیئے جھنڈا لگایا جائے گا ۔ اور وہ تمام جنت میں جائیں گے ۔ غلاموں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ حمد کرنے والا کون ہیں ؟ فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ دوسرے روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو ہر دکھ سکھ میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ۔

(مکاشفۃ القلوب صـ۳۲۶)

لہذا آج کا دن شکر کرنے توبہ و استغفار اور بخشش و مغفرت کا دن ہے ۔ آیئے اب بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں ۔ کہ

فضل تیرے تے آس کریا ہور غرور نہ کوئی ۔
صدقہ پاک نبی دا کر کے بخش خطا جو ہوئی ۔
رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا ۔
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا ۔

صدقۂ فطرانہ :

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقۂ فطر واجب ہے تاکہ بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہوجائے ۔
وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ ۔ اور مسکینوں کے لیئے کھانا بن جائے ۔

(مشکوٰۃ صـ۱۶۰)

بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے ۔ جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کیا جائے

مسائل فطرانہ :

مسئلہ: ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

(درمختار ص۷۴ ج-۲)

(مسئلہ نمبر ۲)

صدقۂ فطر کی مقدار گندم یا گندم کا آٹا آدھا صاع اور جو کا آٹا صاع اور جو یا جو کا آٹا یا کھجور ایک صاع ہے۔ (درمختار ص۷۶)

مسئلہ (۳)

صدقۂ فطر دینے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے۔

لہذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شرارت سے روزہ نہ رکھا تب بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

(جنتی زیور) (ردالمحتار ص۷۴ ج-۲)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حقوق اللہ)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین (پ ۱)

آمنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

آج سے چالیس سال قبل برصغیر کے مسلمانوں نے کلمہ طیبہ کی بنیاد اور پاکستان کے نام سے وطن عزیز حاصل کیا۔ ملک حاصل کرتے وقت ذہنوں

یہ ایک خواب تھا۔ کہ پاک سرزمین اسلامی تعلیم کا گہوارہ ہوگی۔ اس دھرتی کا ذرہ ذرہ اسلامی تہذیب وتمدن کا عکاسی ہوگا۔ مسجدیں آباد ہونگی عورتیں باپردہ ہونگی نوجوانوں کے سینے قرآنی آیات سے منور اور چہرے دورِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگوں کے چہروں کی تصویریں بن جائیں گے۔ سب لوگ بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ عورت کی عزت افزائی ماں، بہن، بیٹی کیطرح ہوگی کوئی شراب نوشی حرام کاری اور دوسری برائیوں کا ارتکاب نہ کرے گا لوگ برائی سے نفرت اور نیکی سے محبت کریں گے۔ لیکن افسوس کہ آج جب ہم اپنے حالات دیکھتے ہیں۔ تو ان میں سے کسی چیز کا نشان بھی نہیں ملتا۔ یہاں وہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جو ایک کافر ملک کا طرۂ امتیاز ہے

حضرات!

کیا حصولِ وطن کا مقصد ایک دوسرے کی آبرو اور دولت پر ہاتھ ڈالنا ہی تھا۔ رشوت اور بدعنوان اس قدر کہ رزقِ احرام کے لیئے جتنا بھی ہاتھ مارا جاسکتا ہے مار لیا جائے۔ شراب اور حرام کاری اس قدر کہ پیدا کرنے والے رب کو بھی بھول گئے اور دلوں سے خوفِ خدا بالکل ختم ہو گیا۔ ہر گلی کوچہ قتل گاہوں میں تبدیل ہوچکا ہے۔ زر، زن، زمین کے فساد سے پاک سرزمین لہو میں نہا چکی ہے۔

وڈیو سنٹروں، سینما گھروں اور ٹیلی ویژن نے گھروں کے اندر داخل ہوکر نسلِ انسانی کو تباہ کردیا ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ برائی بڑھ رہی ہے لڑائی جھگڑے دن بدن عروج پر ہیں۔ والدین کو شکایت ہے کہ اولاد نافرمان ہوگئی۔ اولاد کو شکوہ ہے کہ والدین ان سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ بھائی بھائی کو قتل کررہا ہے۔ ایک جگہ رہتے ہوئے ہمسایہ ہمسائے

کو دیکھنے کے لیئے تیار نہیں۔ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور دوست کی دوست کے ساتھ بے وفائی ہر جگہ غیبت اور چغلی کرنے کی محفلیں گرم ہیں۔ گلی گلی کوچہ کوچہ میں منشیات فروشی کے اڈے کتنے نوجوانوں کی زندگیاں تباہ اور کتنے گھرانے اجاڑ چکے ہیں۔ اگر آپ ذرا غور کریں تو اپنے ہاں وہ سب برائیاں مل جائیں گی۔ جن کی وجہ سے سابقہ امتوں پر عذاب الہیٰ نازل ہوا۔ لہذا۔

آئیے سوچیں: کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ ہم وہ کام کریں جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو اور اس کے بندے بھی۔ ان میں جن چیزوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے وہ حقوق اللہ کہلاتی ہیں۔ اور جن چیزوں کا تعلق بندوں سے ہے۔ انہیں حقوق العباد کہتے ہیں۔

حقوق اللہ:

حقوق اللہ میں کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اعمالِ صالح ہیں۔ ان چیزوں پر عمل کرنا اور برائیوں سے پرہیز کرنا حقوق اللہ کہلاتے ہیں۔ اور نماز کلمہ طیبہ کے بعد تمام عبادتوں میں افضل عبادت ہے۔

نماز کی اہمیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلا نے ارشاد فرمایا۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (پ۱): اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (پ۲۱) بے شک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔ ہر برائی بے حیائی سے بچاتی ہے نماز۔ راستہ ہر ایک کو

سیدھا دکھاتی ہے نماز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دین کا ستون:

الصلوٰۃ عماد الدین: نماز دین کا ستون ہے۔

(الحدیث)

معراج المومنین۔ الصلوٰۃ معراج المومنین۔

نماز مومنوں کی معراج ہے۔ (الحدیث)

آنکھوں کی ٹھنڈک۔ وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (الحدیث)

ایمان کی علامت: حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لکل شیء علم وعلم الایمان الصلوٰۃ۔ ہر چیز کی علامت ہوتی ہے (منیۃ المصلی ص۲) اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

پہلا سوال: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ الصلاۃ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (نسائی شریف ص۵۵)

سب سے پہلے اس کی پرسش ہوگی روز حشر میں۔
خالق کونین کے نزدیک لاتی ہے نماز۔

روز محشر کہ جاں گداز بود۔
اولین پرسش نماز بود۔

نماز کا حکم: حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین: جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ حتی کہ ان کے بستر بھی الگ کردو۔ (مشکوٰۃ ص۵۸)

پانچ نمازیں:

فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام پر فرض تھی۔ ظہر کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام پڑھا کرتے تھے۔ عصر کی نماز حضرت سلیمان علیہ السلام ادا کیا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز حضرت یعقوب علیہ السلام پر فرض کی گئی تھی۔ عشاء کی نماز حضرت یونس علیہ السلام ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہاں تمام وقتوں کی نمازیں فرض ہوئیں۔ تاکہ اس امت کو تمام امتوں کا ثواب ملے۔ (مواعظ رضویہ) (مجالس سینہ ص۱۴۱)

سمع اللہ لمن حمدہ ہے یعنی سات دفعہ بلند آواز سے تکبیر کہی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ گویا جب نمازی پہلی رکعت مکمل کرتا ہے تو اس نے سات زمینیں اور سات آسمان دیکھ لیے اور دوسری رکعت میں چھ مرتبہ تکبیر کہتا ہے۔ گویا اس نے ساری مخلوق کو دیکھ لیا ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق چھ دنوں میں پیدا کی۔ اور جب وہ التحیات میں بیٹھتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے۔ کہ الٰہی سب عبادتیں تیرے لیے ہیں۔ اور ساری خدائی میں جب ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے:

السلام علیک ایھا النبی۔

نماز پڑھنے کا ثواب: حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جب نمازی اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے تو اسے ایک حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب رکوع میں جاکر سبحان رَبِّیَ الْعَظِيْمُ پڑھتا ہے تو اسے تمام آسمانی کتابوں کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور جب سجدے میں جاتا ہے تو اسے تمام جنات اور انسانوں کی تعداد کے برابر نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور جب سُبْحَانَ ربی الاعلیٰ پڑھتا ہے تو اسے اللہ کی راہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب سلام پھیرتا ہے۔ تو اس کے لیئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلا جائے (مجالس سینہ صـ۶۲)

حضرات! یہ تو تھا نماز پڑھنے کا اجر وثواب اب سنیئے کہ نماز پڑھنے کی برکات کیا ہیں۔

نماز پڑھنے کی برکات:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضور سید دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم موسم خزاں میں باہر جنگل میں تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ خزاں کی وجہ سے پتے خود بخود درختوں سے نیچے گر رہے ہیں۔ پھر آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو اپنے مقدس ہاتھوں میں پکڑ کر ارشاد فرمایا اے ابوذر غفاری انہوں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر نماز پڑھتا ہے۔ تو اس کے جسم سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں۔

كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (مشکوۃ صـ۵۸)

جیسا کہ درخت سے یہ پتے جھڑتے ہیں۔

بینائی واپس: حضرات نماز کی برکت سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی گئی ہوئی نظر واپس آگئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آنکھوں سے نابینا ہوگئے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو ایک لڑکے کے ساتھ مسجد میں تشریف لے جاتے۔ ایک دن اتفاق سے وہ لڑکا نہ آیا۔ اور نماز کا وقت بھی ہوگیا۔ آپ نے لڑکے کو آواز دی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ آخر آپ نے بے چین ہوکر بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ کہ اے اللہ نابینا ہونا مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرے۔ یا اللہ مجھے قیامت کی رسوائی سے بچالے۔ چنانچہ آپ کی اس دعا کی برکت سے اسی وقت آپکی آنکھیں روشن ہوگئیں اور آپ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے خود مسجد میں چلے گئے۔

(شواہد النبوت صـ۳۸)

بچہ آگ سے بچ گیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نیک عورت تھی۔ جو نماز کی بہت پابند تھی۔ ایک دفعہ اس نے تنور میں روٹیاں لگائیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا۔ اور اس نے نماز شروع کر دی۔ شیطان لعین نے اسے نماز سے ہٹانے کی یہ ترکیب کی کہ ایک عورت کی صورت بن کر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا بی بی تنور میں تیری روٹیاں جل رہی ہیں۔ مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور نماز پڑھتی رہی۔ شیطان نے دیکھا کہ اس کا تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تو اس نے اس کا دودھ پیتا بچہ جو وہاں کھیل رہا تھا۔ اٹھا کر اس نے

تنور میں ڈال دیا۔ مگر اس عورت نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی استنے میں اس
کا خاوند آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بچہ تنور میں بیٹھا ہے اور انگاروں
سے کھیل رہا ہے۔ جب یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے
اس عورت کو بلاکر پوچھا کہ تو کیا عمل کرتی ہے۔

اس نے عرض کی یا روح اللہ جب میں بے وضو ہوتی ہوں تو وضو کر لیتی
ہوں۔ پھر نماز میں مشغول ہوجاتی ہوں۔ (نزہتہ المجالس) ص۸۹ ج-۱

ہر مرض کا ہے صلوٰۃ وصوم میں پنہاں علاج
صحتِ کامل کی خوشخبری سناتی ہے نماز

حضرات:

معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے
نامہ اعمال میں نیکیاں ہی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور انسان کی تمام بیماریاں مصیبتیں
اور آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ جو شخص نماز میں بلاوجہ سستی کرتا
ہے اور نماز وقت سے بے وقت ادا کرتا ہے اس کے لیئے کیا حکم ہے۔

نماز میں سستی کرنے والا:

قولہٗ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ پس
صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (پ۳۰) ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیئے جو
اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ (پ۳۰)

اس کی چند صورتیں ہیں۔ کبھی پڑھنا کبھی نہ پڑھنا۔ پابندی سے نہ پڑھنا
بلاوجہ بغیر جماعت کے پڑھنا نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا۔ شوق سے نہ پڑھنا
سمجھ بوجھ کرادا نہ کرنا۔ بے پرواہی سے پڑھنا وغیرہ۔

نماز منہ پر: حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ صحیح

وقت پر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز آسمانوں کی طرف جاتی ہے۔ اور وہ نورانی
شکل میں ہوتی ہے یہاں تک کہ عرش الٰہی تک جا پہنچتی ہے اور نمازی کے
لیئے قیامت تک دعا کرتی رہتی ہے کہ جیسے تو نے مجھے حفاظت سے ادا
کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرماتے

اور جب آدمی بے وقت نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز سیاہ شکل میں
اوپر آسمانوں کی طرف چڑھتی ہے۔ جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے
بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مارا جاتا ہے (نعوذ
باللہ) (مکاشفۃ القلوب ص۳۹۱)

حضرات! ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ نماز نہایت ہی خشوع وخضوع
سے ادا کریں۔ جیسا کہ سلف صالحین کا طریقہ تھا۔

امام زین العابدین کی نماز:

ایک دفعہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں نماز ادا کررہے
تھے۔ کہ اچانک گھر میں آگ لگ گئی۔ آپ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے
بہت شور مچایا لسے ابن رسول اللہ آگ بھڑک اٹھی لیکن آپ نے سجدہ سے
سر نہ اٹھایا۔ جب آگ بجھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ آگ سے غافل
کیوں رہے۔ آپ نے جواب دیا۔ آخرت کی آگ کے ڈر سے

(شواہد النبوت ص۲۱۱)

بے قراروں کے لیئے لاریب ہے وجہ قرار۔
داغ سب دل سے گناہوں کے مٹاتی ہے نماز
شوقِ دل سے جو بسر کرتے ہیں اس کا اہتمام
ان کو انور ہر مصیبت سے بچاتی ہے نماز۔

بے نماز کے لیے حکم: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا (پ ۱۶) — جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ گئے۔ عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے

اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَضٰی مُتَعَمِّدًا وَقْتَ الصَّلٰوۃِ الْوَاحِدِ یَبْقٰی فِی النَّارِ سِتَّۃَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَعَ فِرْعَوْنَ (تذکرۃ الواعظین) — جو شخص جان بوجھ کر ایک نماز قضا کرے گا۔ تو وہ دوزخ میں چھ ہزار سال فرعون کے ساتھ رہے گا۔

حضرات: آج کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کام کی مصروفیت کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ تو نماز کیسے ادا کریں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے ان کا کوئی بھی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

عذر نامقبول:

قیامت کے دن دنیا میں بادشاہی کرنے والا شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کرے گا اے اللہ تو نے مجھے سلطنت اور حکومت دی تھی اس کا کام اتنا زیادہ تھا۔ کہ سر کھجانے اور دانت کریدنے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی۔ پھر نماز کس وقت پڑھتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا۔ کہ حضرت داؤد۔ سلیمان علیہم السلام کو بلاؤ۔ جب یہ دونوں دربار میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھ آخر یہ بھی بادشاہ تھے اور ان کی سلطنت تجھ سے زیادہ وسیع تھی۔ لیکن انہوں نے کبھی نماز نہ چھوڑی۔ لہذا تو اس میں جھوٹا ہے۔ پھر ایک شخص حاضر ہو کر اپنی بیماری کا عذر کرے گا۔

فَیَقُوْلُ الْمَرِیْضُ یَا رَبِّ الْمَرَضُ مَنَعَنِیْ عَنْ عِبَادَتِکَ — پس بیمار کہے گا۔ یا اللہ مجھے بیماری نے تیری عبادت سے روک رکھا!

ارشاد ہو گا کہ ایوب علیہ السلام کو بلاؤ۔ حضرت ایوب علیہ السلام حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بیمار تبا تو زیادہ بیمار تھا۔ یا ہمارا ایوب کئی سال بیمار رہنے کے باوجود ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوا۔ اگر بیماری یاد الٰہی سے روکتی تو ایوب علیہ السلام کو بھی روکتی۔ مگر تو خود جھوٹا ہے۔ جو بیماری کا بہانہ کرتا ہے یہ نماز نہ پڑھنا تیری غفلت اور سستی کا نتیجہ ہے حکم ہو گا۔ فرشتو اس کو جہنم میں داخل کردو۔

پھر ایک بے نماز حاضر ہو کر عرض کرے گا الٰہی میرے بال بچے بہت تھے۔ میں ان کی روزی کے سلسلہ میں سارا دن کام کرتا رہتا تھا اور نماز نہ پڑھ سکا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو گا۔ ہمارے بندے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کرو۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام دربار الٰہی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ دیکھ تیری اولاد زیادہ تھی۔ یا ہمارے نبی یعقوب علیہ السلام کی اور اولاد کے غم میں تو مبتلا رہا یا حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے فراق میں کئی سال روتے رہے۔ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ کمر جھک گئی۔ بوڑھے ہو گئے۔ مگر نماز سے ایک گھڑی بھی غافل نہ ہوئے۔ رب تعالیٰ فرمائے گا۔ فرشتو! یہ جھوٹ بولتا ہے۔ لہذا اسے بھی لے جاؤ اور دوزخ میں داخل کردو۔

پھر ایک بے نماز عورت بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کرے گی مولا میں اپنے خاوند کی فرمانبرداری میں مصروف رہتی تھی اس لیے میں نماز نہیں پڑھ سکی۔ حکم ہو گا فرعون کی بیوی آسیہ کو حاضر کرو۔ تو حضرت آسیہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہا حاضر ہونگی تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا اسے بے نماز عورت تیرا خاوند تیرا زیادہ ظالم تھا۔ یا آسیہ کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا۔ دیکھ آسیہ ایسے ظالم وجابر کی عورت تھی۔ اور کیسی عبادت گزار تھی۔ لہذا تیرا خاوند والا عذر غلط ہے۔ تو خود غافل تھی اور غفلت کی وجہ سے تونے نماز نہ پڑھی حکم ہوگا فرشتو سے جاؤ اس کو بھی جہنم میں داخل کردو۔

(تفسیر روح البیان) (درۃ الناصحین صہ ۲۶۴ ج ۲)

حضرات:

ہمیں چاہئیے کہ جہاں بھی ہوں اور نماز کا وقت آجائے تو پہلے نماز ادا کریں۔ بعد میں باقی کام کریں اور آپ تجربہ کریں کہ اگر آپ نماز ادا کر کے کام کریں گے۔ تو انشاء اللہ العزیز اس میں برکت ہوگی۔ اور یاد رہے کہ نماز ایک یا دو یا تین نہیں بلکہ پوری پانچ نمازیں ادا کریں۔ اور کوشش کریں کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ

نماز با جماعت: صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (مشکوۃ صہ ۹۵)۔

اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ۲۷ درجے زیادہ ہے۔

یعنی اکیلے نماز پڑھنے سے صرف ایک نماز کا ثواب ہوگا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب ہوگا۔ بلکہ بلا عذر گھر میں نماز پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

نماز بغیر جماعت کے:

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ (مشکوۃ صہ ۹۶)

جو اذان سن کر بلا عذر مسجد میں نہ آئے۔ تو اس کی نماز نہیں۔ (یعنی کامل نہیں)

نابینا صحابی:

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک مدینہ پاک میں زہریلے جانور اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ اور میں نابینا ہوں کیا آپ مجھے (گھر میں) نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔

قَالَ هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحَيَّ هَلًا وَلَمْ يُرَخِّصْ

فرمایا کیا تو اذان سنتا ہے عرض کیا ہاں فرمایا پس حاضر ہوجا۔ اور گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں پانچوں نمازیں با جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات! جیسے کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور اعمال صالحہ پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح برائیوں سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے۔ اور یہ تمام چیزیں حقوق اللہ میں شامل ہیں۔

آئیے غور فرمائیں کہ وہ برائیاں کون سی ہیں۔

شراب کی برائی۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۷)

اے ایمان والو بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطان کا کام تو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حضرات! اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے شراب کی برائی بیان فرمائی ہے
شراب کیا ہے؟ شراب پلید بلکہ گندگی ہے۔ لہذا شراب پینے والا کب
صاف کہلا سکتا ہے۔ اس کا ہاتھ گندا ہوگا۔ منہ گندا ہوگا۔ پیٹ گندا
ہوگا۔ دل گندا ہوگا۔ اگر توبہ نہ کرے گا تو اسکی قبر اور آخرت بھی گندی
ہوگی۔ العوذ باللہ

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّمَا اُمُّ الْخَبَائِثُ (زواجر ص۱۲۶) — شراب سے بچو بے شک یہ تمام برائیوں کی ماں ہے۔

نماز نامقبول:

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو شخص شراب پیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہیں
فرماتا اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اسکی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔
پھر اگر اس نے شراب پی پھر ایسا ہی ہے اگر چوتھی مرتبہ شراب پی
اب اگر توبہ بھی کرے گا تو قبول نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ بغیر توبہ کے رخصت ہو
جائے گا۔

وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ۔ اور اسکو دوزخیوں کے پیپ کے نالے سے پلایا جائے گا۔ (مشکوۃ ص۳۱۷)

دس شخصوں پر لعنت: حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۱۔ شراب بنانے والا۔
۲۔ بنوانے والا۔

۳۔ اٹھانے والا۔
۴۔ جسکے پاس اٹھا کر لائی گئی۔
۵۔ پینے والا۔
۶۔ پلانے والا۔
۷۔ بیچنے والا۔
۸۔ اسکی قیمت کھانے والا۔
۹ خریدنے والا۔
۱۰ جس کے لئے خریدی گئی ہو۔

شراب میں شفاء نہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم شراب بطور دوا پیتے ہیں۔ اور دوا کے طور
پر پینا جائز ہے۔

حضرت طارق بن سوید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سرکار دو عالم صلے
اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم
نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو اسے دوا کیلئے بناتے ہیں۔

فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ — فرمایا یہ دوا نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود بیماری ہے۔
(مشکوۃ ص۳۱۸)

افیون، بھنگ، ہیروئن:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلے
اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور حواس کو کند کرنیوالی چیز سے منع فرمایا ہے
(مشکوۃ ص۳۲۳)

حضرات! چونکہ افیون، بھنگ وغیرہ بھی نشہ آور ہے لہذا یہ بھی حرام ہے اور بیڑی بھی انہی چیزوں کا نچوڑ ہے۔ اس لیئے یہ بھی حرام ہے۔

زناء کی برائی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (پ ۱۵)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے۔

زانیوں کا حشر: حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الزُّنَاةَ يُعَلَّقُوْنَ بِفُرُوْجِهِمْ: بے شک زانیوں کو قیامت کے روز ان کی شرم گاہوں سے لٹکایا جائے گا۔ اور ان کی شرم گاہوں پر لوہے کے کوڑے مارے جائیں گے۔

(مجالس سینہ ص ۱۴)

رشوت کی برائی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال باطل طریق سے نہ کھاؤ۔

یعنی خیانت، چوری، سود، رشوت کے ذریعہ ہر صورت میں حرام ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ۔

رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(مشکوۃ ص ۳۲۶)

رشوت لینے والے کا حشر! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت

کے دن حکام کو پل صراط پر روکا جائے گا۔ پھر اللہ تعالے انہیں فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے کہ جس نے فیصلہ میں ظلم کیا۔ اور رشوت لی۔ صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سُنی وہ آج جہنم میں اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جسکی مسافت ستر سال ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سود کی برائی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (پ ۳)

اور اللہ نے حلال کیا بیع کو حرام کیا سود کو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے ۷۲ دروازے ہیں جن میں سب سے کمتر یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے اور جس قوم میں سود عام ہوجائے وہ قوم قحط سالی میں مبتلا کردی جاتی ہے

(مکاشفۃ القلوب)

دعا ہے کہ اللہ تعالے ہمیں حقوق اللہ کو پہچاننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

حقوق العباد

الحمد للہ رب العالمین ہ والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (پ ۱۵)
امنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم
بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

جیسا کہ میں نے پچھلے جمعۃ المبارک میں عرض کیا تھا کہ اسلام میں چیزوں کا تعلق بندوں کے ساتھ ہو۔ انہیں حقوق العباد کہتے ہیں اور حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ کیونکہ والدین اولاد کے لیے مجازی رب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا۔

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اسکے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین کی رضا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد۔ مشکوۃ ص ۴۱۹
خدا کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

یعنی اگر والدین راضی ہیں۔ تو خدا تعالے راضی ہے۔ اگر والدین ناراض ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالے بھی ناراض ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی چاہے کہ مجھ سے اللہ تعالی راضی ہو جائے۔ تو وہ والدین کو راضی کرے

مقبول حج کا ثواب۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی والدین کا فرمانبردار بیٹا اپنے ماں باپ کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ تو۔

کتب اللہ تعالیٰ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ۔ اللہ تعالے اس کے لیے ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی ہر روز سو مرتبہ دیکھے تو اسے سو حج کا ثواب ملے گا۔ قال نعم فرمایا ہاں (مشکوۃ ص ۴۲۱)

مقام جنت:

ایک شخص دربار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ کیلئے آیا ہوں۔

فقال ھل لک من ام فرمایا کیا تیری ماں ہے؟

اُس نے عرض کیا۔ کہ ہے فرمایا۔ اسکی خدمت کو لازم پکڑ :۔
فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلِہَا ۔ بے شک جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔
مشکوٰۃ ص۴۲۱

مشکوٰۃ کے حاشیہ ۲ پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّہَاتِ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

عظمتِ ماں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ ۔ میری خدمت کا زیادہ حق دار کون ہے۔
آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون فرمایا! تیری ماں! اس شخص نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون ؟ فرمایا۔ تیری ماں۔ چنانچہ جب اس نے چوتھی بار سوال کیا۔ تو قَالَ اَبُوْکَ : فرمایا تیرا باپ۔
معلوم ہوا کہ ماں والد سے زیادہ خدمت کی مستحق ہے۔

ماں کیا ہے ؟

ماں کی ممتا میں کیف ہے..... سکون ہے..... سرور ہے نور ہے۔
ماں کی ممتا میں راحت ہے..... صداقت ہے.... لطافت ہے..... ماں کی ممتا میں ایثار ہے..... قرار ہے.... پیار ہے بہار ہے۔ ماں کی ممتا میں عشق ہے..... ذوق ہے....

شوق ہے۔

حضرات! جن لوگوں نے والدین کا ادب واحترام کیا۔ وہ دین ودنیا میں سرخرو ہوگئے؛ بے شک والد بھی محترم ہے۔ مگر والدہ کے لیئے تو۔ تاکید فرمائی گئی۔ کہ ماں کا ادب کرو۔ وہ ماں جس نے پورے نو ماہ تجھے اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا۔ اور تیرے لیئے اپنی رات کا آرام اور دل کا سکون برباد کیا۔ گیلی جگہ پر خود سوتی اور تجھے خشک جگہ پر لٹاتی۔ بیٹے یا بیٹی کو پریشان دیکھ کر ماں کا دل غمزدہ ہو جاتا۔ ماں ہر وقت دعا کرتی ہے۔ یا اللہ میرے بیٹے کی خیر ہو۔ یا اللہ اسے ہر میدان میں کامیابی عطا فرما۔ جو کہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو کر بیٹے کے لیئے عظمت وشان کا سبب بنتی ہے۔

بچھو بایزید دے کولوں ماں کنج جھولی بھر دیندی!
اک گھڑی دی خدمت جہدی غوث قطب کر دیندی

ماں منی تے سب جگ منیاں بھلا مرشد ماں
ماں پیو جس نال ناراض ہے کیتے اوہنوں کدھرے نئیں ملنی تھاں

لکھاں ساک نیئں بندے دے وچ دنیا!
پر نئیں ساک کوئی ماں دے ساک ورگا!
پتر بالویں زمانے دا ولی ہووے
نئیں ماں دے پیراں دی خاک ورگا۔

چھاں جنتاں دی جیکر مانی آ سائیں ماں دے دامن وچ جی لیا کر

آب کوثر دا مزہ جے چکھنا ای پیر ماں دے دھو کے پی لیا کر

ہ

جس دے جیہے عمل نہ کوئی اوکرے زیارت ماں دی
رب رسول نہ اوہدے تے راضی جیہڑا کرے نہ عزت ماں دی
ماں دی قدر اویس پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم نئیں اصحابی بنیا چھڈ کے خدمت ماں دی

امام زین العابدین کا ادب :

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہ باوجودیکہ تم سب سے بڑھ کر اپنی والدہ کے فرمانبردار ہو لیکن کبھی اپنی والدہ کے ساتھ ایک پیالہ میں کھانا نہیں کھایا

فَقَالَ اَخَافُ اَنْ تَسْبِقَ يَدِيْ اِلٰى مَا قَدْ سَبَقَتْ عَيْنُهَا -	آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ جس لقمہ کی طرف میری والدہ کی آنکھ سبقت لے جا چکی ہے۔ اسکی طرف میرا ہاتھ بڑھ جائے۔
الکامل المبرد ص۵۴	

اویس قرنی کا ادب :

حکایات الصالحین میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولیٔ کامل اور عالی مرتبہ تھے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپ خیر التابعین میں سے تھے اور حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قرن میں ایک شخص اویس نامی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہے اور مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن۔

لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ -	اپنی ضعیف ماں کو چھوڑ کر نہیں آسکتا؟

پھر فرمایا اے عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم اس سے میرے بعد میدان عرفات میں ملوگے۔ میرا اسکو سلام پہنچانا۔ اور کہنا کہ میری امت کے لیئے دعا کرے۔ سب نے یہ بات سن کر تعجب کیا اور کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو کتنا عالی مرتبہ عنایت فرمایا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا؛

اَنْ يَّهَبَ اللّٰهُ مِنْ اُمَّتِيْ بِشَفَاعَتِهٖ بِاَصْوَافِ بَنِيْ كُلَيْبٍ وَاَشْعَارِهَا -	بے شک اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت سے میری امت کے اتنے لوگوں کو بخشے گا جتنے بنی کلیب کے چوپاے اور جتنے ان پر بال ہیں۔

(مشکوٰۃ ص۵۸۱) (ذکر اویس ص۱۳۱)

اویس کی تلاش :

ایک دفعہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم و حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا پیراہن مبارک دیا اور فرمایا یہ پیراہن اویس قرنی کو دے کر کہو کہ میری امت کے لیئے دعا کردے اور نشانیاں بھی بتادیں۔ چنانچہ دونوں صحابہ کبار کوفہ میں پہنچے اور اہل نجد سے پوچھا کہ تم میں جو قرن کا رہنے والا ہے۔ وہ ہمارے سامنے آئے ایک شخص سامنے ہوا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اس کا پتہ پوچھا اس نے کہا اے امیر المومنین! وہ لوگوں سے نہیں ملتا۔ فرمایا وہ کہاں ملے گا اس نے عرض کیا۔ وہ وادی عرنہ میں دن کو اونٹ چراتا ہے اور رات کو خشک روٹی کھالیتا ہے۔ شہر میں نہیں آتا اور نہ کسی سے ملتا ہے عجیب باتیں کرتا ہے۔ بچے اس کو ستاتے ہیں۔ اور بڑے اس سے نفرت کرتے

ہیں۔ چنانچہ دونوں یارانِ رسولؐ وادی عرنا میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے نماز میں مصروف ہیں اور ان کے اونٹ خود بخود چر رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رُخ کیطرف جاکر کھڑے ہوگئے تو آپ نے نماز کو جلدی سے ختم کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا آپ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں اونٹوں کا چرواہا ہوں۔ اور قوم کا مزدور ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم آپ کے کام اور اس کی مزدوری کے متعلق نہیں پوچھتے اپنا نام بتایئے فرمایا عبداللہ۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ ساری مخلوق اللہ کے ہی بندے ہیں۔ مگر اپنا وہ نام بتایئے جو تمہاری والدہ نے رکھا ہے۔ فرمایا تم مجھ سے چاہتے کیا ہو اپنا مطلب بیان کرو۔ حضرت عمر فاروق نے بتایا۔ کہ ہمیں حضورؐ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک برگزیدہ محبوب کی اطلاع دی ہے۔ جس کا نام اویس بتایا ہے۔ اور اس کا جو حلیہ بیان کیا ہے؛

اس کے مطابق قدوقامت رنگ اور بالوں سے تو ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ لیکن ایک نشان دریافت کرنا باقی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کی ہتھیلی پر ایک سفید نشان ہوگا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ دکھایئے جب حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ دکھایا تو واقعی اس پر وہ نشان تھا۔ جسکو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی چوم لیا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ اور تبرکات چومنا سنتِ فاروقی ہے ۔ اور فرمایا ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ بے شک آپ ہی محبوب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

ہمارے لیے دعا فرمایئے۔ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمان دعا کو صرف اپنے ہی لیے مخصوص نہیں کر سکتا۔ میں ہر نماز کے تشہد میں کہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اے خدا تمام مومن مرد اور مومن عورتوں کو بخش دے

پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ اب آپ اپنا تعارف کروائیں۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور میں علی ابن طالب ہوں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ادب کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور فرمایا السلام علیک یا امیر المومنین عمر بن خطاب وابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت میں جزائے خیر دے۔ تو حضرت عمر فاروق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو بھی تمہارے نفس سے جزائے خیر دے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے فرمایا آپ تمام امت مسلمہ کے لیے دُعا کیجئے آپ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں۔ آپ دعا کریں۔ مگر حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنا پیراہن بھی عطا کیا ہے اور دعا کی وصیت بھی کی ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیراہن مبارک دیا۔ تو حضرت اویسؓ نے نہایت ادب واحترام اور عزت وتکریم سے اُسے سر پر رکھا اور پھر اس مبارک پیراہن کو لے کر ایک الگ جگہ پر چلے گئے اور وہاں پیراہن کو رکھ کر درگاہِ الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کیا۔ الٰہی میرے آقا اور تیرے محبوب صلی اللہ

علیہ وسلم نے مجھے یہ پیراہن مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں ان کی امت کے لیئے تیری بارگاہ میں دعائے مغفرت کروں۔ لہذا میں یہ قمیض مبارک اس وقت تک نہ پہنوں گا۔ جب تک تو تمام امتِ محمدیہ کو نہ بخش دے گا۔ غیب سے آواز آئی کہ امتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ حصہ بخش دیا گیا۔ عرض کیا یا الٰہی میں تو تیری محبوب کی سب امت کی مغفرت کا طالب ہوں ندائے غیب ہوئی کہ ایک اور حصے کو بخش دیا۔ عرض کی یا اللہ میں اس وقت تک یہ پیراہن مبارک نہ پہنوں گا جب تک تو سب امت کو نہ بخش دے گا۔ القصہ ایک اور حصہ بخش دیا۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق و حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس دیر کا سبب معلوم کرنے کے لیئے آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان کے قدموں کی آہٹ سن کر سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اگر تھوڑی دیر اور ٹھہر جاتے تو جب تک بارگاہ الٰہی سے میں ساری امت نہ بخشوا لیتا سجدے سے سر نہ اٹھاتا

سامعین! حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام کیسے ملا کہ حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنا پیراہن مبارک عطا فرما کر دعا کرواتے ہیں۔ صرف ماں کی خدمت اور دعا کے صلہ میں ہے۔

جس دے پلے عمل نہ کوئی اوہ کرے زیارت ماں دی
رب رسول ؐ نہ اوس تے راضی جیہڑا کرے نہ عزت ماں دی
ماں دی قدر اویسؓ پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم نئیں صحابی بنیا چھڈ کے خدمت ماں دی

حارث بن نعمان کا ادب:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بہشت میں داخل ہوا پس وہاں میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا۔ — پس میں نے کہا یہ کون ہے؟

جو قرآن پڑھتا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ حارث بن نعمان ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حارث بن نعمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ فضیلت کیسے ملی۔ اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ — وہ اپنی ماں کا تابعدار تھا۔

اَلْحَدِيْث

ماں منی تے سب جگ منیاں
پہلا مرشد ماں ایہہ!
ماں نوں جس نے ناراض ہے کیتے!
اوہنوں کدھرے نئیں ملنی تھاں

بایزید بسطامی کا ادب:

رات کا وقت تھا۔ کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے پانی مانگا۔ اتفاق سے اس وقت گھر میں پانی نہیں تھا۔ دوڑ کر نہر پر پہنچے اور کوزہ میں پانی بھر کر جب واپس آئے تو والدہ سو چکی تھی آپ فرماتے ہیں کہ میں ساری رات سردی کے موسم میں والدہ کے سرہانے پانی کا پیالہ لے کر کھڑا رہا اور جب رات کا آخری وقت آیا تو میری والدہ بیدار ہوئی اور مجھے پانی لے کر کھڑے ہوئے دیکھا۔ تو پوچھنے لگیں بایزید یہ کیا ہے! میں نے عرض کی کہ رات کو آپ نے پانی مانگا تھا۔ میں اس وقت سے یہ پانی کا پیالہ لیئے کھڑا

ہوں۔ ماں نے فرمایا بیٹا مجھ کو جگا کیوں نہ لیا۔
عرض کی امی جان میں نے سوچا کہ کہیں آپ کے آرام میں خلل نہ آجائے
ماں نے بیٹے بایزید کی یہ خدمت دیکھ کر بارگاہ الٰہی دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے
اور عرض کی کہ مولا میرے بیٹے کو بلند مرتبہ عطا فرمادے۔ چنانچہ حضرت بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مقام مجھے ریاضت و مجاہدہ سے نہ
ملا تھا۔ وہ والدہ کی فرمانبرداری میں ایک دعا سے مل گیا۔

(سیر الاخیار صفحہ ۵)

بچیو بایزید دے کولوں ماں کنج جھولی بھر دیندی
اک گھڑی دی خدمت جہدی غوث قطب کر دیندی!

ماں کی دعا!

مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن
میں آنکھیں جاتی رہیں۔ آپ کی والدہ کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور ہمیشہ اپنے
بیٹے کی بینائی کے لیئے دعائیں کرتی رہیں۔

ایک دن امام بخاری کی والدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا
آپ نے فرمایا تمہاری دعائیں قبول ہوگئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے
کو بینائی عطا فرمادی ہے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو حضرت امام بخاری رحمۃ
اللہ علیہ کی آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔

(مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۶۳)

حضرات! یہ تو تھی والدین کی زندگی میں انکی خدمت اور اس کا صلہ
اگر کسی کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک فوت ہوجائے تو ان کی قبر
پر جانا بھی ثواب ہے۔

والدین کی قبر: حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔

جس نے جمعہ کے دن اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے
اور اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جائیں گے؟ (مشکوۃ صفحہ ۱۵۴)

حضرات! معلوم ہوا کہ والدین کی قبر پر جانا عبادت اور کفارہ گناہ ہے
اور زیارت قبور حدیث پاک سے ثابت ہے۔

حضرات! وقت کی قلت کے پیش نظر مختصر طور پر میں نے والدین
کے حقوق عرض کیئے آب ترتیب حقوق العباد سنیئے؟

اولاد کے حقوق:

حضور امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں
ایک دروازہ ہے جس کو باب الفرح (خوشی کا دروازہ) کہا جاتا ہے اس
میں وہی داخل ہوگا جس نے اپنی اولاد کو خوش کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی
اولاد سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس سے محبت کرے گا۔ اور
جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس دروازے کو
وہی شخص کھولے گا جس نے اپنے بچوں کو خوش کیا ہے۔ پس جو شخص چاہیے
کہ اپنے حاسدوں کو ذلیل کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنے لڑکے کو ادب
سکھائے۔ کیونکہ اولاد کے منہ کیطرف دیکھنا اپنے پیغمبر کے منہ کیطرف
دیکھنے کیطرح ہے اور آپ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا بوسہ لیا کرو۔ اس
لیئے کہ تمہارے واسطے ہر بوسہ جنت میں ایک درجہ ہے۔ یہاں تک کہ

لڑکا سات سال کا اور لڑکی پانچ برس کی ہو جائے۔

تذکرۃ الواعظین صـ ۱۹۱

خاوند کے حقوق :

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

(پ ۵ ع ۱۵)

٥۔ حضور سید دوجہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس عورت کی طرف نگاہ کرم سے نہیں دیکھتا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی۔ (کشف الغمہ صـ ۱۹۱)

▲ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے (سجدہ تعظیمی) تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا اپنے خاوند کو سجدہ کرے (مشکوۃ صـ ۲۸۱)

▲ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے غیر زوج کے دکھانے کے لئے آنکھوں میں سرمہ لگائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو سیاہ کرے گا اور اس کی قبر کو جہنم کا گڑھا بنائے گا (نزہۃ المجالس)

بیوی کے حقوق :

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی بسر کرو۔

٥ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنی زوجہ پر بہت زیادہ مہربان ہو۔ اگرچہ عورت کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔

۔ حضور سید دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کی بدکلامی پر صبر کرے گا۔ اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کا ثواب ملے گا۔ جو کہ ان کو مصائب اور بیماری برداشت کرنے کے عوض دیا جائے گا اور جو عورت مرد کی بدخلقی پر صبر کرے گی اس کو حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ثواب ملے گا (کیمیائے سعادت ۱۱۳)

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال مبارک کے وقت فرما رہے تھے۔

۱۔ نماز کی پابندی کرنا۔

۲۔ لونڈی اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

۳۔ عورتوں کے بارے میں ڈرتے رہنا۔ کیونکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں ان سے اچھا سلوک کرنا۔ (کیمیائے سعادت) صـ ۱۸۴

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر عورتوں کا کیا حق ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو عورت کو بھی کھلائے۔ اور جب تو لباس پہنے تو عورت کو بھی پہنائے۔ ان کے چہرے پر نہ مارے اور اُن کو قول قبیح کہے یعنی بری گالیاں نہ دے۔ مشکوۃ شریف صـ ۲۸۱

ہمسایہ کے حقوق :

فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ تب تم مسلمان ہو گے۔

فرمایا جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ عنقریب ہمسایہ کو بھی وارث بنا دیا جائے گا۔

حضورِ امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے مزید فرمایا کہ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا ہمسایہ اسکی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔ کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو عبادت کرتی ہے۔ مگر اپنے ہمسایہ کو دکھ دیتی ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا وہ جہنمی ہے

تنبیہ:

یاد رہے کہ ہمسایہ کے حقوق میں سب سے پہلے یہ بھی ہے۔ کہ اسے دیکھتے ہی سلام کرے اس سے طویل گفتگو نہ کرے۔ اس سے اکثر مانگتا نہ رہے وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت کرے۔

مصیبت میں اسے تسلی دے اگر اس کے ہاں موت ہو جائے تو اس کے ساتھ رہے اسکی غلطیوں سے درگزر کرے۔ چھت سے اس کے گھر میں نہ جھانکے۔ اپنے گھر کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے اس کے پرنالے میں پانی نہ انڈیلے اس کے گھر کے صحن میں مٹی نہ انڈیلے اس کے گھر کے راستہ کو تنگ نہ کرے۔ وہ گھر کی طرف جو کچھ لے جا رہا ہو۔ اسے نہ گھورے۔ اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے جب اسے کوئی مصیبت لاحق ہو تو اسکی مدد کرے اسکی غیر موجودگی میں اس کے گھر کی دیکھ بھال کرے اسکی غیبت نہ سنے اسکی عزت سے آنکھ بند کرے اسکی اولاد سے نرمی سے گفتگو کرے جن دینی اور دنیاوی امور سے وہ ناواقف ہو ان میں اسکی رہنمائی کرے۔

(مکاشفۃ القلوب)

غیبت کی برائی

اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ط

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔

○ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ زانی زنا کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا۔ جب تک کہ جس کی غیبت کی جائے وہ معاف نہ کر دے۔

غیبت کیا ہے؟

فرمانِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ خواہ اس کے بدن کا کوئی عیب ہو اس کے نسب کا عیب ہو۔ اس کے قول وفعل یا دین و دنیا کا عیب ہو۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑوں اور سواری میں بھی کوئی عیب لگائے گا۔ تو یہ بھی غیبت ہوگی۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو غیبت کرنے سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین نقصان ہیں

۱۔ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

۲۔ اس کی نیکیاں بھی قبول نہیں ہوتیں۔

۳۔ اس پر گناہوں کی کثرت ہوتی ہے۔

حسد کی برائی : اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا :

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (پ ۳۰) اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے پناہ مانگتا ہوں ۔

حسد یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کی برائی چاہنا یعنی کسی مسلمان کی نعمت کو جسمیں اسکی بہتری ہو اس کے متعلق یہ چاہتا کہ وہ اس کے پاس سے جاتی رہے ۔

٥ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کہ اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے ۔ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے ۔ (مشکوۃ ص ۴۲۸)

٥ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ گروہ حساب سے ایک سال پہلے دوزخ میں جائیں گے ۔

۱ ۔ حکام ظلم کی وجہ سے ۔

ii ۔ اہل عرب تعصبات کی وجہ سے ۔

iii ۔ دہقانی تکبر کی وجہ سے ۔

iv ۔ سوداگر خیانت کی وجہ سے

v ۔ گنوار نادانی کی وجہ سے

vi ۔ علماء حسد کی وجہ سے ۔ (احیاء العلوم) (مواعظ رضویہ)

جھوٹ کی برائی : اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ جھوٹوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے (پ ۳)

گویا کہ جھوٹا انسان اپنے رب تعالیٰ کی وسیع رحمت سے محروم ہے ۔

٥ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِکُ ۔ سچائی میں نجات ہے اور جھوٹ میں ہلاکت ہے ۔

ایک شخص دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں مگر مجھ میں زنا، شراب اور جھوٹ کی عادت ہے ۔ ان سب کو میں نہیں چھوڑ سکتا ۔ ہاں البتہ ان میں سے ایک کو چھوڑ دوں گا ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ کو چھوڑ دے چنانچہ اس نے وعدہ کیا کہ میں جھوٹ کو چھوڑ دوں گا ۔ اور وعدہ کرنے کے بعد وہ شخص اپنے گھر چلا گیا ۔ چونکہ اسے زنا کی عادت تھی ۔ تو جب اس نے زنا کا ارادہ کیا تو سوچا کہ اگر دربار رسالت میں حاضر ہوا ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھ لیا ۔ کیا تو نے زنا کیا ہے ؟ اگر سچ بولوں گا ۔ تو حد جاری ہوگی اگر جھوٹ بولوں گا ۔ تو وعدہ خلافی ہوگی ۔ لہٰذا زنا کو چھوڑ دینا چاہیئے پھر شراب پینے کا ارادہ کیا تو یہی سوچ کر شراب کو بھی چھوڑ دیا اور جب رات ہوئی اس نے چوری کا ارادہ کیا تو یہی خیال کر کے چوری کا ارادہ بھی ترک کر دیا ۔ گویا سچ کی برکت سے تمام برائیوں سے نجات مل گئی ۔

(نزہتہ المجالس ص ۱۱۹)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے ۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ذکرِ جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ،

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ (پ۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۃ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے چنانچہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا؟

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ — تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ (پ۳) — اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرات! اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی اطاعت کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ذکر کیا اور تمام رب کائنات نے جہاں اپنا ذکر کیا ساتھ ہی اپنے محبوب کا بھی ذکر کیا۔ آذان میں دیکھ لو...... تکبیر میں...... نماز میں...... کلمہ میں......
یعنی کسی مقام پر بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر اپنے ذکر سے جدا نہیں کیا؟

جیسا کہ شفاء شریف میں ہے۔ کہ۔

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ ۔ جب میرا ذکر ہوگا۔ میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔

کتاب الشفاء ص۱۶

آذان میری ہوگی...... اس میں نام تیرا ہوگا...... تکبیر میری ہوگی...... اس میں نام تیرا ہوگا...... نماز میری ہوگی...... اس میں نام تیرا ہوگا...... خزانے میرے ہونگے......

وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ ۔ مشکوٰۃ ص۲۲

تقسیم کرنے والا تو ہوگا...... حرکت تیری ہوگی...... برکت میری ہوگی...... قیامت کے دن کوثر میرا ہوگا...... پلانے والا تو ہوگا...... عدالت میری ہوگی۔ گنہگار امت کی وکالت تیری ہوگی...... پھر جنت میری ہوگی۔ امت تیری ہوگی۔

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ : جہاں ذکر میرا ہوگا وہاں ذکر تیرا ہوگا
اگر کسی بے بصیرت کو نظر آئے تو اس کی اپنی نظر کا قصور ہے۔

ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر
اور نور آنکھ کا نور ہے۔
جو تیری نظر میں نہ آ سکا!
تو تیری نظر کا قصور ہے۔

اپنے لیے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اپنے لیے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اور محبوب کے لیے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ اپنے لیے بھی عالمین محبوب کے لیے بھی عالمین.... اپنے لیے بھی ناس..... محبوب کے لیے بھی ناس جو نہ مانے وہ ہے خناس۔

ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر
اور نور آنکھ کا نور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا
تو تیری نظر کا قصور ہے

حضرات! اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا ذکر کر کے بتا دیا۔ کہ کہیں میری اطاعت اور میرے نبی کی اطاعت میں فرق نہ سمجھنا۔ بلکہ رسول کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج	جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
(پ ۵)	

گویا فرما دیا! محبوب جو میرا ہے۔ وہ تیرا ہے... جو تیرا ہے وہ میرا ہے.... جو میرا نہیں...... وہ تیرا نہیں.... اور جو تیرا نہیں۔ وہ میرا بھی نہیں

اینویں ہر کوئی میرا بندا اے
پر میں کسے دا بندا نئیں
جیہڑا تیرا ہو جاوے محبوبا
میں اوسے دا ہو جاناں ہاں

معلوم ہوا کہ اس کا بولنا.... اُس کا بولنا...... اسکی اطاعت .... اُس کی اطاعت...... اِس کی مار..... اُس کی مار.... اس کے ہاتھ اُس اللہ کے ہاتھ۔

نئیں اللہ نبی کولوں وکھرے
تیری ویکھن والی نئیوں اکھ وے

اس کی زبان لسان اللہ ہے...... اس کے ہاتھ ید اللہ ہیں... اس محبوب کا چہرہ وجہ اللہ ہے.. اس محبوب کا امر امر اللہ ہے اس محبوب کی شفقت رحمۃ اللہ ہے..... اور اس کا سارا وجود محمد رسول اللہ ہے۔

حضرات لا الٰہ الا اللہ کے لفظ بھی بارہ ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے لفظ بھی بارہ نہ لا الٰہ الا اللہ پر نکتہ نہ محمد رسول اللہ پر یہی نکتہ اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید کا اصول ہے۔ جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں گول دائرہ آجاتا ہے۔ یہ علامت ہوتی ہے اس بات کی کہ پچھلی آیت اور ہے۔ بعد میں آنے والی آیت اور ہے مگر کلمہ شریف کے درمیان

دائرہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ دائرہ تو تب ہوا اگر فرق ہو تو ماننا پڑے گا کہ کملی والا نہ خدا ہے۔ نہ جدا ہے

ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے۔
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے۔

اب نظر نظر میں فرق ہے۔ دیکھنے کو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابولہب نے بھی دیکھا ابوجہل نے بھی دیکھا مگر انہوں نے کملی والے آقا کو بازار میں چلتے ہو دیکھا لباس پہنے ہوئے تو دیکھا۔ کھانا کھاتے ہوئے تو دیکھا۔ اور کہہ دیا نبی ہم جیسا ہے، مگر خدا تعالےٰ کے سامنے بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا۔ تو کبھی سنگریزاں کھجوریں اگاتے ہوئے دیکھا...... کبھی چاند کو دو ٹکڑے کرتے ہوئے دیکھا کبھی سورج کو واپس لاتے ہوئے دیکھا۔... کبھی پتھروں کو پانی پہ تیراتے ہوئے دیکھا...... کبھی درختوں کو قدموں میں بلاتے ہوئے دیکھا...... کاش کہ تو بھی ایسی ہی نظر سے دیکھ لیتا.... تو کبھی حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل لبشر نہ کہتا۔

نظر نظر میں فرق:

ایک دن ابوجہل حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا نعوذ باللہ آپ بڑے بُرے چہرے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ صَدَقْتَ تو نے سچ کہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رفیق نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی آقا پوری کائنات میں آپ جیسا حسین وجمیل کوئی نہیں۔ بے شک یوسف علیہ السلام بہت خوبصورت تھے۔ بڑے حسین تھے، مگر اے کملی والے آقا

جب سے میں نے تیرا چہرہ انور دیکھا ہے۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک یوسف نہیں سینکڑوں یوسف نہیں لاکھوں اور کروڑوں یوسف ہوں تو میں آپ کی ایک مسکراہٹ پہ قربان کر دوں چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے صدیق رضؓ تو نے بھی سچ کہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ نہیں آتی۔ آپ نے ابوجہل کی بکواس پر بھی اسے سچ کہا ہے اور صدیق کے قول کو بھی سچا قرار دیا ہے۔ حضور یہ دونوں کیسے سچے ہو گئے تو اس کے جواب میں والی کائنات نے ارشاد فرمایا۔

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک وہندو در من آں بیند کہ اوست

آپ نے فرمایا میں ایک آئینہ ہوں جسے خدا تعالےٰ نے صیقل فرمایا ہے ترکی اور ہندی کو مجھ سے اپنا آپ نظر آتا ہے۔

ہر کرا آئینہ باشد روبرو!
زشت وخوبے خویش را بیند درو

جس کے چہرے کے سامنے آئینہ ہو۔ اسے شیشہ میں اپنی اچھائی یا برائی نظر آتی ہے۔ ابوجہل کا دل سیاہ تھا۔ اُسے مجھ میں اپنے دل کا عکس نظر آیا تو مجھے بُرے لفظوں میں یاد کرنے لگا۔ میرے صدیق اکبر کا دل نور ایمان سے منور ہے۔ اسے اپنے دل کا نور نظر آیا اور میں اُسے سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔

اولوں وسدا اے نور حقیقتاں دا
عشق حمید البصیرتاں رکھ دا اے

گھٹا کملی دا اپنے سے جوڑیاں دا
سرمہ ناز فقیر دی اکھ دا اسے

پیا ہویا جو محبوب دی گلی اندر
اوہ ٹکھ دی دوستو لکھ دا اسے

تینوں بشر دسے مینوں نور دسے
فرق اپنی اپنی اکھ دا اسے

حضرات! یہ تو اپنی اپنی نظر کی پہچان ہے۔ کسی نے نبی کو اپنے جیسا بشر کہہ دیا اور کسی نے یوں کہا۔ کہ

دنیاں تے آیا نہ کوئی تیری مثال دا
لبھ کے لیانواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

اور کسی نے یوں کہا۔ کہ

سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایا کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے حمد نے خدایا

اور کسی نے یوں کہا۔

یا مصطفٰے خیر الورٰی تیرے جیہا کوئی نئیں
کینوں کواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نئیں

اور کسی نے یوں کہا!

رتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا!
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

یہ تو اپنی اپنی نظر میں فرق ہے۔

آدم علیہ السلام کی نظر:

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق ہوا تو اللہ تعالٰی نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ آخر زمانے میں تمہاری صلب سے ظہور فرمائیں گے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالٰی کی تسبیح پڑھی۔ اسی لیے اس انگلی کو شہادت کیلئے انگلی کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا۔ تو۔

فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظَفَرَ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگایا۔

پس یہ سنت ان کی اولاد میں بھی جاری ہو گئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو شخص اذان میں میرا نام اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا۔

(روح البیان ص ۶۴۹ ج-۴)

ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے۔
جو تیری نظر میں نہ آ سکا تو تیری نظر کا قصور ہے۔

کُل انبیاء کی نظر میں:

معراج کی رات جب مسجد اقصٰی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں نماز نماز ادا کی۔ پھر اس کے بعد اولوالعزم انبیاء نے اپنے اپنے خطبے ارشاد فرمائے تو حضرت ابراہیم کے علان پر تمام انبیاء نے کہہ دیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب میں افضل ہیں۔

اقصٰی دے وچہ آقا میرے پڑھ کے نماز پچھے تیرے
نبیاں نوں کہنا پیا آقا تیرے جیہا کوئی نئیں

یوسف علیہ السلام کی نظر:

جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تیسرے آسمان پر گئی تو وہاں آپ کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کو اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا کہہ کر آپ کا استقبال کیا اور گویا یوں کہنے لگے کہ

بے شک حسن زیادہ میرا تے کل جہاناں نالوں
پر نئیں زیادہ قیمت میری آقا تیریاں زلفاں نالوں

جبرائیل علیہ السلام کی نظر:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں چوبیس ہزار مرتبہ آئے وہ فرماتے ہیں کہ۔

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ
میں زمین کے مشرق و مغرب میں گیا۔ مگر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ دیکھا۔

معراج کی شب جبرائیل سے کہنے لگے خیر الامم
تو نے دیکھے ہیں جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
عرض کی جبرائیل نے شاہا مجھے تیری قسم
آفاق ہا گردیدہ ام — مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام — لیکن تو چیزے دیگری

کُل صحابہ کی نظر:

جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ انور دیکھا تو اس نے یہی کہا۔ کہ

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (مشکوٰۃ ص ۵۱۷)
ایسا حسین و جمیل نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ ان کے بعد۔

لکھ دنیا تے سوہنے ہوون — میرے مدنی نال نہ ریس کردے
کن فیکون تے کل دی گل اے — محبوب دے پیار ازل دے
یوسف نبی مصر وکایا — جتھے زور عشق دے چلدے
سبھ صدقہ محبوب میرے دا — کوہ طور تے دیوے تجلے

جس نے مجھے دیکھا:

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
جس نے مجھے دیکھا۔ تحقیق اس نے حق کو دیکھا (یعنی اللہ تعالیٰ کو)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئینہ حق نما ہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کی پہچان کے لیے آپ کا سہارا لینا پڑے گا۔

وسیلۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یوں سمجھیں کہ پھول میں خوشبو ہے مگر وہ سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔۔۔ اگر
سمجھنا ہے تو پھول کا سہارا لینا پڑے گا۔ علم موجود ہے۔۔۔۔۔۔
مگر سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔ اگر سمجھنا ہے۔۔۔۔۔ تو کسی عالم کا سہارا لینا پڑے
گا۔۔۔۔۔ درویشی موجود ہے۔۔۔ مگر سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔
اگر سمجھنا ہے۔۔۔۔ تو کسی درویش کا سہارا لینا پڑے گا۔۔۔۔
صداقت موجود ہے۔۔۔۔۔ مگر سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔ اگر سمجھنا ہے
تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لینا پڑے گا۔۔۔۔۔۔
عدالت موجود ہے۔۔۔۔ مگر سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔ اگر سمجھنا ہے
۔۔۔۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لینا پڑے
گا۔ حیا موجود ہے۔۔۔۔۔ مگر سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔۔ اگر سمجھنا ہے
۔۔۔۔۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لینا پڑے
گا۔۔۔۔۔ شجاعت موجود ہے۔۔۔۔۔ مگر سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔۔
اگر سمجھنا ہے۔۔۔۔۔۔ تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا
لینا پڑے گا۔ اس طرح خدا موجود ہے۔۔۔۔۔ مگر سمجھ میں نہیں
آتا۔۔۔۔ اگر سمجھنا ہے:۔۔۔۔۔ تو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا سہارا لینا پڑے گا۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔
ذرا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا تصور کریں تو پھر

تو پھر پتہ چل جائے گا کہ جس کا مطلوب ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ طالب
کیسا ہوگا۔۔۔۔ جس کا محبوب ایسا ہے۔۔۔۔ وہ محب کیسا ہوگا
۔۔۔۔ جس کا بندہ ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ مولا کیسا ہوگا۔۔۔۔
جس کا فرش ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ عرشی کیسا ہوگا۔۔۔۔ جس کا
بامکاں ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ لامکاں والا کیسا ہوگا۔۔۔ جس کا
باصورت ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ بے صورت کیسا ہوگا۔۔۔۔۔
جس کا مصطفیٰ ایسا ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ خدا کیسا ہوگا۔

وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
سر سے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

حضرات! جز میں کل نظر آتا ہے۔۔۔۔۔۔ قطرے سے دریا
نظر آتا ہے۔۔۔۔۔۔ فرع سے اصل نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ شاگرد
سے استاد نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ مرید سے پیر نظر آتا ہے۔۔۔۔
صحابی سے نبی نظر آتا ہے۔۔۔۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے خدا نظر آتا ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا   تیری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین ۝ والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین ۝ اما بعد ۝ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (پ ۹)

اٰمنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام پیش کریں ؛

حضرات محترم !

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر جگہ موجود گی اور آپ کی رحمت کا بیان فرمایا ہے چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا ؛

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (پ ۹) — اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہیں اس لیے ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں آتا ۔ کیونکہ حضور ہم میں موجود ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ؛

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۝ (پ ۸) — بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے ۔

اور رحمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ؛

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (پ ۱۷) — ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے ؛

تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیکوں کے قریب ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے لیے رحمت ہیں لہذا آپ ہر جگہ موجود ہیں ..... اور جب تک قرآن مجید کی یہ آیات مبارک موجود ہیں اس وقت تک آپ بھی ہم میں موجود ہیں اس لیے کہ ہمارے نبی کوئی وزیر اعظم نہیں ۔ جو آج وزیر اعظم ہوا اور کل نہ ہو ۔ ہمارے نبی ۔

ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین (پ ۲۲) — اور آپ اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے

جو خدا کا شریک بنائے ۔ وہ بھی بے ایمان ۔ اور جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے ۔ وہ بھی بے ایمان ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک ہے اور آپ ہم میں موجود ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کلمہ میں فرق آیا نہ نماز میں نہ اذان میں ۔

کلمہ پڑھ کر معنی کریں ؛

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد اللہ کے رسول ہیں
محمد اللہ کے رسول تھے نہیں ..... جو بھی معنی کرے گا ...... یہی
معنی ہوگا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ..... یعنی ہم میں موجود ہیں ....
اسی طرح اذان میں بھی یہی معنی ہوگا۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز میں ہر نمازی خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والا ہو۔ جبتک نماز میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر سلام نہ پڑھے گا۔ اس وقت تک نماز نہیں ہوگی۔ یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ ۔ اے نبی آپ پر سلام ہو۔ اور سلام بھی اسے ہی دیا جاتا ہے۔ جو موجود بھی ہو اور سنتا بھی ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود وسلام سنتے بھی ہیں اور محبت والوں کو پہچانتے بھی ہیں۔ جیسا کہ دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے کہ حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درود دل کا کیا حال ہے۔

فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ — تو فرمایا ہم محبت والوں کے درود خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے بھی ہیں۔ (دلائل الخیرات)

لامکاں تک ہے تیری رسائی
گیت گاتی ہے تیرے خدائی

وہ جگہ ہی نہیں دو جہاں میں
جس جگہ تیرا جلوہ نہیں ہے۔

حضرات! احادیث پاک سے ثابت ہے کہ جب انسان مرنے کے بعد قبر میں جاتا ہے تو وہاں منکر نکیر آتے ہیں اور اس سے اللہ اور اس کے رسول اور دین اسلام کے متعلق سوال کرتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو حضور اس وقت قبر میں موجود ہوتے ہیں؛

حاضر وناظر:

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر اور نکیر قبر میں آتے ہیں اور قبر والے سے اللہ اور دین کے متعلق سوال کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — پس منکر نکیر کہتے ہیں کہ تو اس عظیم شخصیت کے متعلق کیا کہتا تھا۔

تو جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ یہ اللہ تعالٰی کے محبوب بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری شریف) ص ۱۸۴ ج ۱۔

قبر میں پہنچا تو یہ راز کھل گیا
رہتا تھا میرے دل میں
پر مجھے خبر نہ تھی!

سامعین کرام! معلوم ہوا کہ مرنے والا خواہ کہیں بھی مرے۔ پکستان

میں مرے...... ہندوستان میں مرے.... کوئی چین اور جاپان میں مرے جب اُسے قبر میں دفن کیا جائے گا... تو وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود پائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں...

اس صورت نوں میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان توں شاناں سب بنیاں

شاہ عبدالرحیم کی تیمارداری: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور بیماری نے طول پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اس وقت ایک اُونگھ سی آئی اور حضرت شیخ عبدالعزیز رح ظاہر ہوئے اور فرمایا بیٹا ابھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری بیمار پرسی کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور جدھر تیرے پاؤں ہیں شاید آپ ادھر سے تشریف لائیں لہذا چارپائی کو بدل لیں۔ وہ فرماتے ہیں میں بیدار رہا مگر کلام کرنے کی طاقت نہ تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا۔ کہ چارپائی کو اس طرف سے پھیر دیں۔

آں گاہ حضرت رسالت پناہ تشریف آوردند و فرمودند

کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ

اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا

اے بیٹے تیرا کیا حال ہے؟

پھر اس کلام کی مجھ پر ایسی مٹھاس غالب آئی کہ ایک عجیب قسم کا وجد اور بکاؤ اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس طریقے سے اپنی آغوشِ رحمت میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی آپ کی قمیض مبارک میرے اشکوں سے تر ہو گئی اور آہستہ آہستہ اسی وجد نے تسکین پائی۔ اس وقت میرے دل میں آیا کہ مدتیں گزر گئیں اسی انتظار میں کہیں مجھے بھی آپ کا موئے مبارک مل جائے۔ چنانچہ میرے اس خیال پر غیب دان نبی مطلع ہوئے اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دو بال مبارک عنایت فرمائے اسی وقت میرے دل میں آیا کہ شاید بیداری کے بعد بھی یہ بال مبارک میرے پاس ہوں گے یا نہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس خیال کو بھی جان گئے اور فرمایا یہ دو بال باقی (تیرے پاس) رہیں گے اس کے بعد آپ نے میری صحتِ کاملہ اور درازی عمر کی بھی بشارت دی۔ اس وقت میں بیدار ہو گیا اور میں نے چراغ طلب کیا مگر ان بالوں کو اپنے ہاتھ میں نہ پایا پریشان ہوا اور حضور سرورِ دوجہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے سامنے آ گئے آپ نے فرمایا اے فرزند دانا آگاہ ہو جا کہ ان دو بالوں کو ہم نے احتیاطاً تکیہ کے نیچے رکھ دیا ہے وہاں سے لے لے۔ میں بیدار ہوا اور بالوں کو وہاں سے پا لیا اور تعظیم کے ساتھ ایک جگہ محفوظ کر دیئے

بعد ازاں حضرت شاہ عبدالرحیم رح نے ان دو مبارک بالوں کی خاصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بال مبارک آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جائیں گے ایک تین شخصوں نے اس معجزہ کو ماننے سے انکار کیا اور بحث و مناظرہ شروع کر دیا

تھی کہ جب بات لمبی ہوگئی۔ تو میں نے اُن کو ساتھ لیا اور باہر دھوپ میں
لے گئے۔ تو کیا دیکھا کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور بالوں پر سایہ کر دیا
حالانکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بادل کا کہیں نشان تک نہ تھا۔ ایک نے تو
توبہ کر لی اور دوسرا پھر بھی نہ مانا۔ چنانچہ بالوں کو دوبارہ نکالا گیا۔ پھر بادل کا ٹکڑا
ہوا تو دوسرے نے بھی توبہ کر لی پھر تیسرا منکر ہو گیا کہ تو اتفاقی واقعہ ہے۔ پھر
تیسری دفعہ میں نکالا پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرے نے بھی توبہ کر لی پھر
ایک مدت کے بعد بالوں کی زیارت کرنے کے لیئے کافی تعداد میں لوگ جمع ہوئے
جب بالوں والے صندوق کے تالے کو کھولنے کے لیئے چابی لگائی تو انتہائی
کوشش کی مگر تالہ نہ کھلا۔ چنانچہ میں نے مراقبہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس مجمع
میں فلاں آدمی جنبی ہے جس کی بے ادبی کی وجہ سے قفل نہ کھلتا۔ اس پر
پردہ پوشی کرتے ہوئے میں نے سب کو کہا کہ تمام لوگ دوبارہ وضو کریں
جب وہ جنبی اس مجمع سے باہر چلا گیا تو قفل آسانی سے کھل گیا۔ اور ہم نے
زیارت کی۔ آں گاہ بسہولت مفتوح گشت زیاوت کردم۔

(انفاس العارفین ص۱۴۱)

معلوم ہوا کہ۔

بحکمِ خدا تم ہو موجود ہر جا!
بظاہر مدینہ ٹھکانہ تمہارا

بلخ کا تاجر:

ایک تاجر بلخ کا رہنے والا تھا اور بہت دولت مند تھا اور اس کے
پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ اس کے
دو لڑکے تھے۔ جب تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں لڑکوں میں

تقسیم کیا گیا۔ جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا
بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے۔ کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے
لڑکے نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک ٹکڑے
کرنا ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ بڑا لڑکا بولا اگر تمہیں موئے مبارک سے ایسی ہی
محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ اپنے حصے کا سارا مال مجھے دے دو
اور یہ تینوں بال مبارک لے لو۔ چنانچہ چھوٹا اس پر بخوشی رضامند ہو گیا اور
اپنا سب مال دے کر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی موئے مبارک
لے لیئے اب وہ روزانہ آپ کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے
درود شریف پڑھتا۔ ہوا یہ کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع
ہو گیا اور چھوٹے لڑکے کے مال موئے مبارک کی برکت سے بڑھنا شروع
ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ چھوٹا لڑکا مر گیا اور اس وقت کے ایک
بزرگ کو خواب میں حضور صلے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی
تو آپ نے ان سے فرمایا کہ لوگوں کو کہہ دو کہ جس کو بھی بارگاہِ الٰہی سے
کوئی حاجت ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور دعا کرے
تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ (ہب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ والتسلیم ص۳۲)

ہے جہاں میں جن کی چمک دمک
ہے چمن میں جن کی جہل پہل!
وہی اک مدینہ کے چاند ہیں
سب انہی کے دم کی بہار ہے

(بحوالہ ذکر جمیل)

ٹوپی میں بال:

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ جن کا لقب سیف اللہ تھا۔ وہ اکثر جنگوں میں شرکت کرتے اور جب بھی کسی جنگ میں جاتے تو اپنی ٹوپی ساتھ لے جاتے اور اسے اپنے سر پر رکھتے۔ حتیٰ کہ جنگ یرموک کے موقعہ پر ان کے سر سے وہ ٹوپی گر گئی۔ فَطَلَبَهَا۔ انہوں نے اس ٹوپی کی تلاش شروع کر دی لوگ حیران تھے کہ جنگ پورے زوروں پر ہے تیر اور تلوار اپنا کام دکھا رہے ہیں۔ جان کا خطرہ ہے مگر انہیں ٹوپی کی پڑی ہوئی ہے وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس میں راز کیا ہے۔ خیر تلاش کے بعد حتیٰ وَجَدَهَا یہاں تک کہ ٹوپی مل گئی۔ جب جنگ میں آپ کو فتح ہوئی تو وہ ٹوپی والا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور سر کے بال اتروائے۔ حال یہ تھا کہ ہر ایک کی خواہش تھی کہ بال مبارک مجھے مل جائے ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ کہ چند بال مبارک مجھے بھی مل گئے۔

فَجَعَلْتُهَا فِي هٰذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ۔ پس میں نے وہ بال اس ٹوپی میں رکھ دیئے۔ پھر میں یہ ٹوپی پہن کر جس جنگ میں بھی گیا۔ فاتح بن کر لوٹا اور میری کامیابی کا راز یہی بال مبارک ہیں (حجۃ اللہ علی العالمین) ص ۷۸۶

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان مدینے والے دا
دو جگ وچہ ٹھاٹھاں مار دا اے
فیضان مدینے والے دا

فرشتوں کی قرأت:

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو بال مبارک مل گئے۔ انہوں نے ان مبارک بالوں کو نہایت تعظیم اور ادب و احترام سے کمرے میں بلند جگہ پر رکھ دیا

تھوڑی دیر کے بعد کمرے سے تلاوتِ قرآن کی آواز آئی آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قرآن پڑھنے کی آواز تو آ رہی تھی مگر پڑھنے والا نظر نہ آتے تھے۔ چنانچہ میں نے یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔

إِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يَجْتَمِعُونَ عَلٰى شَعْرِىْ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ — بے شک وہ فرشتے تھے جو میرے بالوں کے پاس جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے تھے۔

جامع المعجزات ص ۶۲

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
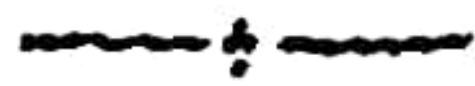
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۵)

اٰمنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں ۔

حضراتِ محترم !

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کا تذکرہ فرمایا ہے ۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى — تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم
يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ — وہ مسلمان نہ ہونگے ۔ جب تک کہ اپنے
لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا — آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ

قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۵) — بنائیں ۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں ۔

شانِ نزول :

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے ۔ کہ ایک پہاڑ سے پانی آتا تھا جس سے مدینہ والے اپنے اپنے باغوں کو پانی دیتے تھے اس پانی دینے پر ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جھگڑا ہو گیا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا ۔ آپ نے فرمایا اسے زبیر پہلے تم اپنے باغ کو پانی دے کر پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو ۔ چونکہ زبیر کا باغ اوپر کی طرف تھا ۔ مگر اس پر انصاری نہ مانا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ۔ کہ زبیر آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں ۔ یعنی آپ نے ان کی رعایت کی ہے

(تفسیر مظہری ۔ نور العرفان وغیرہ)

اس موقعہ پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اسے محبوب اس وقت تک کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا ۔ جب تک کہ وہ زندگی کے ہر معاملہ میں آپ کی حکومت تسلیم نہ کرے گا اور تیرے ہر فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم نہ کریگا

حضرات !

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اختیارات دے کر حاکم بنا کر بھیجا ہے اور آپ جس کے لیے جو بھی فیصلہ فرما دیں وہ حق ہے اور آپکے فیصلے میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اصالت کل امامت کل

سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل

خدا کے یہاں تمہارے لیئے

حاکمیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دوسری دلیل۔ بعض لوگ حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر اکثر بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان بے فائدہ سوال کرنے والوں کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ (پ ۷)

وہ سوال کیا تھے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا انجام پوچھا۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ فِي النَّارِ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک وہ دوزخی ہے۔

فرضیت حج کے دفعہ پر ایک شخص نے سوال کیا۔

هَلْ هُوَ وَاجِبٌ فِي الْعُمُرِ مَرَّةً أَوْ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً کیا وہ ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ یا ہر سال فرض ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اس نے تین دفعہ اس سوال کو دہرایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ - اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا یعنی ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔

(صاوی علی الجلالین ص ۲۶۸) (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سوال نہ کیا کرو۔ اگر وہ ظاہر فرمادیں تو تم پر بوجھ پڑ جائے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کے اختیارات دے کر حاکم کل بنایا ہے۔ جو بھی آپ فرمادیں۔ وہ شریعت کا قانون بن جاتا ہے۔

اصالت کل امامت کل۔

سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل۔

خدا کے یہاں تمہارے لیئے

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ کملی والے نے فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے قربت کر چکا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک غلام آزاد کر۔ وہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مجھ میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ فرمایا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ لے۔ وہ عرض کرنے لگا مجھ میں یہ بھی ہمت نہیں ہے۔ کملی والے نے فرمایا اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تو ساٹھ

مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ وہ کہنے لگا آقا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو
سرکارِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر کے
بعد دربارِ رسالت میں کھجوریں پیش کی گئیں تو امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم
نے آواز دی کہ وہ سائل کہاں ہے۔ سوالی حاضر ہو گیا۔ فرمایا یہ کھجوریں اٹھالے
اور مدینہ منورہ کے غریبوں میں تقسیم کر دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا یہ
سنا تو کہنے لگا اے کملی والے مجھ سے زیادہ مدینہ میں غریب کوئی نہیں
ہے تو رحمۃ اللعالمین نے مسکرا کر فرمایا اے سوالی!
اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ : جا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دے تیرا کفارہ
ادا ہو جائے گا (بخاری شریف ص۲۵۹-۶۰ ج۱)

اصالت کل امامت کل
سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل
خدا کے یہاں تمہارے لیے

خزیمہ کی گواہی،

قانون خداوندی ہے۔ کہ
وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔ (پ۲۸) اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ
کرلو۔

مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اختیارِ عام سے حضرت خزیمہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر فرمادی۔ اور فرمایا کہ خزیمہ جس
کسی کے لئے بھی گواہی دیں ان کی اکیلی گواہی کافی ہے۔
ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا

اور فرمایا میں یہ گھوڑا کل سے جاؤں گا۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اس کے پاس گھوڑا لینے کے لئے آئے تو وہ مکر گیا کہ آپ نے گھوڑا
خریدا ہی نہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قیمت بھی ادا کر
چکے تھے۔ اللہ کے نبی حیران ہوئے کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ قیمت لے کر مکر
گیا ہے۔ چنانچہ جب آپ نے بار بار اسے کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہے۔ اور
میں نے تجھے اس کی قیمت ادا کردی ہے۔ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصرار پر کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو گواہ پیش کرو۔ آپ پھر متعجب ہوئے
کہ اس وقت تو گواہی کوئی نہیں تھا۔ یہ گواہ مانگ رہا ہے اب کیا بنے
اچانک ادھر سے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جب انہوں نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اعرابی کے درمیان ہونے والا جھگڑا اور
گواہی کا معاملہ دیکھا تو پکار اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ کے نبی سچے
ہیں۔ اس پر اعرابی نے گھوڑا آپ کے حوالے کردیا۔ بعد ازیں نبی کریم صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے خزیمہ
جب گھوڑے کی خرید و فروخت ہوئی اس وقت تو تو وہاں موجود نہیں
تھا پھر گواہی کیسے دے دی۔ انہوں نے عرض کی آقا ہم آپ کے فرمان پر
آسمانی خبروں کی تصدیق کرتے ہیں تو میں زمین کی خبر کی تصدیق کیوں نہ
کرتا۔ یہ سن کر

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ
کی گواہی دو مردوں کے برابر کردی

بخاری شریف ص۷۰ ج۲

اصالت کل امارتِ کل سیادتِ کل امارتِ کل

سونا پہنا دیا:

ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں مال غنیمت آیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تقسیم فرمانا شروع کر دیا جب سب مال تقسیم کر چکے تو دیکھا کہ ایک سونے کی انگوٹھی بچ گئی حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر رحمت اٹھا کر دیکھا۔ تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضرت براء حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونے کی انگوٹھی لی اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دی اور فرمایا اسے براء پہن لے جو تجھے اللہ اور اس کے رسول پہناتے ہیں اس کے بعد جب براء کے دوستوں نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی کہا اسے براء کیا تو نہیں جانتا کہ مرد پر سونا حرام ہے فرمایا میں جانتا ہوں مگر یہ انگوٹھی مجھے اللہ کے نبی نے پہنائی ہے یہ سن کر سب خاموش ہو گئے اور کوئی مزید اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختار عام بنایا ہے۔ اور جو بھی فیصلہ فرما دیں وہ حق اور درست ہے۔

(الامن والعلی صفحہ ۱۶۸)

اصالت کل امامت کل
سیادت امارت کل
حکومت کل ولایت کل
خدا کے یہاں تمہارے لیئے۔

نکاح کی ممانعت:

قانون خداوندی ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار (پ ۴)

مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار عام سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں دوسرے نکاح سے منع فرما دیا۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب ابوجہل کی بیٹی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ جب یہ خبر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں اسے میرے مشفق و مہربان والد محترم مجھے پتہ چلا ہے کہ حضرت علی ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں مگر آپ میری وجہ سے نہ ان پر ناراض ہوں اور نہ ہی انہیں کچھ کہیں۔ یہ سنتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور منبر پر تشریف لائے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ بے شک بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی علی ابن ابی طالب کو نکاح میں دیں۔

پس میں اجازت نہیں دیتا۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے۔ اور ان کی لڑکی سے نکاح کرے۔ سن لو۔

فَاِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّىْ يُرِيْبُنِىْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِىْ مَا اٰذَاهَا۔

بے شک وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو غمزدہ کرے وہ مجھے غمزدہ کرتی ہے۔ اور جو چیز اس کو اذیت دے وہ مجھے اذیت دیتی ہے۔

بخاری شریف ص۸۷ ج ۲

اصالت کل امامت کل حکومت کل ولایت کل

سیادت کل امارت کل (۱) (۲) خدا کے یہاں تمہارے لئے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عُلُوم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ٥

اٰمنت باللّٰہ صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

بارگاہ رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم :

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا (پ ۵)

اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ آپ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

اب مختلف تفاسیر کے حوالاجات سے اس آیۃ کریمہ کی تشریح سنیئے چنانچہ
اس آیۃ الکریمہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔ کہ

قیل علمک من علم الغیب — کہا گیا ہے کہ آپ کو سکھا دیا اس
ما لم تکن تعلم ۔ — علم غیب میں سے جسکو آپ نہیں
جانتے تھے ۔

اسی آیہ کریمہ کے تحت تفسیر جلالین میں ہے۔

ای من الاحکام الغیب — یعنی احکام اور علم غیب سکھا دیا

اسی آیہ کریمہ کے تحت تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے۔

وعلمک ما لم تکن تعلم — اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ آپ نہ
ای علم الغیب ۔ — جانتے تھے ۔ یعنی علم غیب ۔

حضرات!

اس آیہ کریمہ اور ان تفاسیر اور علاوہ اس کے قرآن مجید کی متعدد آیات
سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب
کا علم عطا فرمایا ہے ان میں ایک آیہ کریمہ جو کہ قرآن مجید کے انتیسویں پارے
میں ہے۔ اس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ظاہر ہوتا ہے
چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

عٰلم الغیب فلا یظہر علیٰ — غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب
غیبہ احدا الا من ارتضیٰ — پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے
من رسول پ ۲۹ — پسندیدہ رسولوں کے ۔

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب
عطا فرماتا ہے۔ جب عام رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ تو سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کا کیا مقام ہوگا۔

اور جہاں تک تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے
عرض کی یا اللہ تو راضی ہوجا ..... حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تو
راضی ہوجا ...... حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی مولا تو
راضی ہوجا .... حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے عرض کی
یا اللہ تو راضی ہوجا .... حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی
مولا تو راضی ہوجا .... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا تو راضی
ہوجا ..... گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علیہم السلام نے
عرض کی یا اللہ تو راضی ہوجا ..... حبیب محبوب کی باری آئی تو فرمایا یا سوہنیا انبیاء
چاہتے ہیں کہ خدا راضی ہوجائے .... جن و انس چاہتے ہیں کہ خدا راضی
ہوجائے ...... زمین والے چاہتے ہیں کہ خدا راضی ہوجائے ....
آسمان والے چاہتے ہیں کہ خدا راضی ہوجائے ..... فرمایا کملی والیا
ساری خدائی چاہتی ہے کہ خدا راضی ہوجائے ۔

کلھم یطلبون رضائی ۔ — لیکن میں خدا ہو کر کہتا ہوں
وانا اطلب رضاک یا محمد — اور میں چاہتا ہوں کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو راضی ہوجا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
وعدہ بھی کیا۔ کہ۔

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ۔ اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو

راضی ہو جائے گا

حضرات! آیئے احادیث کی روشنی میں حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب کا اندازہ لگائیں۔

○ ۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ ۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۹۰ ج ۲ ب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی اور جو قیامت تک ہونے والی تھی۔

○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم میں قیام فرمایا

فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ ۔ (مشکوٰۃ شریف) ص ۵۰۶

پس ہمیں مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دے دیں۔

○ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا ۔ اور اس نے وہاں سے ایک بکری اٹھائی اور بھاگ نکلا ۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا ۔ اور اس سے بکری واپس لے لی ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ بھیڑیا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ۔ اور کہنے لگا اسے چرواہے

مجھے اللہ نے رزق دیا تھا ۔ مگر تو نے چھین کر اچھا نہیں کیا ۔ چرواہا بولا خدا کی قسم آج کی طرح میں نے عجیب حال کبھی نہیں دیکھا ۔ کہ ایک بھیڑیا کلام کرتا ہے ۔ بھیڑیے نے کہا میں تجھے اس سے بھی عجیب بات بتاتا ہوں ۔ کہ مکہ میں ایک نبی تشریف لایا ہے ۔ وہ

يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ ۔

تمہیں ان چیزوں کی خبر دیتا ہے جو ہو چکیں اور جو آئندہ ہونے والی ہیں۔

پھر وہ یہودی بھیڑیے کی زبان سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و شان سن کر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا اور مسلمان ہو گیا۔

فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔ مشکوٰۃ شریف ۵۴۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس خبر کی تصدیق فرمائی۔

سامعین!

ان انسانوں سے تو وہ بھیڑیا بہتر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و شان بھی بیان کرتا ہے اور آپ کے علمِ غیب کو بھی مانتا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر
دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں!
جو تیری نظر سے عیاں نہیں!

رات والا چور!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا رات کو ایک آنے والا آیا اور اس صدقہ فطر کے مال سے مٹھی بھرنی شروع کی میں نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھے اللہ کے نبی کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا۔!

اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیَ حَاجَةٌ — بے شک میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں۔ اور مجھے سخت حاجت ہے

فرماتے ہیں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے بتانے کے بغیر ہی فرما دیا۔

یَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ — اے ابوہریرہ تیرے رات والے چور نے کیا کیا۔

میں نے عرض کیا آقا اس نے سخت حاجت کا واسطہ دیا۔ مجھے اس پر رحم آگیا پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات ختم کی۔ تو غیب دان نبی نے فوراً فرما دیا اے ابوہریرہ۔

اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ ۔ — خبردار بے شک اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور عنقریب وہ دوبارہ آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ دوبارہ لازمی آئے گا۔ کیونکہ آپ کی زبانِ اقدس سے نکلی ہوئی بات جھوٹی نہیں

ہو سکتی۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو پھر آ گیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ صبح میں تجھے لازمی بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر جاؤں گا۔ اس نے پھر محتاجی کا اظہار کیا اور کہا کہ اب چھوڑ دو میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح میں دربار نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو پھر وہی پوچھا کہ تیرے چور نے کیا کیا میں نے پھر وہی پہلے والا جواب عرض کر دیا تو امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوہریرہ وہ جھوٹا ہے۔ آج پھر آئے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے انتظار میں رہا چنانچہ جب رات ہوئی تو وہ پھر آ گیا۔ اور طعام سے مٹھی بھرنے لگا۔ اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تو بار بار جھوٹ بولتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا۔ مگر پھر آ جاتا ہے لہذا اب تو میں تجھے ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں۔ یعنی آیۃ الکرسی پڑھ کر سو جایا کرو۔ آئندہ چور نہیں آئے گا فرماتے ہیں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح کے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا ابوہریرہ چور کا کیا بنا؟

میں نے عرض کی آقا اس نے مجھے ایک وظیفہ بتایا اور کہا یہ پڑھ کر سو جائے تو تیری مدد کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا بے شک وہ خود تو جھوٹا تھا مگر بات سچی کر گیا۔ پھر فرمایا اے ابوہریرہ کیا تو جانتا ہے کہ وہ تین رات تیرے پاس آنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا وہ شیطان تھا؟

(مشکوٰۃ ص ۱۸۵)

سر عرش پر ہے تیری گزر

دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں ۔
جو تیری نظر سے عیاں نہیں

حضرات! معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جانتے تھے۔ اسی لئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے فرمان پر انتظار میں رہتے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے تو وہ چو لازمی آئے گا۔

سامعین! جو واقعہ ابوہریرہ صحابی کے گھر ہوا اور جو ہونے والا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کی خبریں وقت سے پہلے دے رہے ہیں۔
یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

اونٹنی کی خبر: حضرت عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

اِنَّ نَاقَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضَلَّتْ یَوْمَ تَبُوْکَ — بے شک غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی

تو ایک منافق نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتا ہے۔ مگر اسے اپنی اونٹنی کی خبر نہیں ہے۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافق کی اس بات کا پتہ چلا تو فرمایا بے شک میں نبی ہوں اور میرا علم اللہ تعالیٰ ہی کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ لو سنو میری اونٹنی فلاں جگہ کھڑی ہے
قَدْ حَبَسَتْهَا الشَّجَرَةُ بِزِمَامِهَا ۔ تحقیق ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے

جاؤ وہاں سے اس اونٹنی کو لے آؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وہاں گئے تو واقعی اونٹنی اس جگہ کھڑی تھی اور اس کی نکیل ایک درخت سے اٹکی ہوئی تھی (حجۃ اللہ العالمین ص ۵۰۹)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر علم غیب عطا فرمایا ہے کہ کوئی چیز بھی آپ سے پوشیدہ نہیں مگر منافق نہ اس وقت مانتے تھے نہ آج ہی مانتے ہیں۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں

خفیہ خط: فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ مکہ معظمہ جانے کی تیاری فرمائی۔ تو مکہ میں کسی کو بھی خبر نہ ہو سکی مگر ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک خط بنام عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو کفار قریش کو اپنی سادہ مزاجی سے لکھا جس میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لشکر کشی کی اطلاع اہل مکہ کو دی گئی اور یہ خط ایک عورت سارہ کے ذریعے مکہ مکرمہ روانہ کر دیا تھا۔ پھر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ فوراً موضع خاخ تک پہنچ جائیں۔ جہاں تمہیں ایک عورت اس شکل و وضع کی ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس عورت سے لے لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنتے ہی فدایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً گھوڑے پر سوار

ہوئے اور اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں وہ عورت موجود تھی چنانچہ اس عورت سے دریافت کیا کہ وہ خط کہاں ہے اس نے ساری تلاشی دے دی مگر خط نہ بتایا اس پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان غلط تو ہو نہیں سکتا پھر اسے ڈانٹ کر کہا۔

لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ | یا تو خط نکال دے یا کپڑے اتار دے

عورت ڈر گئی اور اپنے سر کے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے کر دیا۔

(بخاری شریف ص ۶۱۲ مسلم شریف ص ۳۰۲ ج ۲)

سر عرش پر ہے گزر دل فرش پر ہے تیری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں۔

آندھی کی خبر:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کو چلے جب ہم وادی القریٰ میں ایک باغیچہ میں پہنچے۔ جس کی مالکہ ایک عورت تھی تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم باغیچہ کے پھل کا اندازہ لگاؤ ہم نے اس کا ایک اندازہ لگایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دس وسق اندازہ لگایا۔ آپ نے مالکہ کو فرمایا کہ یہ میرا اندازہ یاد رکھنا ہم انشاء اللہ واپسی پر تیرے پاس آئیں گے۔ چنانچہ ہم وہاں سے روانہ ہو گئے اور تبوک کے مقام پر پہنچ گئے تو وہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کو ایک تیز ہوا چلے گی ایک شخص کھڑا ہوا تو ہوا نے اسے اڑا کر طی کے دو پہاڑوں کے درمیان

جا ڈالا۔ جب ہم واپس وادی القریٰ کی بستی میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کا پھل کتنا ہوا تو!

فَقَالَتْ عَشَرَةُ اَوْسُقٍ: اس نے عرض کیا دس اوسق (مشکوٰۃ شریف ۵۲۹)

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل اور آندھی کی جو غیب کی خبر بتائی وہ اسی طرح ہوئی۔ لہٰذا اسی کا نام علم غیب ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر۔
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں۔

اعرابی کا سوال۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی اپنی آستین میں کچھ چھپائے ہوئے حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تم یہ بتا دو کہ میری آستین میں کیا ہے تو میں آپ کو نبی مان لوں گا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واقعی مان لوگے اس نے کہا واقعی ایمان لے آؤں گا۔ فرمایا تو سنو تم ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو تم نے ایک درخت دیکھا جس پر کبوتر کا ایک گھونسلہ تھا۔ اور اس گھونسلے میں کبوتر کے دو بچے تھے تم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا ان بچوں کی ماں نے جب دیکھا تو وہ اپنے بچوں پر گر پڑی تو تم نے اسے بھی پکڑ لیا اور وہ دونوں بچے اور ان کی ماں اب تیرے پاس ہیں اعرابی یہ سن کر حیران رہ گیا اور فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا

(جامع المعجزات ص ۲۱)

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں۔

حالاتِ جنگ،

جنگِ موتہ کے موقعہ پر نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لشکر اسلام کو روانہ کرتے ہوئے جہاں بہت سی نصیحتیں کیں۔ وہاں ایک یہ بھی تھی کہ اگر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو علم حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنبھال لیں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر فوج کی کمان حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں اسی وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جان لیا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ جب یہ اسلامی لشکر جنگ کے مقام پر پہنچا تو قیصر روم کی ایک لاکھ فوج سے مقابلہ ہوا۔ تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے سینکڑوں میل ہونے والی جنگ کا حال بیان فرمانا شروع کیا کہ اب علم زید کے پاس ہے اور اب وہ شہید ہو گئے ہیں۔

ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرُ۔ پھر جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم پکڑ لیا۔ اب وہ شہید ہو گئے اور اب علم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اب وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری تھے اور فرما رہے ہیں کہ اب علم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھال لیا ہے۔

حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی ہے
مشکوٰۃ صہ ۵۳۲

حضرات! اندازہ فرمائیں کہ جنگ سینکڑوں میل دور ہو رہی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکی خبر مدینہ شریف میں دے رہے ہیں یہی تو آپ کا

علم غیب ہے۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تیری نظر سے عیاں نہیں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پ ۷)
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ !

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم !

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تبلیغ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پ ۷)

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر سے فرمایا کیا تو بتوں کو خدا کہتا ہے بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

سامعین ! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رب کائنات کی طرف سے اپنے اپنے وقت میں نسلِ انسانیت کی ہدایت و اصلاح کے لئے اس دنیا و ہستی میں تشریف لائے۔ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نمرود مردود کے دور میں مبعوث ہوئے۔

نمرود کی بادشاہی :

نمرود ایک وقت پوری دنیا کا بادشاہ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہر طرف میرا غلبہ ہے۔ تو اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور ہر طرف اس کی پوجا شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایسا وقت آ گیا کہ پوری روئے زمین پر مالکِ حقیقی کو رب کہہ کر پکارنے والا ایک شخص بھی نہ رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کے بھیجنے کا اہتمام کیا۔

نمرود کا خواب : ایک رات نمرود سویا ہوا تھا کہ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا کہ آسمان پر ایک ایسا ستارہ نمودار ہوا جس کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آ گئی۔ یہاں تک کہ سورج کی روشنی بھی ماند پڑ گئی چنانچہ اس خواب نے نمرود مردود کو پریشان کر دیا۔ صبح کے وقت جب

دربار لگا تو اس نے تمام قابل ولائق نجومیوں کو بلایا اور اپنا خواب سنا کر کہا کہ جلد اسکی تعبیر بتاؤ۔ تفسیر صادق علی الجلالین میں ہے۔ کہ ان نجومیوں نے نمرود کا خواب سن کر کہا کہ تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو زمین والوں کے دین کو بدل دے گا۔

وَيَكُوْنُ هَلَاكُكَ وَزَوَالُ مُلْكِكَ عَلٰى يَدَيْهِ — اور اس کے ہاتھوں سے تیری ہلاکت ہوگی اور تیری حکومت زوال پذیر ہوگی

جب نمرود نے نجومیوں سے یہ تعبیر سنی۔ تو۔

فَأَمَرَ بِذَبْحِ كُلِّ غُلَامٍ يُوْلَدُ فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ — اس نے کل حکم جاری کردیا کہ اس سال جو بھی بچہ پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے۔

صادی علی الجلالین ص ۲۲ ج ۲

اور اس کے لیے سخت انتظامات کیے گئے۔ اور باقاعدہ ایک محکمہ قائم کیا گیا۔ مگر جو خدا کو منظور ہو وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا — اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے۔

چنانچہ وہ وقت بھی آگیا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام باپ کی پشت سے اپنی والدہ کے شکم میں تشریف لے آئے

اُدھر تمام نجومی روتے پیٹتے نمرود کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جس کی خاطر یہ تمام انتظامات کئے گئے تھے وہ تو اپنی ماں کے شکم میں آچکا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ باہر جنگل میں استنجہ خانہ میں چلی گئیں۔ جو آپ کے والد نے اسی مقصد پیدائش کے لیئے تیار کیا تھا۔

ولادت ابراہیم علیہ السلام:

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر باغ باغ ہو جاتیں۔ مگر جب نمرودیوں کا خیال آتا ہے تو پریشان ہو جاتیں۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بچے کو کوئی قتل نہ کردے۔ وقت گزرتا گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بولنا سیکھا تو سب سے پہلے آپ نے جو گفتگو کی وہ یہ تھی کہ آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام
قَالَ لِأُمِّهٖ مَنْ رَّبِّيْ — آپ نے اپنی والدہ سے کہا میرا رب کون ہے؟

والدہ
قَالَتْ أَنَا — بولیں میں تیری والدہ

ابراہیم علیہ السلام
قَالَ فَمَنْ رَّبُّكِ — کہا تمہارا رب کون ہے؟

والدہ
قَالَتْ أَبُوْكَ — تمہارا والد.

ابراہیم علیہ السلام
قَالَ فَمَنْ رَّبُّ أَبِيْ — آپ نے فرمایا میرے باپ کا رب کون ہے؟

یہ سن کر آپ کی والدہ نے مزید جواب دینے کی بجائے فرمایا خاموش رہو اور آپ کو ان کے والد کے پاس لے گئیں اور کہنے لگیں جس بچے کے متعلق مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کے دین کو بدل دے گا: وہ تیرا ہی بچہ ہے۔ پھر ساری بات بتادی۔ پھر جب رات ہوئی تو آسمان پر مشتری یا زہرا ستارہ طلوع ہوا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے؟

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

(پ نمبر ۷)

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا تو ایک ستارہ دیکھا تو فرمایا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا میں ڈوبنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں سے ہوتا۔ پھر جب سورج چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ اسے میرا رب یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

حضرات: اصل میں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ کا پہلا مرحلہ تھا۔ اور آپ کا اپنی قوم کو یہ بتانا تھا کہ اے عقل کے اندھو یہ ستارے یہ چاند یہ سورج ہرگز خدا نہیں ہو سکتے۔ جو طلوع ہونے کے بعد ڈوب جائیں وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی مخلوق تم بھی مخلوق خدا تو وہ ہے جو ہر چیز کا خالق ہے لہذا مخلوق کو چھوڑ کر خالق حقیقی کو اپنا خدا تسلیم کرو۔ اسی کے آگے اپنا سر جھکاؤ۔ اور اسی کی عبادت کرو۔ کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے۔

چچا سے مناظرہ:

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علی الاعلان تبلیغ کا حکم ملا۔ تو آپ نے سب سے پہلے اپنے گھر سے تبلیغ شروع کی اور اپنے

آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کرنے لگے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آپ کے چچا آذر سے مناظرہ شروع ہوا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (پ ۷)

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر سے فرمایا کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے۔ بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

× آذر کی تحقیق:

آذر کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ آپ کا باپ تھا یا چچا تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے کہ آذر کَانَ عَمَّهٗ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا وَكَانَ كَافِرًا۔ اور کافر تھا۔

وَتَارَخُ اَبُوْهُ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ سُجُوْدُهٗ لِصَنَمٍ وَاِنَّمَا سَمَّاهُ اَبًا عَلٰى عَادَةِ الْعَرَبِ مِنْ تَسْمِيَةِ الْعَمِّ وَفِي التَّوْرَاةِ اِسْمُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ تَارَخُ۔

(صاوی علی الجلالین ص ۲۳)

اور آپ کا باپ تارخ تھا جو کہ فترت پر فوت ہوا اور اس نے ساری زندگی کسی بت کو سجدہ نہ کیا اور اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ وہ چچا کو بھی باپ کہہ کر پکارتے ہیں اور تورات میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ آیا ہے۔

حضرات! معلوم ہوا کہ آذر آپ کا چچا تھا نہ کہ باپ اس لیے بھی۔ کہ

قَالَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ نَسَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَحْفُوْظٌ مِّنَ الشِّرْكِ فَلَمْ يَسْجُدْ اَحَدٌ مِّنْ اٰبَائِهٖ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِصَنَمٍ قَطُّ

محققین کہتے ہیں بے شک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف شرک سے محفوظ ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لے کر حضرت آدم

علیہ السلام تک قطعی طور پر کسی نے بھی بت کو سجدہ نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (پ ۱۹) اور آپ کو سجدہ کرنے والوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی فرماتے ہیں۔

تَنَقَّلَ أَحْمَدُ نُوراً عَظِيماً
تَلَأْلَأَ فِي جِبَاهِ السَّاجِدِينَا
تَقَلَّبَ فِيهِمُ قَرْناً فَقَرْناً
إِلَى أَنْ جَاءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِينَا

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ عظیم کو منتقل کر کے سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا۔
ان میں یکے بعد دیگرے بدلتا رہا یہاں تک کہ خیر المرسلین تشریف لے آئے
(والدین مصطفیٰ ص ۹۱)

حضرات! ثابت ہوا کہ حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ایماندار تھے۔ ان میں کوئی بھی کافر نہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدِ محترم کا نام تارخ تھا۔ آذر آپ کا چچا تھا۔ چنانچہ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر سے بتوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بت جن کی تم پوجا کر رہے ہو ان میں کسی میں بھی خدا ہونے کی صلاحیت نہیں ہے اور تم گمراہی میں ہو اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۔ پ ۱۶

اے چچا تو اس کی پوجا کیوں کرتا ہے جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی تجھ سے کسی مصیبت کو دور کر سکتا ہے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (پ ۱۷) بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اسی میں جانا ہے۔

جب آذر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتیں سنیں تو اسے غصہ آگیا اور کہنے لگا اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ (پ ۱۶) بولا کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا۔ اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا۔

حضرات! اصل میں اس مناظرہ کی وجہ یہ تھی کہ آذر بت گر تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے بنے ہوئے بت بازار میں بہت قیمت رکھتے تھے۔ ایک دن اس نے چند بت تیار کیے۔ ان میں سے کچھ اپنے بیٹوں کو دیے اور ایک بت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا اور کہا کہ انہیں بازار سے جاؤ اور فروخت کر آؤ۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بت کو اٹھانے کی بجائے اس کے گلے میں رسی باندھ لی اور اسے گھسیٹتے ہوئے بازار کی طرف چلے اور آوازیں دیتے جاتے۔

مَنْ يَشْتَرِي مَا لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ ہے کوئی اس بت کو خریدنے والا جو نہ نقصان دے اور نہ ہی کوئی نفع

راستے میں اگر کوئی چشمہ آتا تو اس بت کا منہ چشمہ کی طرف نیچا کرتے ہوئے کہتے

کہ اللہ نبی ہی ہے۔
لوگ آپ کو بچہ سمجھ کر دیکھتے ہوئے ہنس دیتے اور آگے چلے جاتے اصل میں آپ کا مقصد تو تبلیغ اور ان کے دلوں میں بتوں کے بارے نفرت ڈالنا تھا معارج النبوت میں ہے کہ۔

بڑھیا کا بُت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بت کو لے کر ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت نے کھڑکی سے منہ نکال کر آپ سے پوچھا اے ابراہیم تمہارے والد کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا ان سے کیا کام ہے وہ کہنے لگی میں نے ان سے ایک بت خریدنا ہے آپ نے فرمایا مجھ سے ہی کیوں نہیں خرید لیتی وہ عورت کہنے لگی کہ تم ہمارے ان معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں آپ نے فرمایا تیرے پہلے بت کو کیا ہوا کہنے لگی اس کو رات چور لے گئے آپ نے فرمایا کیا میں تجھے معبود حقیقی کا ضرور بتاؤں آپ نے فرمایا غور سے سُن معبود ایسا ہونا چاہئیے۔ جو تیرا مددگار ہو۔ اگر تو مصیبت میں ہو تو تیری اعانت کرے۔ اگر تو اسے پکارے تو وہ تیری سُنے جب اس عورت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ گفتگو سُنی تو اس کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا۔ اور عرض کرنے لگی کہ ایسی مقدس ذات کی بارگاہ میں کوئی بہت بڑا تحفہ چاہئیے جس سے وہ راضی ہو۔ میں تو ایک غریب عورت ہوں مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس بات کی فکر نہ کر۔ وہ ذات تحفہ و تحائف سے بے نیاز ہے۔ اسکی رحمت تو صرف ایک کلمہ ہی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر اسکی خوشی کی انتہا نہ رہی اور فوراً لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ ابراہیم خلیل اللہ پڑھ کر دین ابراہیمی میں داخل ہو گئی۔

سامعین کرام! آج کچھ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ توحید نہیں بیان کرتے۔ مگر میں آپ سے پوچھتا ہوں؟ کہ یہ کیا بیان ہو رہا ہے توحید اور کسے کہتے ہیں لیکن یاد رہے

ہم ایسی توحید بیان نہیں کرتے جس میں رسالت کی توہین ہو۔ نہ توحید کو چھوڑ کر صرف رسالت سے گزارا ہے اور نہ رسالت کو چھوڑ کر صرف توحید سے گزارا ہے بات اسی وقت بنے گی جب توحید و رسالت دونوں کو مانیں گے اس لیئے کہ توحید اگر دعویٰ ہے تو رسالت اسکی دلیل ہے۔ بلکہ رسالت توحید کی پہچان کا وسیلہ ہے۔

حضرات! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جب شام ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بت کو ذلیل و خوار کرتے ہوئے گھر واپس آ گئے۔ آذر دیکھ کر کہنے لگا اے ابراہیم بت کو فروخت کر کے نہیں آئے۔ حالانکہ تمہارے بھائی! اچھی قیمت پر بیچ آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آج کل تمہارے بتوں کا بازار مندہ ہے۔ آذر کہنے لگا۔ کہ ہمارے بازار کا اصول ہے جب تک اس میں کسی چیز کی تعریف نہ کی جائے اسے کوئی بھی نہیں خریدتا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے چچا میں اسکی تعریف کس طرح کروں۔

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۔ (پ۱۶)

جو نہ سنتا ہے اور نہ ہی دیکھتا ہے اور نہ ہی تجھ سے کسی مصیبت کو دور کر سکتا ہے۔

بالآخر جب۔ آذر لاجواب ہو گیا تو کہنے لگا اے ابراہیم اگر یہ بت تمہارے خدا کی وحدانیت اور تمہاری رسالت کی گواہی دے دیگا تو میں تمہارا دین اختیار کر لوں گا۔ یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دست دعا اٹھا دیئے تو رحمت الٰہی جوش میں آئی اور دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی تو جتنے بت وہاں موجود تھے۔ سب پکار اٹھے لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ وقت گزرتا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی ایسے موقعہ کے منتظر تھے۔ جس میں ساری قوم ایک جگہ

جمع ہو۔ تاکہ تبلیغ دین کا بہتر موقع میسر آئے

قوم کی عید ؛

حسن اتفاق سے آپ کی قوم کی عید کا دن قریب آگیا جس میں وہ رنگا رنگ پُر تکلف کھانے پکاتے اور لباس فاخرہ سے کر بت خانہ میں جاتے اور حصول برکت کے لیئے بتوں کے سامنے رکھ دیتے اس کے بعد عید گاہ میں جاتے اور اپنے کھیل تماشوں سے فارغ ہوکر واپسی پر بت خانہ میں آتے اور اپنے کھانے اور لباس اٹھا لیتے چنانچہ جب اُن کی عید کا دن آیا تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کل ہماری عید کا دن ہے ہم آپ کو دعوت دینے آئے ہیں۔ کہ آپ بھی ہمارے اس میلے میں شرکت کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مذہب میں کیا کیا رونقیں ہیں آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور ستاروں کو دیکھ کر بدشگونی لیتے ہوئے فرمایا۔

فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۔

آپ نے فرمایا بے شک میں بیمار ہونے والا ہوں وہ لوگ متعدی مرض سے بہت ڈرتے تھے۔ جب سُنا تو فوراً واپس ہوگئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے جاتے وقت فرمایا ؛

وَتَاللّٰهِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۔ (پ ۱۷)
اور مجھے خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کا ضرور برا چاہوں گا۔ بعد اس کے تم پیٹھ دے کر جاؤ گے۔

اور جاتے ہوئے ان میں سے کسی کے کان میں ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز پڑ گئی۔ ادھر حسن اتفاق سے بت خانوں کے نگران آذر تھے جب اُس نے دیکھا کہ ابراہیم عید گاہ جانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے بت خانہ کی

چابیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کر دیں اور ہدایت کر دیں کہ بتوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کریں۔

بتوں کی بربادی ؛

چنانچہ جب وہ وقت آیا۔ کہ بت خانہ خالی ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں گئے اور آپ نے دیکھا کہ بتوں کے سامنے قسم قسم کے کھانے اور پھل وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔

مَا لَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ؛

تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں ہو۔ پھر آپ نے تبر اٹھایا اور بتوں کو توڑنے لگے۔ پہلے ان کے ہاتھ توڑے اور تمام بتوں کو توڑ کر تبر بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا۔ تاکہ جب وہ بتوں کی یہ خستہ حالی دیکھیں تو اس بڑے بت کی طرف ہی رجوع کریں ایک قول ہے کہ اس بت خانہ میں بہتر بت تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتوں کو توڑنے اور تبر بڑے بت کے کندھے پر رکھنے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ؛

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا کَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ (پ ۱۷)
پس ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر جو ان میں سے سب سے بڑا تھا اسے چھوڑ دیا شاید کہ وہ اسکی طرف لوٹیں

الغرض جب وہ عید گاہ سے واپس بت خانہ میں آئے تو بتوں کی تباہی دیکھ کر کہنے لگے۔

مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ (پ ۱۷)
کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔

اس کے بعد وہ سب اکٹھے ہو کر نمرود کے پاس گئے اور بتوں کی حالت بیان کی نمرود اور اس کے درباری کہنے لگے آخر وہ کون ہے جس نے ہمارے معبودوں کا یہ حشر کیا ہے۔ ان میں وہ لوگ جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سنی تھی۔ کہنے لگے یہ سب کام ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کا نام سُنا تو غصے میں بھڑک اٹھے اور کہنے لگے

قَالُوْا فَأْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (پ۱۷) کہنے لگے اسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں۔

چنانچہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دربار میں بلایا۔ نمرود کے دربار کا یہ اصول تھا کہ جو بھی اس کے پاس جاتا پہلے اسے سجدہ کرتا اس کے بعد گفت و شنید ہوتی۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اس اصول کی کوئی رعایت نہ کی۔ اور سیدھے جا کر نمرود کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

نمرود سے مناظرہ :

نمرود کہنے لگا کہ آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا آپ نے فرمایا میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ نمرود کہنے لگا تیرا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا؟

رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ : (پ۳) میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

یہ سن کر نمرود کہنے لگا۔

اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ (پ۳) میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

چنانچہ اس نے دو قیدی بلائے ایک کو آزاد کر دیا اور دوسرے کو قتل کرا دیا۔ اور کہنے لگا دیکھا تم نے کہ میں نے ایک کو حیات اور دوسرے کو موت

دی۔ لیکن وہ نادان اس بات کو نہ سمجھا کہ زندہ سے مراد نئے سرے سے پیدا کرنا ہے نہ کہ پہلی زندگی کو باقی رکھنا۔ ایسے ہی موت سے مراد روح کا نکالنا ہے۔ نہ کہ قتل کر دینا اس لئے کہ مقتول کی روح تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے نکالی ہے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ربوبیتِ خداوندی پر ایک اور دلیل دیتے ہوئے فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ط (پ۳) فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بے شک اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے چڑھاتا ہے تو مغرب سے چڑھا دے

جب نمرود نے یہ سُنا تو فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ط۔ کافر کے ہوش اڑ گئے معارج النبوت میں ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بحکم الٰہی جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچایا اے میرے پیارے خلیل گھبرائیے مت اگر نمرود نے یہی مطالبہ کیا ہے کہ اگر آپ کا رب سچا ہے تو تم ہی کہو کہ وہ سورج کو مغرب سے طلوع کر دے تو آج ہم سورج کو مغرب سے طلوع کر دیں گے۔

سامعین! جب نمرود ابراہیم علیہ السلام کے سامنے تمام سوالوں کے جواب میں لاجواب ہو گیا تو اصل بات کی طرف آیا۔ کہ اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے آپ نے جواب دیا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ : آپ نے فرمایا بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا یہ سن کر پریشانی کے عالم میں پھر وہ سوچنے لگے۔ الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر طرح سے انہیں خاموش کر دیا۔ تو ان کی گردنیں شرم کے مارے جھک گئیں اور بے ذلیل و خوار ہو گئے اور شرم و ندامت

کو

کوئیبانے اور بتوں سے نفرت دور کرنے کے بہانے تلاش کرنے لگے اور مختلف تجاویز پر غور کرتے ہوئے آخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ (پ۱۷) بولے کہ اس کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم نے کچھ کرنا ہے۔

نارِ نمرود:

اس کے بعد آپ کو قید کر دیا گیا۔ اور ایک چار دیواری بنا کر اسے لکڑیوں سے بھر کر آگ جلا دی گئی۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں ڈال دیا ادھر ابراہیم علیہ السلام آگ کے قریب پہنچنے والے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا۔

هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ ۔ اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہے۔

آپ نے فرمایا! ہاں ہے۔

أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا ۔ مگر تجھ سے نہیں؛

جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے جس سے حاجت ہے پھر جلدی طلب کیجئے۔ آگ تو بالکل قریب آ گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا!

عَالِمٌ بِحَالِي ۔ وہ میرے حال کو جانتا ہے۔ بس پھر کیا تھا؛

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

چنانچہ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچے ہی تھے کہ آگ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا۔

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ (پ۱۷) اے آگ ابراہیم پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔

حضرات! اصل میں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عشق کی معراج تھی اور آپ کے لوں لوں میں عشقِ الٰہی موجزن تھا۔ پھر عشق الٰہی کی آگ کے سامنے اس آگ کی کیا حیثیت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچے تو وہ فوراً گل و گلزار اور باغ و بہار بن گئی۔

آگ تے عشق دویں اک برابر
تے عشق نام ودھیرا!
اگ بلے تے سارے ککھ تے کانے
تے عشق ساڑے تن میرا
اگ بلے تے بجھا دوے پانی
دسو عشق دا دارو کیہڑا!
بُھلے شاہ او تھے کجھ وی نئیں سمجھدا
جتھے عشق نے لا لیا ڈیرا

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار و مشرکین کے تمام بداراووں سے بچا لیا۔ اور آپ کو خلیل اللہ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ط (پ۵) اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا گہرا دوست بنایا۔

(صاوی علی الجلالین ص۶۹ ج۲ / مدارج النبوت ص۵۸۹ ج۱)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ہ اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ (پ ۲۳)

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیۂ درود وسلام پیش کریں؛

حضراتِ محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا؛

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ (پ ۲۳) الٰہی مجھے نیک بیٹا عطا فرما؛

حضرات! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مال ومنال اور

مویشی کافی زیادہ ہوگئے تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا فرمادی ہیں۔ اگر اب اس کا فضل وکرم ہو کہ اولادِ نرینہ سے سرفراز فرمائے تو یہ اس مالک کا ایک اور انعام ہوگا تاکہ وہ میرے بعد منصب نبوت ورسالت پر فائز ہو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی اور انہیں ایک فرمانبردار بیٹے کی خوشخبری سنائی۔

فَبَشَّرۡنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ۔ پ ۲۳۔ تو ہم نے اسے عقلمند لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

ولادتِ ذبیح اللہ علیہ السلام۔

— اور وہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت آدم علیہ السلام سے پشت در پشت چلا آرہا ہے وہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالے عنہا کی طرف آیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اور وہ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ آپ کی پیشانی میں چمکنے لگا۔ چونکہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالے عنہا بے اولاد تھیں۔ جب وہ حضرت ہاجرہ کی گود میں بچہ دیکھتیں تو رشک کرنے لگتیں۔ آخر کار حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہاجرہ اور اسماعیل کو کہیں دور جنگل میں چھوڑ آئیں ادھر عرض کی اُدھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ وہ حضرت کی خواہش کے مطابق عمل کریں ابھی آپ اس بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک برق رفتار سواری لے آئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ واسماعیل کو اپنے پیچھے براق پر بٹھایا اور سرزمین مکہ کی جانب روانہ ہوگئے۔

سرزمین حرم: اور کافی سفر کرنے کے بعد جب سرزمین حرم میں پہنچ گئے تو وہاں

چارہ زمزم کے مقام پر کھڑے ہوگئے ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے پیارے خلیل اللہ علیہ السلام منشاءِ الٰہی یہ ہے کہ انہیں یہاں چھوڑ دیا جائے ۔

وہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کرنے کے لیئے ابراہیم آیا تھا !

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیوی اور بیٹے کو وہاں ٹھہرایا ۔ تھوڑی سی کھجوریں اور ایک پانی کا برتن انہیں دیکر واپس آگئے ۔ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو آواز دے کر عرض کی کہ کیا یہاں ٹھہرنے کا حکم ہمیں اللہ تعالےٰ نے دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں ۔ یہ سنتے ہی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا خاموش ہوگئیں اور کہنے لگیں کہ اب ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوگی ہم اپنے رب کی رضا میں راضی ہیں ۔ وہی ہمارے لیئے کافی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے ۔

حضرات ! وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تھی ۔ آج کل کی بیویوں جیسی نہ تھی کہ ذرا ذراسی بات پر گلے شکوے ۔ کوئی معمولی سی بات ہوجائے تو میکے جانے کی دھمکیاں ۔ اگر خاوند کوئی جواب دے دے تو طلاق لینے کے مطالبے سامعین ! اس میں صرف بچی کا قصور نہیں ہوتا ۔ بلکہ اس کی اس زبان درازی میں والدہ کا بھی کافی عمل دخل ہوتا ہے ۔ اسی لیئے جو مائیں سمجھ دار ہوتی ہیں وہ گھر سے جاتے ہوئے بچی کے سر پر پیار دیتی ہیں اور یہ نصیحت کرتی ہیں ۔ کہ بیٹی اب تیرا وہی گھر ہے جہاں تو جارہی ہے ۔

گھروں ٹردیاں ماں نے مت دتی
تے اک تو ہو گل میری یاد رکھیں

سارے جگ نال بنے نہ بنے تیری
بھلا اک خصم دے نال رکھیں
جیہڑی ٹور ٹورے اوہو ٹور ٹریں
جیہڑی چال چلاوے اوہو چال چلیں
جس تھاں رکھے پیر سائیں تیرا
اس تھاں توں اپنے وال رکھیں !
اے نصیحت میری لال سمجھ جاای !
اینوں ٹوبی دے وچہ سنبھال رکھیں
جکڑ بازاں دے وچہ نہ پھنس جاویں
اس گل دا ذرا خیال رکھیں

حضرات !

جس طرح عورت پر خاوند کے حقوق ہیں اسی طرح خاوند پر عورت کے بھی حقوق ہیں ۔ حضور سیدِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں ۔ ان کا خیال رکھنا ۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا ۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ہاجرہ اور اسماعیل کو سرزمینِ حرم میں ٹھہرایا تو جاتے وقت ان کے لیئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا !

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً

اے پروردگار میں نے بعض اولاد کو وادی بیابان میں تیرے بیت العزت کے پاس چھوڑے جاتا ہوں تاکہ وہ نماز قائم کریں ۔

مِنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ پ۱۳ : اے پروردگار لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں پھلوں کا رزق عنایت فرما تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر آج بھی نظر آتا ہے کہ جو پھل آپ کو کہیں سے نہ ملے گا۔ وہ مکہ معظمہ سے مل جائے گا اور دوسرا یہ کہ آپ نے عرض کی تھی یا اللہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی وہاں لے جائے اور آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ کس طرح دنیا ر عالم اسلام سے عشاق جمع ہوتے ہیں۔ آپ کو وہاں ہر رنگ ہر نسل اور ہر ملک کا آدمی ملے گا۔ ایسا کیوں ہے یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعا کا اثر ہے تو سامعین میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جاتے ہوئے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ کھجوریں اور پانی دے گئے تھے۔ اور حضرت ہاجرہ وقت ضرورت کھجوریں کھاتیں۔ اور شدت پیاس کے وقت پانی پی لیتیں۔ یہاں تک کہ کھجوریں اور پانی ختم ہو گیا اب نہ کھانے کو کھجوریں اور نہ پینے کو پانی رہا بھوک اور پیاس غالب آ گئی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام بھوک کی شدت سے بیتاب ہو گئے تو شفقت مادری جوش میں آئی۔

پانی کی تلاش : اور پانی کی تلاش کے لیئے آپ کبھی صفا پہاڑی پر جاتیں اور کبھی مروہ پر۔ یہاں تک کہ جب پہاڑ پر چڑھتی تو بچے کا خیال آتا

اور جلدی سے واپس آکر لخت جگر کو دیکھ جاتیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ کا یہ بار بار صفا و مروہ پر چکر لگانا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ قیامت تک آنے والے حاجیوں کو حکم فرما دیا کہ وہ صفا مروہ پر سات سات چکر لگا کر میری پیاری بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت کو زندہ رکھیں اور جب حضرت ہاجرہ پانی سے بالکل مایوس ہو گئیں تو واپس آتے ہوئے کیا دیکھتی ہیں کہ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھی زمین پر مارنے سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔

متبرک پانی : یہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوشی و مسرت کی انتہا نہ رہی۔ پھر آپ نے جب دیکھا کہ پانی بڑھتا جا رہا ہے۔ تو جلدی سے پتھروں کی دیوار بناتے ہوئے فرمایا یَا مَآءُ زَمْزَمْ ۔ اے پانی ٹھہر! ٹھہر! حضور سید دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِیْلَ لَوْتَرَکَتْ لَکَانَ زَمْزَمُ مَآءً مَّعِیْنًا۔ رحم فرمائے اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل کی والدہ پر اگر وہ پانی کو چھوڑ دیتیں البتہ وہ چشمہ کی صورت اختیار کر جاتا اور وہ پوری زمین پر پھیل جاتا۔

حضرات! اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ نبی ولی کچھ نہیں دے سکتے اور ان سے کچھ نفع نہیں حاصل ہو سکتا۔ تو انہیں چاہیئے کہ وہ اب زمزم پینا چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ یہ پانی بھی نبی کے قدموں کا صدقہ ہے اور سبھی مانتے ہیں کہ آب زمزم میں شفاء ہے تو آپ بتائیں کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سے فائدہ حاصل ہوا۔ یا نہیں۔ . . . . .

لیکن . . . .

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔

حضرات!

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی سے خود بھی سیراب ہوتیں اور اپنے نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی پلاتیں اسی طرح وقت گزرتا گیا۔

قبیلہ بنی جرہم!

یہاں تک کہ قبیلہ بنی جرہم کا وہاں سے گزر ہوا جو یمن سے آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو پانی کی تلاش کے لیئے بھیجا۔ جب وہ آب زمزم کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک عورت ہے اور اسکی گود میں ایک بچہ ہے اس نے جاکر قبیلہ والوں کو پانی کی خبر دی تو وہاں سب پہنچ گئے۔ انہوں نے حضرت ہاجرہ رض سے دریافت کیا کہ آپ کے علاوہ کسی اور کا بھی اس پانی پر حق ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! پھر انہوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں مقیم ہونے کی اجازت مانگی تو حضرت ہاجرہ رض نے فرمایا کہ اس شرط پر اجازت ہے کہ اس پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا انہوں نے آپ کی اس شرط کو قبول کرلیا اور وہاں سے یمن واپس آئے اور اپنا قبیلہ ساز و سامان اور مویشیوں کو لے کر وہاں آکر آباد ہوئے۔ آبادی کا یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ شہر کی شکل اختیار کرگیا۔ اور مکہ معظمہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔

سامعین! حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو طرح طرح کے امتحانات سے گزرنا پڑا حتیٰ کہ جانی و مالی امتحان کے بعد اولاد کے سلسلہ میں امتحان لیا گیا۔

قربانی کا حکم

چنانچہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر سوا سال کی ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بارگاہِ الٰہی سے آپ کی قربانی کا حکم ملا؛

جانتا ہے تو بارگاہِ حق کے آئین و اصول
دل کے ٹکڑوں کی ہوتی ہے وہاں نظر قبول

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؟

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ، پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا رات خواب میں آپ کو حکم ملا۔ صبح ذوالحجہ کی دس تاریخ تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ بیٹے کو اسماعیل کو غسل کراکر نیا لباس پہنا دو۔ آنکھوں میں سرمہ اور زلفوں میں کنگھی کردو حضرت ہاجرہ نے پوچھا اے میرے آقا آج اس کی کیا ضرورت ہے فرمایا آج ہم ایک دوست کی ملاقات کو جا رہے ہیں۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تیار ہوگئے تو باپ نے فرمایا بیٹا چھری اور رسی بھی ساتھ لے لو۔ عرض کی ابا جان چھری اور رسی کس لیئے فرمایا بیٹا ہو سکتا ہے کہ قربانی کی ضرورت پڑ جائے۔ تو پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی قدر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چھری اور رسی ساتھ لے لی جب دونوں چل پڑے تو راستے میں باپ اور بیٹے کے درمیان گفتگو شروع ہوئی۔

باپ اور بیٹے کی گفتگو!

بیٹا۔ عرض کی ابا جان ہم کہاں جا رہے ہیں؟
باپ۔ فرمایا بیٹا ایک دوست کے ہاں جا رہے ہیں۔

پدر بولا کہ بیٹا آج شب میں نے اک خواب دیکھا ہے۔
کتابِ زندگی میں اک نرالا باب دیکھا ہے!

قَالَ يَٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ (پ ۲۳)

عرض کی اے اباجان حکم خدا بجا لائیے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی۔
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

اور پھر جب باپ ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کو تیار تھا۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی ابا جان ذبح کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں کچھ وصیتیں ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وصیتیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے جانِ پدر بتاؤ وہ کونسی وصیتیں ہیں عرض کی ابا جان۔

۱۔ بوقت ذبح میرے ہاتھ پاؤں رسی سے مضبوط باندھ لینا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تکلیف سے میں تڑپوں اور محبت پدری سے یہ فریضہ ادا ہونے سے رہ جائے۔

۲۔ ذبح کرتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیں تاکہ میرے خون کے چھینٹے آپ کے کپڑوں پر نہ پڑیں۔

۳۔ ذبح کرتے وقت چھری کو اچھی طرح تیز کر لینا۔ تاکہ یہ فریضہ ادا کرنے میں تاخیر نہ ہو۔

۴۔ ذبح کرتے وقت میرا چہرہ زمین کی طرف کر دیں تاکہ آپ کی نظر میرے

چہرے پر نہ پڑے ایسا نہ ہو کہ شفقت پدری غالب آجائے اور آپ سے امر الٰہی کے پورا کرنے میں کوئی کمی رہ جائے۔

۵۔ مجھے ذبح کرنے سے پہلے میری قمیض اتار لیں۔ اور اسے جا کر میری والدہ کو دیں جو میرے فراق میں بے چین اور بے قرار ہوگی۔ تاکہ اُسے دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون ہو جائے

۶۔ اور آخری گذارش یہ ہے کہ جب آپ کسی میرے ہم عمر کو دیکھیں تو مجھے یاد کر لیا کریں۔

پھر وہ وقت بھی آگیا۔ کہ

فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ (پ ۲۳)

جب دونوں باپ بیٹے نے اللہ تعالےٰ کے حضور اپنی گردن جھکا دی اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم خداوندی کو پورا کرتے ہوئے۔ حضرت اسماعیل کے نازک حلق پر چھری رکھی۔ تو۔

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا حیرت کا یہ نظارہ

بار بار چھری چلا رہے ہیں۔ مگر وہ ایک بال تک بھی کاٹنے کا نام نہیں لیتی آخر ابراہیم علیہ السلام نے چھری سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا وجہ ہے کہ اتنے نرم و نازک گلے کو بھی نہیں کاٹتی۔ چھری زبان حال سے پکاری اے ابراہیم علیہ السلام آپ بتائیں کہ جس وقت آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو آگ نے آپ کو کیوں نہ جلایا۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کو اللہ تعالےٰ کا حکم تھا کہ وہ نہ جلائے چھری نے عرض کی کہ آگ کو تو ایک دفعہ نہ جلانے کا حکم ہوا تھا۔ لیکن مجھے ستر مرتبہ حکم مل چکا ہے۔ کہ حلقومِ اسماعیل کو مت کاٹنا۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ کی

طرف سے آواز آئی ۔ اے ابراہیم ۔
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ بے شک تو نے اپنا خواب سچا
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (پ۲۳) کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسا صلہ دیتے ہیں ۔

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک مینڈھا لائے ہیں جو جنت میں چالیس یا اسی ہزار سال چرتا رہا وہ چھری کے نیچے آیا تو آپ نے اسے ذبح کر دیا تو اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بھی بچ گئے اور انہیں ذبیح اللہ کا لقب بھی مل گیا ۔

"تکبیر کی وجہ تسمیہ"

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام اس مینڈھے کو لے کر جنت سے چلے تو انہوں نے ۔ اللہ اکبر ، اللہ اکبر ۔ پڑھا ۔ جبرائیل کی صدا سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب آنکھیں کھول کر فدیہ کے طور پر آئے ہوئے مینڈھے کو دیکھا تو فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کلمات پسند آئے اور ایام تشریق میں فرض نماز کے بعد ان کلمات کا پڑھنا واجب کر دیا ۔

(معارج النبوت)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

مکہ اور مدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ٥ (پ۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ٥

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کیساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں ۔

حضرات محترم

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کو بیان فرمایا ہے چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا ۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (پ۴)
اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس تک چل سکیں۔

حضرات!

حج ۹ھ کو فرض ہوا۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے اس کے فرض ہونے کا منکر کافر ہے۔ اور باوجود مالدار ہونے کے اس کی ادائیگی میں دیر کرنے والا گنہگار ہے۔ اور اس کو ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے

فوائد حج۔

گناہوں کا کفارہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔
جس نے حج کیا پس نہ فحش کلام اور نہ کوئی گناہ کیا تو جب وہ واپس گھر کو آئے گا تو وہ اس دن کی طرح ہوگا جس طرح اسکی ماں نے اسے جنا۔
مشکوٰۃ ص ۲۲۱

حج کا ثواب!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کی میل کو دور کرتی ہے۔

وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۲۲)
اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

حاجیوں کے لیے دعا! ۔ حضور امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حاجیوں کے لیے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ ۔ اے اللہ حاجیوں کو بخش دے

(احیاء العلوم)

حاجی کی دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو حاجی سے ملاقات کرے تو اسکو سلام دے اور اس سے مصافحہ کر۔

وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ (مشکوٰۃ شریف)
اور اسے کہہ کر وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لیے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

تارک حج۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو راستے کا خرچ اور سواری کا ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے باوجود اس کے وہ حج نہ کرے۔

فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۲)
تو اس پر اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

مکہ اور مدینہ!

سامعین بے شک احرام، طواف بیت اللہ، عرفات میں حاضری، صفا و مروہ کی سعی وغیرہ کا نام حج ہے مگر عشاق کا حج تو اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ روضہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر نہ ہوجائیں

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کملی والے کے دربار پر انوار پر حاضری کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا وہ اس لیئے کہ جب خود خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کو کسی مقام پر اپنے سے علیحدہ نہیں کیا ۔ جہاں اپنا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی اپنے محبوب کا ذکر بھی کیا ۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ کے ذکر کو نہیں چھوڑا ۔ تو اگر ہم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ کو راضی کریں ۔ کیا وہ راضی ہو جائے گا ؟ ہرگز نہیں اس لیئے کہ خدا کی رضاء تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالیہ میں ہماری شنوائی حضور سرور کون ومکاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ؟

دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ ۵)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے ؟

حضرات ! معلوم ہوا کہ دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہونے کے بغیر بخشش ناممکن ہے ۔ لہٰذا در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جانا پڑے گا تو میں عرض یہ کر رہا تھا ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کسی مقام پر بھی ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ذکر سے جدا نہیں کیا ۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کا ذکر کیا وہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا بھی ذکر کیا ۔ ارشاد

ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پ ۳

اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست بنائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اور جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کا حکم فرمایا ساتھ ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (پ ۵)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۔

اور جہاں اپنی حمد بیان کی وہاں حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا بھی تذکرہ فرمایا ۔

محبوب کے لیئے	اپنے لیئے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اور کلمہ شریف میں دیکھ لیں ۔ اپنی توحید کے ساتھ محبوب کی رسالت کا بھی ذکر کیا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور اذان میں دیکھ لیں اپنی گواہی کے ساتھ محبوب کی گواہی کا بھی ذکر ہے

محبوب کے لیئے	اپنے لیئے
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اسی طرح نماز میں بھی جہاں اپنی حمد و تسبیح تہلیل ہے وہاں التحیات میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھی پڑھا جاتا ہے ۔

مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں۔ کلمہ آذان اور نمازیں
بھی ادا کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہر مقام پر اپنے پیارے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ مگر جب حج کا موقعہ آیا تو خدا کے گھر گئے
اور در مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ آئے تو یہ کیسا حج ہے؟ حالانکہ حدیث
پاک میں جو مطابقت ہے اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ اگر مکہ میں خدا کی رضا
ہے تو مدینہ میں بھی۔

خانہ خدا۔

حضور امام الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ نَظَرَ اِلَی الْکَعْبَۃِ اِیْمَانًا وَّ تَصْدِیْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَایَا کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۵۲ ج ا

جس نے ایمان اور تصدیق قلبی سے کعبہ شریف کو ایک نظر دیکھا تو وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا۔

بیت اللہ کو دیکھنے والا گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور روضہ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے کو پروانہ نجات مل جاتا ہے

روضہ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ شفاء السقام صفحہ ۶ بزار

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

سامعین۔ میرا تو نظریہ ہے کہ مکہ میں بھی خدا تعالےٰ کی رضا تب ہی حاصل ہوگی

جب مدینے والا راضی ہوگا۔ اگر مدینے والے سے تعلق توڑ کر مکہ میں جائے
گا تو لاکھ طواف کرے سب رائیگاں جائیں گے اس لیے کہ کوئی لاکھ بار
لا الہ الا اللہ کہے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے
گا۔ لہٰذا جس طرح ذکر خدا کے بغیر ذکر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بے کار
ہے اسی طرح ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ذکر خدا بھی بے کار ہے
الغرض سفر مکہ کے بغیر سفر مدینہ بے کار ہے اور سفر مدینہ کے بغیر سفر مکہ
بے کار ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مکے جان والیا مدینے دی تے جائی وا
حج دے سر در وچہ سوہنیا نہیں بھلائی وا

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو؛
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو؛

حضرات! عشاق تو کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حج بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صدقہ سے نصیب ہوا ہے اسی لیے تو وہ ہر وقت مدینے والے محبوب کی
تانگ میں رہتے ہیں اور اپنے اپنے انداز عشق میں کملی والے کو یاد کرتے
رہتے ہیں اور حاضری دربار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں مانگتے
رہتے ہیں۔ کوئی اپنے عشق کا اظہار یوں کرتا ہے؛

مدینے کے والی مدینے بلا لو
یہ پیغام لے جا صبا جاتے جاتے
ہاں پیغام لانا میری حاضری کا   برائے کرم مہرباں جاتے جاتے

اور کوئی یوں عرض کرتا ہے۔ کہ

ہو نگاہ کرم کملی والے

تیرے بن میرا کوئی نہیں ہے۔

اب تو مجھ کو مدینے بلالو!

زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔

اور کوئی اس طرح اپنے محبوب کو پیغام دیتا ہے۔ کہ

تیرے سوہنے مدینے توں قربان میں

ہن تے مینوں مدینے بلا سوہنیا!

گھنڈے جاندے نے ساہ دم واکی اے دساہ

مرن توں پہلاں روضہ دیکھا سوہنیا!

اور کسی نے یوں کہا ہے۔

راہی طیبہ دے تیرے توں قربان میں

دیکھ جا کے محمد دے دربار نوں

روندے ہویاں نوں در تے بلا سوہنیا

جا کے آکھیں مدینے دے سردار نوں

اور کوئی یوں کہتا ہے۔

میرے سوہنیا مدینے وچ رہن والیا!

کدی مینوں وی بلادیں اتے در تے

کدی میری وی تمنا پوری کردے

مدینے وچ رہن والیا!

مدینہ میں موت:

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی عظمت وشان بیان فرماتے ہوئے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ مدینہ میں مرے

فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔ پس بے شک میں مدینہ میں مرنے والوں

کی شفارش کروں گا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۲۴۰)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

عبادت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا

تصور میں ترا رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں!

تیری مرضی پہ مرمٹنا شریعت اسکو کہتے ہیں!

تیرے کوچے میں دفن ہونا جنت اسکو کہتے ہیں

حضرت عمر فاروق کی خواہش!

یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت

فَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ نصیب فرما اور میری موت اپنے

رسول کے شہر میں مقرر فرما۔ (بخاری)

امام مالک کی خواہش: اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ایک

حج کیا اور ساری زندگی مدینہ شریف میں گزار دی اور مدینہ طیبہ سے باہر نہ جاتے کہیں

ایسا نہ ہو کہ میری موت مدینہ سے باہر آجائے بلکہ خواہش یہ تھی کہ زندہ رہوں تو مدینہ

میں اور موت آئے تو مدینہ میں اس لئے کہ

عبادت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا۔

تصور میں ترا رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں؟

تیری مرضی پہ مرمٹنا شریعت اسکو کہتے ہیں!

اور تیرے کوچے میں دفن ہونا جنت اسکو کہتے ہیں!

حضرات! جہاں تک تعلق ہے حج و زیارات کا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو بندہ جس حال میں بھی ہو وہاں پہنچ جاتا ہے۔

جسے چاہا بلا لیا!

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا!
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک عارف نے بتایا کہ ایک دنیا دار شخص تھا جس کا حج کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ قدرتی طور پر اس کے ذمہ ایک جرم عائد ہو گیا۔ چنانچہ اسے بیڑیاں پہنا کر امیر مکہ کی طرف لے جایا گیا اور قتل کے جرم میں اسے امیر مکہ کے سامنے پیش کیا جانا تھا۔ اس وقت امیر مکہ مناسک حج کے لیے میدان عرفات میں جا چکا تھا۔ حاکم وقت نے حکم دیا کہ اس مجرم کو عرفات میں ہی امیر مکہ کے ہاں پیش کیا جائے چنانچہ اس کے پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں لوہے کا طوق ڈال کر امیر مکہ کے سامنے ۹ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں لایا گیا۔ جونہی مجرم پیش ہوا امیر مکہ نے کہا یہ تو میرا دوست ہے۔ بہتیں اسکی گرفتاری میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ پھر امیر مکہ نے اس سے معذرت کی اور اس سے بیڑیاں اور طوق اتار ڈالے اور اسے نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنائے یعنی احرام بندھوایا اور مناسک حج ادا کروائے۔ اس طرح اسے بھی حج نصیب ہوا اور اسے امیر مکہ سے اعزاز و اکرام بھی حاصل ہوا لہذا

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا۔
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عیدُ الاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

(اَمَّا بَعْدُ)

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔ وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (پ ۳۰)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بعید قربان کی فجر کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ رب کائنات جل وعلا نے ارشاد فرمایا۔

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (پ ۳۰) قسم ہے مجھے فجر کی یعنی عید قربان کی فجر اور اس

کی پہلی دس راتوں کی ۔

حضرات !

آج کا دن انتہائی خوشی و مسرت کا دن ۔۔۔۔۔ آج کا دن بخشش و مغفرت کا دن ۔۔۔۔۔ آج کا دن نزولِ رحمتِ الٰہی کا دن ۔۔۔۔۔ آج کا دن سنتِ ابراہیمی کو زندہ کرنے یعنی قربانی کا دن

عیدِ قرباں جذبۂ ایثار کی تصویر ہے
اک درخشاں خوابِ ابراہیم کی تعبیر ہے

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ؛

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ تم فرماؤ ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے ۔ (پ ۸)

قربانی کا ثواب : حضور امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دسویں ذوالحجہ کے دن بارگاہِ الٰہی میں سب سے پسندیدہ سخاوت قربانی کرنا ہے بے شک قیامت کے دن قربانی کا جانور بمعہ سینگوں بالوں اور کھروں کے آئے گا ۔ اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے وہ جانور اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے ۔ فَطِیْبُوْا بِہَا نَفْسًا ۔ پس خوشی سے قربانی کرو ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

نیکیاں ہی نیکیاں : حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے لیئے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم

کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور جب وہ جانور کے مالک سے گفتگو کرتا ہے تو وہ گفتگو اس کے نامۂ اعمال میں تسبیح لکھی جاتی ہے اور جب وہ جانور خرید کر اس کے مالک کو قیمت ادا کرتا ہے تو اسے ہر ایک درہم کے بدلے سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں اور جب اس جانور کو ذبح کرنے کے لیئے زمین پر لٹاتا ہے تو ساتوں زمینوں کی مخلوق اس کے لیئے استغفار کرتی ہے اور جب بوقتِ ذبح اس جانور کا خون بہتا ہے تو اللہ اس کے خون کے ہر قطرے سے دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اسکی بخشش کے لیئے دعائیں مانگتے رہیں گے ۔

وَاِذْ قَسَمَ لَحْمَہَا کَانَ لَہٗ بِکُلِّ لُقْمَۃٍ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَۃٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَام ۔ اور جب اس کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے ۔ (درۃ الناصحین ص ۲۸۶ ۔ ۲۰۷)

عیدِ قرباں جذبۂ ایثار کی تصویر ہے
اک درخشاں خوابِ ابراہیم کی تعبیر ہے ۔

اجرِ آخرت :

احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ میرا ایک بھائی غریب تھا اور غربت کے عالم میں ہر سال قربانی کرتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو میں نے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا کی کہ مولا مجھے خواب میں میرا بھائی ملا دے ۔ چنانچہ وہ فرماتے کہ ایک دن میں وضو کر کے سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت برپا ہے لوگ

اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے گئے اور میں نے اپنے بھائی کو ایک سواری پر سوار دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا سُنا کیا بنا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک درہم صدقہ کے بدلے بخش دیا۔ پھر میں نے پوچھا یہ سواریاں کیسی ہیں۔

قَالَ ضَحَایَایَ فِی الدُّنْیَا ۔ اس نے کہا یہ میری دنیا میں کی ہوئیں۔ قربانیاں ہیں۔

وَالَّتِیْ اَرْکَبُهَا اَوَّلُ اُضْحِیَتِیْ ، اور جس پر میں سوار ہوں یہ میری پہلی قربانی ہے

درۃ الناصحین صـ۲۸۸ ج ۲ ب

مالدار کے لیئے وعید :

حضور صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مالدار ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے۔

فَلَمْ یَقْرَبْ مُصَلَّانَا : پس وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (الحدیث)

قربانی کی فضیلت :

حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عَظِّمُوْا اَضْحَایَاکُمْ فَاِنَّهَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ (الحدیث) — اپنی قربانیوں کو بڑا کرو وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی۔

مسائل قربانی :

مسئلہ ۔ ہر مالکِ نصاب مرد و عورت پر ہر سال قربانی واجب ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے۔ جو خاص جانور کو خاص دن میں اللہ کے لیئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اس کا نام قربانی ہے۔

مسئلہ ۔ مالکِ نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامان تجارت

یا کسی سامان یا روپوں، نوٹوں، پیسوں کا مالک ہو اور یہ مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

مسئلہ ؛ مالک نصاب پر ہر سال اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیئے دوسری قربانی کا انتظام کرے

مسئلہ ؛ قربانی کا جانور موٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی۔ اگر زیادہ عیب ہو تو قربانی ہوگی ہی نہیں ؟

مسئلہ اندھا، لنگڑا، کانا، بے حد دبلا، تہائی سے زیادہ کان دُم سینگ۔ تھن وغیرہ کٹا ہوا۔ پیدائشی بے کان کا۔ بیمار۔ ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ ؛ قربانی کے گوشت کو تین حصّے کرے ایک حصّہ صدقہ کرے ایک حصّہ احباب میں تقسیم کر دے اور ایک حصّہ اپنے لیئے رکھے

مسئلہ ؛ قربانی کا گوشت کافر کو ہرگز نہ دے کیونکہ یہاں کے کافر حربی ہیں۔

مسئلہ ؛ چمڑا، جھول، رسی وغیرہ سب کو صدقہ کر دے۔ چمڑا کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے۔ . . . مصلًا ڈھول، مصلّے، بچھونا بنا سکتا ہے

مسئلہ ؛ نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

جانوروں کی عمریں :

۱۔ اونٹ ۵ سال کا۔ ۲۔ گائے ۲ سال کی۔

۳۔ بکری ایک سال کی۔ اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں۔ زیادہ ہو تو افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا۔ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اسکی قربانی جائز ہے۔

درمختار ص ۵۶۲ ج-۱ (جنتی زیور)

قربانی کا طریقہ:

قربانی کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اسطرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کیطرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اور جانور کے پہلو پر اپنا داہنا پاؤں رکھ اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کردیں اور ذبح کے بعد پھر یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ ابراہیم ابراہیم عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

طریقہ نماز عید الاضحیٰ:

پہلے نیت کریں دو رکعت نماز عید الاضحیٰ واجب ساتھ چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر کہے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھ باندھ لے اور ثناء پڑھے پھر تین بار کانوں تک

ہاتھ اٹھا کر دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اس کے بعد امام آہستہ آواز میں اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد اور کوئی سورت پڑھے۔ پھر رکوع و سجود سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں الحمد اور کوئی سورت پڑھے۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔

ہر بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی بار اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کر کے سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعا مانگے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (ملا پ ۲۶)
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں ۔

حضرات

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیہ کریمہ کا کچھ حصّہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کا تذکرہ فرمایا ہے ۔

چنانچہ خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔ بے شک جو تمہاری بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ۔ (پ ۲۶)

شانِ نزول ۔

حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ...... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے جب آپ صحابہ کرام کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قریش مکہ کی طرف مکہ معظمہ میں پیغام دے کر بھیجا ۔ کہ انہیں جا کر کہہ دیں ۔ ہم لڑنے یا جنگ کرنے کے لیئے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف اللہ کے گھر کی زیارت اور طواف کعبہ کے لیئے آئے ہیں ۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر بحیثیت قاصد قریش مکہ کی طرف چلے گئے ۔ جب آپ نے انہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام سنایا تو وہ کہنے لگے ۔ ہم اس سال تو مسلمانوں اور ان کے آقا کو مکہ مکرمہ نہیں آنے دیں گے ۔ ہاں اگر تم طواف کعبہ کرنا چاہتے ہو تمہیں اجازت ہے ۔ آپ نے فرمایا میں اپنے آقا کے بغیر طواف نہیں کروں گا ۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کے پاس انہیں عنقریب فتح مکہ کی خوشخبری سنانے کے لیئے تشریف لے گئے ۔ اس تاخیر کی وجہ سے ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی ۔ کہ کفار نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے اس پر مسلمانوں کے دلوں میں قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیئے کفار سے مقابلہ کرنے کا

جوش پیدا ہوگیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے جہاد پر بیعت لی جب سب بیعت کر چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ہاتھ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی۔ — پس آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔

مشکوٰۃ ص ۵۶۱

اور فرمایا میں خود عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت لیتا ہوں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ — وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے

حضرات! اس سے بڑھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشان اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کہا اور حضور کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے لہٰذا عثمان غنی کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

حدیبیہ میں خود اپنے ہی دست اقدس پر
حضور کرتے ہیں بیعت برائے ذوالنورین
ہاتھ بتایا آپ کا آپ وہ ذیشان ہیں!

سامعین! حاجی حج کرتا ہے کس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ نمازی

نماز پڑھتا ہے اس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ مجاہد جہاد کرتا ہے اس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ سخی سخاوت کرتا ہے اس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ قاری قرآن تلاوت کرتا ہے اس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ عابد عبادت کرتا ہے اس لیے کہ خدا راضی ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ الغرض ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ خدا راضی ہو جائے مگر خوش قسمت ہیں وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہ جب انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دست اقدس پر بیعت کی تو خود خدا تعالیٰ نے فرمادیا۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوگیا۔

اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔

جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے (پ ۲۶)

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر راضی ہے۔ اور تمام جنتی ہیں۔ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں زبان درازیاں کرتے ہیں۔ کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت رضوان میں داخل نہیں۔ بلکہ آپ کو تو تمام بیعت کرنے والوں میں زیادہ عظمت وشان ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہا اگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کوئی ملعون حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشان میں شک کرے اس کے اپنے ایمان میں تو شک ہو سکتا ہے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت میں فرق آ سکتا نہیں!

ہرگز نہیں!

کون عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

جنت کا ساتھی! حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضور سرور کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ۔ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے۔ میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔

(مشکوٰۃ شریف) ص۵۶۱ (الریاض النضرۃ ص۲۶ ج-۳)

سفارش عثمان رضی اللہ تعالیٰ!

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟

لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش سے ستر ہزار جہنمی جن پر آگ واجب ہوچکی ہے بلا حساب جنت میں داخل ہونگے۔

(صواعق محرقہ ص۱۰۹ / الریاض النضرہ ص۴۰ ج-۳)

حیاء عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں لیٹے ہوئے تھے اس حال میں کہ آپ کی پنڈلی مبارک ننگی تھی دروازے پر دستک ہوئی پوچھا کون ہے جواب آیا صدیق رض آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ سے کچھ

گفتگو کی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آئے انہوں نے بھی اجازت مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی کچھ باتیں کیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ آئے اور اجازت مانگی تو اس پر حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے۔

وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ ؛ اور اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔

جب سب چلے گئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وجہ ہے؟ کہ میرے ابا جان آئے آپ اسی حالت میں رہے۔ عمر فاروق آئے آپ نے حرکت نہ کی لیکن جب عثمان آئے تو آپ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلی کا کپڑا بھی درست فرمالیا

فَقَالَ أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ ۔ تو آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ص۵۶۱

ساکنانِ آسمان یعنی ملک
کرتے تھے شرم و حیا عثمان سے

سخاوت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑگیا۔ اور لوگ اکٹھے ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں غلہ کے کم ہونے کی شکایت کی۔ اس پر آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں بفضلہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ شام سے

سے پہلے یہ مشکل آسان فرما دے گا جب شام کا وقت ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غلے سے بھرے ہوئے ایک ہزار اونٹ شام سے واپس مدینے پہنچ چکے ہیں ۔

یہ اطلاع ملتے ہی مدینہ منورہ کے تمام تاجر آپ کے گھر جمع ہو گئے اور آپ سے غلہ خریدنے کی بات کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کیا نفع دو گے ۔ وہ کہنے لگے دوگنا نفع دیں گے ۔ فرمایا یہ تھوڑا ہے وہ کہنے لگے چار گنا لے لو۔ آپ نے فرمایا یہ بھی تھوڑا ہے ۔ پھر انہوں نے کہا کہ پانچ گنا لے لو۔ آپ نے فرمایا اور زیادہ کرو ۔

قَالُوا مَنْ زَادَكَ وَنَحْنُ تُجَّارُ الْمَدِيْنَةِ : وہ کہنے لگے کہ مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں اور ہم سے زیادہ آپ کو کون نفع دے گا ۔

آپ نے فرمایا جو کوئی دس گنا نفع دے گا میں یہ غلہ اسے دوں گا۔ تاجروں نے اتنا نفع دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے بارگاہ الٰہی سے ایک روپے کے بدلے دس روپے نفع ملتا ہے یہ کہہ کر آپ نے سارا غلہ مدینہ منورہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا ۔

(الریاض النضرہ ص ۲۸ ج ۳)

ہر گناہ سے محفوظ :

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ جنگ تبوک کی تیاری کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دلا رہے تھے ۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں ایک سو اونٹ بمعہ ساز و سامان کے پیش نظر کرتا ہوں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر رغبت دلائی ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آقا میں دو سو اونٹ بمعہ ساز و سامان کے پیش کرتا ہوں ۔ چنانچہ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسری دفعہ ترغیب دلانے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تین سو اونٹ بمعہ ساز و سامان کے پیش کرنے کا ذمہ لیا ۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وَسلم يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ : کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے ہیں کہ

مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ ۔ اس عمل کے بعد عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں ۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱

لٹا رہے ہیں زر و مال جیش عسرت پر
نہ ہے سخاوت دستِ عطائے ذوالنورین

عثمان کے لیے دُعا ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا تو آپ نے حضرت غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لیے دعا مانگی

اَللّٰهُمَّ عُثْمَانَ رَضِيْتُ عَنْهُ فَارْضَ عَنْهُ : اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں لہذا تو بھی اس سے راضی ہو جا ۔

الریاض النضرہ ص ۲۸ ج ۳

حق تعالےٰ خوش سوا عثمان سے
خوش تھے محبوب خدا عثمان سے

حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کی دعا کو رد کر سکتا ہے۔ مگر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے پتہ چلا کہ آپ حضرت عثمان پر راضی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ بھی عثمان غنی پر راضی ہے اس کے باوجود اگر کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا اور ظاہر و باطن سیاہ حالت والا حضرت عثمان غنی راضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ناراض ہوتا ہے تو اسکی ناراضگی سے عظمت عثمان میں تو کوئی فرق نہیں آسکتا۔ البتہ محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناراض ہونے والا خود ہی اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناتا ہے۔

رکھتے تھے الفت صحابہ تابعین۔
اہل بیت آل عبا عثمان سے

بُغضِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے۔

فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ پس آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا

آپ سے عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس سے پہلے کبھی کسی کا جنازہ پڑھائے بغیر واپس نہیں آئے تو حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ۔ بے شک وہ عثمان سے بغض رکھتا تھا۔

فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ پس وہ اللہ سے بغض رکھتا تھا۔

(ترمذی ص ۲۱۲ ج ۲ / الریاض النضرۃ ص ۳۰ ج ۳)

حضرات:۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھنا اللہ تعالےٰ سے بغض رکھنا ہے۔ لہذا بغضِ عثمان کفر ہے۔ اور محبت عثمان نجات ہے

شہادت کی پیشنگوئی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔

يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ۔ یہ ان فتنوں میں ظلماً شہید کیے جائیں گے۔

(مشکوۃ شریف ص ۵۶۲)

شہادت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت عبداللہ بن سبا اور مروان کی شرارتوں سے واقع ہوئی۔ چنانچہ مصریوں کے اصرار پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئی اور گورنر مصر کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کو تم پسند کرتے ہو میں اسکو گورنر بنا دیتا ہوں۔ انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے محمد بن ابکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گورنر بنا کر مصر روانہ کر دیا۔ اور ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کی بھی ایک کثیر تعداد روانہ ہوئی۔ تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں ادھر مروان نے

مصر کے پہلے گورنر کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جونہی محمد بن ابو بکر اور ان کے ساتھی تمہارے ہاں پہنچیں تو ان سب کو قتل کر دینا اور خفیہ طور پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر لگا کر آپ ہی کے غلام کو اونٹ پر سوار کر کے مصر روانہ کر دیا راستہ میں یہ لوگ اور یہ غلام باہم مل گئے انہوں نے اس غلام سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو اس نے کہا کہ امیر المومنین کا ایک پیغام لے کر مصر جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مصر کا گورنر تو ہمارے ساتھ ہے۔ جو پیغام ہے انہیں کہو اس نے کہا یہ نہیں جو مصر میں ہیں ان کی بات ہے اس پر لوگوں کو شک پڑ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ تیرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ وہ غلام کہنے لگا میرے پاس کوئی خط نہیں چنانچہ انہوں نے اس غلام کی تلاشی لی تو خط نکل آیا جب اسے کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا۔ کہ یہ خط عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہے۔ لوگوں نے محمد بن ابو بکر کو زبردستی حاکم مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا جس وقت یہ لوگ مصر میں پہنچیں تو انہیں فوراً قتل کر دینا۔ یہ خط پڑھ کر سب غصہ میں بھڑک اٹھے اور واپس مدینہ منورہ آ گئے اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور وہ خط سنایا صحابہ کرام وہ خط لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کیا یہ خط تم نے لکھوایا ہے۔ حضرت عثمان نے ناعلمی کا اظہار کیا اور مکان کا محاصرہ کر کے جمع ہو گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ حکم دیں ہم ان سے لڑائی کر کے انہیں بھگا دیں آپ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے پیدا کرنے والے کی کسی مسلمان کا ایک قطرہ بھی خون نہ بہانا میں اس کا قیامت کے دن کیا جواب دوں گا پھر صحابہ کرام نے کہا کہ آپ کسی اور جگہ چلے جائیں آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سرکار کے قدموں میں میری جان نکل جائے۔ تو کوئی پرواہ نہیں۔ اس کے بعد

آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور خط کے بارے میں اپنی ناعلمی کا اظہار فرما ہی رہے تھے۔ کہ ظالموں نے آپ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو کر زخمی حالت میں منبر سے نیچے گر پڑے۔ لوگ آپ کو اسی حالت میں اٹھا کر لائے۔ صحابہ کرام نے آپ کی حالت دیکھ کر ایک بار پھر کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیں ہم ان کا خاتمہ کر دیں آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ اب ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ اب بغیر قتل کے نہ چھوڑیں گے اور ہر چیز کا مکان میں آنا جانا حتیٰ کہ پانی تک بھی بند کر دیا۔ گھر میں کھانے پینے کی ہر چیز ختم ہو گئی۔ جب پانی بند ہوئے سات دن گزر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنگرہ کی سے سر مبارک باہر نکال کر آواز دی۔ کہ ہے کوئی جو آج عثمان کو پانی کا ایک پیالہ پلا دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر پیالہ مجھے عطا فرمائیں گے۔ میں اسے پیالہ دوں گا۔

چنانچہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پتہ چلا تو آپ نے تین مشکیں پانی سے بھریں اور جب آپ کے مکان کے قریب پہنچے تو ان باغیوں نے مشکوں میں برچھے مار کر انہیں چھلنی کر دیا۔ جس سے سارا پانی بہہ گیا۔ اس کے بعد حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی پانی کی ایک مشک لے کر خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ مگر ان ظالموں نے ان کی بھی پرواہ نہ کی اور خچر کے منہ پر چھڑیاں ماریں جس سے وہ ایسا بھاگا۔ کہ حضرت ام المومنین بمشکل گرنے سے بچیں۔ یہ دیکھ کر لوگ گھبرائے اور کہا خدا تمہارا زمانہ خراب کرے ازواج نبی کا تو کچھ خیال کرو۔ اس پر اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور تلواریں لے کر حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اب تو ازواجِ رسول کی بھی بے حرمتی ہونے لگی - ہمیں لڑنے کی اجازت دو - آپ نے پھر منع فرما دیا حتیٰ کہ پانی بند ہوئے چالیس دن گزر گئے - اس کے بعد ظالموں نے آپ کے مکان کو آگ لگا دی گھر والے گھبرا اٹھے بچے رونے لگے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے - گھر جل رہا تھا مگر حضرت عثمان کی نماز میں ذرا بھر فرق نہ آیا - اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی - اور چند باغی دیوار پھاند کر مکان کے اندر داخل ہو گئے - جن میں محمد بن ابی بکر نے آپکی داڑھی کو پکڑ کر ہلانا شروع کر دیا۔

آپ نے فرمایا اگر تیرا باپ آج زندہ ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا چنانچہ وہ تو اس بات سے شرم کھا کر بھاگ نکلا - ایک ظالم سوادبن حمران نے آپ کا گلا گھونٹا اور ایک نے آپ کے چہرے پر طمانچے مارنے شروع کیئے مگر واہ عثمان تیرے حوصلے پر صدقے تیرے صبر پر قربان اُف تک نہ کی - پھر اس نے تلوار کا وار کیا جس سے آپ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی انگلیاں روکتے ہوئے کٹ گئیں اور آپ کا اپنا ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر گیا - اس پر آپ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا - آج یہ راہ مولیٰ میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ تھا جس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی - اور جس دن سے اس ہاتھ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کہا یہ کسی گندی جگہ پر نہ گیا

آپ نے فرمایا !

او بے خبرو ذرا اس ہاتھ کو اچھی طرح دفن کرنا اس کے بعد ایک اور ظالم نے آپ پر پیچھے سے وار کرنے شروع کر دیئے اور خون کا

پہلا قطرہ قرآن مجید کی اس آیت
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - پر گرا - اس طرح آپ تلاوتِ قرآن مجید اور کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک کو جامِ شہادت نوش فرما گئے -

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؁

(الریاض النضرہ ص ۵۹ ج ۳) (صواعق محرقہ) ص ۱۱۱) (ازالۃ الخفاء)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مرادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین ۵ والعاقبۃ للمتقین ۵ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ط یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۔

امنت باللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں ۔

حضرات محترم !

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ یہ آیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سلام لانے پر نازل ہوئی ۔ چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا !

یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۔ (پ ۱۰) اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ۔

کون عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید ہیں ...... ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مرید ہیں ..... عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے مرید ہیں ...... علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ آپ کے مرید ہیں ..... سلیمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے مرید ہیں ...... بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے مرید ہیں ..... صہیب رومی آپ کے مرید ہیں ....

الغرض تمام کلمہ گو آپ کے مرید ہیں ..... مگر خوش قسمت ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید بھی ہیں اور مراد بھی ۔

حضور سید کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی ۔

اللّٰھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۸) اے اللہ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب سے اسلام کو عزت بخش

دوسری حدیث شریف میں ہے ۔

اللّٰھم اید الاسلام بعمر (مشکوٰۃ ص۵۵۸) اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کو طاقت دے

قبولِ اسلام: قریش مکہ نے اعلان کیا ہے کوئی جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرے اور منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سنا تو ننگی تلوار ہاتھ میں لی اور کاشانۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصے کی حالت میں دیکھ کر پوچھا اے عمر یہ بے نیام تلوار ہاتھ میں لیے کدھر جا رہے ہو۔ کہا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا سر لینے جا رہا ہوں۔ لیکن انہیں کیا علم تھا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کام کر چکی ہے۔ اور میں اب سر لانے کے بجائے سر دے کر ہی آؤں گا۔ چنانچہ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پہلے اپنے گھر کا پتہ تو کرو۔

وہ بولے اپنے گھر کا حال بھی معلوم ہے تم کو
کہ ہمشیرہ مسلمان ہو چکی معلوم ہے تم کو!

جب سنا کہ میرا بہنوئی اور بہن اسی نبی کا کلمہ پڑھ کر حریم اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ تو غصے میں اور زیادہ بھڑک اٹھے تو آستانۂ نبوت کی بجائے سیدھے بہن کے گھر گئے۔ اس وقت وہ دونوں میاں اور بیوی حضرت جناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے قرآن مجید سیکھ رہے تھے۔

غضب ٹوٹا عمر دہلیز پر جس وقت چڑھتے تھے۔
وہ دونوں حضرت جناب سے قرآن پڑھتے تھے۔

آپ نے دروازے پر دستک دی۔ پوچھا کون ہے غضبناک آواز میں کہا عمر آیا ہے۔ عمر کا نام سننا تھا۔ کہ جسموں پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حضرت

جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی سے قرآن مجید کو بند کیا اور چھپ گئے

عمر داخل ہوئے جب گھر کے اندر سخت غصے میں
سنی آہٹ تو فوراً چھپ گئے جناب پردے میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مکان میں داخل ہوتے ہیں اور پوچھا کہ میرے آنے سے پہلے تم کیا پڑھ رہے تھے آپ کی بہن بولی ہم اپنے اللہ کی کتاب قرآن مجید پڑھ رہے تھے اس پر حضرت عمر کہنے لگے اس کا مطلب ہے کہ تم بھی اسلام میں داخل ہو چکے ہو۔ ..... آپ کی بہن نے ہاں میں جواب دیا۔ عمر کہنے لگے بہن بہتری اس میں ہے کہ اسلام کو چھوڑ دو ورنہ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آپ کی بہن نے جواب دیا اے عمر اب یہ جان تو جا سکتی ہے۔ مگر ایمان نہیں جا سکتا۔

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے بوٹیاں کتوں سے نچوا لے
مگر ہم اپنے دین حق سے پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت مل گئی ہے گر نہیں سکتے

جب عمر فاروق نے بہن کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو بڑی بے دردی سے مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ جسم لہولہان ہو گیا۔ مگر بہن پکار پکار کر کہتی ہے کہ۔

بے شک مار دے مار وے مینوں
میں در وہ نہ مول لیا نواں
جے سوہنا میرے دکھ وچہ راضی
میں سکھ نوں چلہے پانواں

اکو خواہش محمد بخشا !
در سونے دے مر جانواں !

جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مار مار کر تھک گئے تو دل میں خیال آیا کہ پوچھوں تو سہی آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں اسلام کو نہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کہنے لگے بہن مجھے بھی دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا اے عمر۔

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ اسے صرف پاک انسان ہی چھو سکتا ہے اور تم پلید ہو۔ بہن نے کہا کہ پہلے غسل کرو پھر قرآن مجید کو ہاتھ لگانا چنانچہ عمر فاروق اٹھے اور غسل کیا۔ پھر قرآن مجید کو پکڑا اور سورۃ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ دل کی کیفیت بدل گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے جہاں سے تمہیں یہ دولتِ دین و ایمان حاصل ہوئی ہے۔ مجھے بھی وہاں لے جاؤ۔ آپ کی اسلام کی طرف رغبت کو سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکان میں چھپے ہوئے تھے فوراً آپ کے پاس آگئے اور کہا اے عمر تجھے مبارک ہو کہ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا آپ کے حق میں قبول ہو چکی ہے۔ اس وقت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تشریف فرما تھے اور دروازے پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پہرہ دے رہے تھے اور جب صحابہ کرام نے عمر کو شمشیر ہاتھ میں لیے آتے ہوئے دیکھا تو گھبرا کر کہنے لگے کہ خیر نہیں عمر آرہا ہے اس پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا آنے دو۔ اگر عمر ٹھیک ارادے سے آئے تو خوش آمدید ورنہ اسکی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو آنے دو۔

وہ خود نہیں آیا بلکہ میں نے اسے اپنے رب سے مانگ کر لیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کے قدموں میں گر پڑے۔ اور

ادب سے عرض کیا حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو

ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا۔ اور یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی۔ فضا میں نعرہ اللہ اکبر کی صدا گونجی (صواعق المحرقہ ص۹۱)

فرشتوں کی مبارک۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ ۔ پس کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی منائی۔ (ابن ماجہ ص۱۱، تاریخ الخلفاء ص۹۱)

کون عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور سرورِ دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو خطاب کا بیٹا عمر ہوتا۔

ترمذی ص۲۰۹ ج۲ - مشکوٰۃ ص۵۵۸

اگر بعد محمد مصطفیٰ کوئی نبی ہوتا !
نبوت خلق میں ہوتی عمر فاروق اعظم کی !

شیطان کا راہ بدلنا؛

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جس راستے پر اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تو چلتا ہے۔

اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ. تو شیطان دوسرا راہ اختیار کر لیتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

جنّتی محل؛

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا پس اچانک میری ملاقات ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی رمیصا سے ہوئی اور پھر میں نے پاؤں کی آہٹ سنی میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک عورت بیٹھی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے۔

فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ واقعہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سناتے ہوئے فرمایا کہ میں نے چاہا اس میں داخل ہو کر دیکھوں تو مجھے تیری غیرت اور رشک یاد آ گیا۔ پس عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا أَعَلَيْكَ أَغَارُ ۔ میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۷) (صواعق محرقہ ص ۹۵)

حضرات معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں۔ اور جنت میں ان

کا محل تیار ہو چکا ہے جسکی خبر صادق سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی اب جو فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پڑھ یا سن لینے کے بعد بھی حضرت عمر کے بارے میں کوئی شک کرے وہ خود جہنمی اور عذاب خدا کا مستحق ہے۔

رسولِ پاک نے تعریف کی فاروقِ اعظم کی
بشارت جنتی ہونے کی دی فاروقِ اعظم کی

عشقِ مصطفےٰ؛

ایک دفعہ بشر نامی منافق اور یہودی کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے چنانچہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا اس پر منافق کو بہت غصہ آیا اور وہ بگڑ گیا۔ باہر آ کر کہنے لگا۔ مجھے یہ فیصلہ نامنظور ہے چلو عمر کے پاس چلیں۔ یہودی کہنے لگا ارے بیوقوف جب تمہارے نبی نے فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے اور عمر بھی تو انہیں کا ہی غلام ہے۔ الغرض وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گئے اور منافق نے سارا قصہ سنایا تو حضرت عمر ابھی خاموش تھے کہ یہودی نے کہا جناب اس جھگڑے کا فیصلہ پہلے دربارِ نبوت میں ہو چکا ہے مگر اس منافق بے ادب اور گستاخِ رسول نے نبی کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لیئے یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہ سنا۔

فَقَالَ عُمَرُ لِلْمُنَافِقِ أَكَذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ ، پس حضرت عمر نے منافق سے پوچھا کیا ایسے ہی ہوا۔ اس نے کہا ہاں!

پس پھر کیا تھا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ غصے میں بھڑک اٹھے اور پیار سے

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یہ بے ادبی برداشت نہ کر سکے۔ گھر میں داخل ہوئے ہاتھ میں تلوار پکڑ لی۔

فَضَرَبَ بِهِ الْمُنَافِقَ ۔ پس اس منافق کو قتل کر دیا۔ جب گستاخ رسول کی جان نکل گئی۔ تو فرمایا!

هٰكَذَا اَقْضِيْ بَيْنَ مَنْ لَّمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ ۔ اسی طرح فیصلہ کرتا ہوں میں اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو نہ مانے۔

صاوی علی الجلالین ص ۱۹۸ ج ۱

دریا نے حکم مانا۔

گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل مصر اکٹھے ہو کر آئے اور عرض کیا کہ دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے حتی کہ جب تک ہم ہر سال ایک کنواری لڑکی اس میں نہ ڈالیں وہ جاری نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ نے یہ سارا واقعہ خلیفۂ وقت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا۔ حضرت عمر نے گورنر مصر کا خط پڑھا تو جوابی خط میں ایک رقعہ ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ یہ خط دریا میں ڈال دینا انشاء اللہ العزیز دریا جاری ہو جائے گا۔ جب یہ خط عمرو بن العاص کو موصول ہوا۔ تو انہوں نے خط میں ڈالا کردہ رقعہ پڑھا جس میں یہ تحریر تھا کہ اے دریائے نیل:۔

فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ كَانَ اللّٰهُ يُجْرِيْكَ فَاَسْئَلُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ يُّجْرِيَكَ (صواعق المحرقہ ص ۱۰۱)

اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اگر تجھے اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرما دے۔ چنانچہ گورنر مصر نے جونہی یہ رقعہ دریا میں ڈالا تو وہ ایسا جاری ہوا کہ پھر دوبارہ خشک نہ ہوا۔

ہوا جاری زمین پر خشک دریا حکم پاتے ہیں۔
اطاعت کرتے ہیں سب بحر و بر فاروق اعظم کی!

رعایا کی خبر گیری:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ آپ رات کے وقت رعایا کی نگہبانی کے لیئے مدینہ کے گلی کوچوں اور گرد و نواح گشت فرمایا کرتے ان کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں خلیفہ وقت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور ہم دونوں گشت کرتے کرتے مدینہ سے دور جنگل کی طرف نکل گئے۔ نظر اٹھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دور سے کچھ روشنی معلوم ہوئی امیر المومنین نے غلام اسلم سے فرمایا چلیں اور پتہ کریں وہاں کون ہے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں دیکھا کہ چھوٹی سی ایک کٹیا ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے ہیں۔ ان کے قریب ہی ان کی والدہ بیٹھی ہوئی ہے۔ چولہے پر ایک ہنڈیا چڑھی ہوئی ہے یوں معلوم ہوا کہ جیسے اس میں کچھ پکایا جا رہا ہے۔ امیر المومنین معلوم کرنے کے لیئے۔

فَقَالَ يَا اَمَةَ اللّٰهِ لِاَيِّ شَيْءٍ يَبْكِيْ هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَانُ ۔ پس فرمایا اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں روتے ہیں۔

اس عورت نے کہا یہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس ہنڈیا میں کیا ہے۔ اس نے کہا اس میں پانی ہے جو صرف اس لیئے آگ پر رکھا گیا ہے تاکہ ان کو تسلی ہو اور یہ میرے بچے مجھ سے کئی بار پوچھ چکے کہ امی جان آخر ہنڈیا کب پکے گی۔ لہٰذا میں انہیں ایسے ہی تسلی دیکر سلا دیتی ہوں۔ مگر آج ان کی بھوک شدت اختیار کر چکی ہے۔ اور ایک سرد آہ کھینچتے ہوئے کہا کہ اب خدا ہی قیامت کے دن عمر سے پوچھے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ الفاظ سنے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سیدھے بیت المال آئے اور کھانے کا سارا

سامان لے کر اپنے غلام اسلم سے کہا کہ یہ میری پشت پر رکھ دو۔ اسلم نے عرض کیا آقا غلام کے ہوتے ہوئے۔ آقا کو تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج تو میرا بوجھ اٹھا لے گا مگر کیا قیامت کے دن بھی اٹھائے گا۔

اِنِّی المَسْئُولُ عَنہُ فِی الاٰخِرَۃ :۔ بے شک قیامت کے دن اس بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا۔

حضرات ! ہے کوئی ایسا حکمران جو راتوں کو جاگے۔ ہے کوئی ایسا فرمانروا جو اپنے کندھوں پر غلہ اٹھا کر مخلوقِ خدا کی خدمت کرے۔ ہے کوئی ایسا بادشاہ جو مخلوق کو بھوکا دیکھ کر آنکھوں سے آنسو بہائے۔ واہ عمر قیامت تک حکمرانی تجھ پر ناز کرتی رہے گی۔ اور تاریخ تیری فرمانروائی کے گن گاتی رہے گی۔ چنانچہ آپ نے آٹا اور دیگر سامان اٹھایا تو اس غریب عورت کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ خود ہنڈیا پکائی۔ غلام اسلم کا بیان ہے۔

فرأیتُ الدُخانَ یَخرُجُ مِنْ خِلَالِ لِحْیَتِہٖ۔ میں نے دیکھا کہ امیرالمؤمنین کی داڑھی سے دھواں گزر رہا تھا۔

پھر آٹا گوندھا روٹیاں پکائیں اور خود ہی بچوں کو کھلائیں۔ جب بچے اور ان کی والدہ کھانا کھا کر سیر ہو گئے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو کہا اے اللہ کی بندی اب عمر کو معاف کر دینا۔ وہ کہنے لگی کہ عمر کے بارے میں تو فیصلہ خدا ہی کرے گا۔ البتہ میں دعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ تجھے عمر کی جگہ عطا فرما دے۔

الصواعق محرقہ ص ۳۸۵ / ۱۰۷

عدل فاروقی! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابو شحمہ

پر زنا کا الزام ثابت ہو گیا تو امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کا حکم دیا کہ اعلان کر دو تمام لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا تھوڑی دیر انتظار کرنا میں ابھی آتا ہوں آپ نے حضرت ابن عباس کو اپنے ساتھ لیا اور جلدی سے اپنے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھا یہاں ابو شحمہ موجود ہے۔ جواب آیا وہ کھانا کھا رہا ہے۔ آپ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا بیٹا کھانا کھا لو شاید دنیا میں یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ سنتے ہی لڑکے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ جسم کانپنے لگا اور لقمہ ہاتھ سے گر گیا۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا بیٹا میں کون ہوں۔

بیٹے نے کہا آپ میرے باپ اور امیرالمؤمنین ہیں۔ فرمایا میری فرمانبرداری تم پر فرض ہے یا نہیں! بیٹے نے کہا آپ کی دونوں فرمانبرداریاں مجھ پر فرض ہیں ایک باپ کی حیثیت اور دوسرا امیرالمؤمنین ہونے کی وجہ سے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے تیرے نبی اور تیرے باپ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو یہودی کا مہمان بنا تھا۔ اور وہاں شراب پی تھی جس سے تو بے ہوش ہو گیا تھا؟ بیٹے نے کہا جی ہاں ایسا ہوا ہے۔ مگر میں نے توبہ کر لی ہے۔ پھر فرمایا میرے بیٹے میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو بنی نجار کے باغ میں گیا تھا۔ اور وہاں کوئی عورت دیکھی اور اس سے جماع کیا تھا؟ وہ یہ سن کر خاموش ہو گیا اور رونے لگا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے! سچ بولو کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ سچ بولنے والوں کے ساتھ ہے۔ بیٹے نے کہا جی ہاں ایسا ہوا ہے۔ ابا جان میں اس پر بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں جب

عمر فاروق نے یہ سنا تو بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور گلے سے پکڑ کر اُسے گھسیٹتے ہوئے مسجد میں سے آ گئے۔ کہا ابا جان مجھے لوگوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ تلوار سے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ مجھے برداشت ہے۔ فرمایا کیا تو نے سُنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔ پھر اسے گھسیٹ کر مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے لے آئے۔ اور اپنے غلام افلح سے کہا اے افلح اسے پکڑ کر سو کوڑے لگاؤ اور مارنے میں کمی نہ کرو۔

افلح نے یہ سنا تو اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا میرے غلام میری فرمانبرداری اللہ اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ میں جو حکم کرتا ہوں وہ ضرور کرو۔ افلح نے صاحبزادے کے کپڑے اتار دیئے تو اس وقت تمام صحابہ بھی رو رہے تھے۔ اور بیٹا اپنے باپ کو شفقت پدری یاد دلا دلا کر کہتا کہ ابا جان میرے حال پر رحم کرو۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے میں شریعت کی پابندی کر رہا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور مجھ پر راضی ہو جائے۔ اس کے بعد غلام روتے ہوئے کوڑے مار رہا تھا۔ اور امیر المومنین بار بار فرما رہے تھے۔ مارو مارو حتیٰ کہ جب ستر کوڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادے نے عرض کیا ابا جان مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیں امیر المومنین نے فرمایا اے بیٹے جب تمہارا خدا تجھے پاک کر دے گا تو تجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پانی پلائیں گے جس سے تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر جلاد سے کہا اسے کوڑے مارتے جاؤ حتیٰ کہ جب اسی کوڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادے نے کہا ابا جان السلام علیکم امیر المومنین

نے فرمایا وعلیک السلام اور فرمایا بیٹا اگر تجھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نصیب ہو تو میرا بھی سلام عرض کر دینا۔ اور کہنا کہ میں عمر کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ کی حدود قائم کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر جلاد سے کہا اسے مارتے جاؤ۔ چنانچہ جب نوے کوڑے مارے گئے۔ تو صاحبزادہ بالکل خاموش ہو گیا اور انتہائی کمزور ہو گیا تو صحابہ کرام نے کہا اے امیر المومنین دیکھئے کتنے کوڑے باقی رہ گئے ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ وہ کسی اور وقت پورے کر لیئے جائیں۔ امیر المومنین نے فرمایا اگر گناہ میں تاخیر نہیں کی گئی تو سزا میں دیر کیوں۔ جب صاحبزادے کی والدہ کو خبر پہنچی تو وہ روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی میں ہر کوڑے کے عوض پیدل چل کر حج کروں گی۔ اتنے دراہم راہ خدا میں صدقہ کروں گی۔ آپ اسے معاف کریں امیر المومنین نے فرمایا حج اور صدقہ حد کی جگہ نہیں لے سکتے۔ یہ کہہ کر فرمایا اے افلاح کوڑے پورے کرو۔ جلاد کوڑے مارتا رہا۔ یہاں تک کہ جب آخری کوڑا مارا تو صاحبزادہ کی روح پرواز کر گئی۔ اور وہ زمین پر گر پڑا۔ صاحبزادے کے فوت ہو جانے کے بعد امیر المومنین رو پڑے اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر کہا اے میرے لخت جگر اللہ تعالیٰ نے تجھے گناہ سے پاک کر دیا ہے اس کے چالیس روز بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی صبح کو آئے اور کہا میں نے خواب میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا سبز لباس پہنے بیٹھا ہے۔ پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حذیفہ عمر سے میرا سلام کہنا اور یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس طرح قرآن پڑھنے اور حدود قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور صاحبزادے نے کہا اے حذیفہ

میرے اباجان سے میرا سلام عرض کرنے کے بعد کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک کرے۔ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک فرمایا ہے۔

(نورالابصار ص ۲۴ ج ۱)

سامعین کرام!

کہاں ہے ایسا حاکم وقت جس کی عدالت کا یہ انصاف ہو کہ اپنے بیٹے کو بھی معاف نہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج تک عدل فاروقی مشہور ہے

انصاف ہے یکساں عربی وعجمی سے!
مصروف مساوات ہر گام ہیں فاروق

شہادت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیروز لولو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے پاس حضرت مغیرہ کی شکایت لے کر آیا۔ کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محصول لیتے ہیں۔ فرمایا کتنا کہنے لگا ہر روز کے چار درہم چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا پیشہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نقاشی کا کام کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے کام کے مطابق اتنا محصول کوئی زیادہ نہیں ہے۔ فیروز لولو نے امیر المومنین کے اس جواب پر سخت غصہ آیا اور چلا گیا۔ دوسرے دن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے نکلے تو فیروز لولو خنجر لے کر مسجد میں آیا۔ اور چھپ گیا۔ جونہی آپ نے امامت کے لئے مصلے پر نیت باندھی تو فیروز نے فوراً نکل کر آپ پر برچھے کے چھ وار کئے۔ زخمی حالت میں حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ کو اپنی جگہ مصلے پر امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور زخموں کی شدت سے زمین پر گر گئے۔ فیروز نے جاتے ہوئے اور

صحابہ کرام کو بھی زخمی کیا۔ تعاقب کے بعد جب وہ پکڑا گیا تو اس نے خودکشی کر لی۔ چنانچہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر گھر لے آئے آپ نے ذرا ہوش آنے کے بعد سب سے پہلے لوگوں سے یہی پوچھا کہ مجھے کس نے قتل کیا ہے۔ لوگوں نے کہا فیروز لولو نے آپ نے سنتے ہی فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ میری موت کسی مسلمانوں کے ہاتھ سے واقع نہیں ہوئی۔ آپ کا علاج معالجہ کیا گیا۔ مگر آپ جانبر نہ ہو سکے۔ اس طرح آپ دینی اور دنیاوی تمام معاملات کو پورا کرتے ہوئے۔ یکم محرم الحرام بروز اتوار جام شہادت نوش فرما گئے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۰۴)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

اختتام کتاب!

بروز پیر ۶ رجمادی الاوّل ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲ نومبر ۱۹۹۲ سنہ
بوقت نماز ظہر۔

بندۂ ناچیز پر تقصیر کی تصنیف میں اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو بطور اصلاح مطلع فرما کر خدا کے لئے معاف فرما دیں!

(شکریہ)

(آپکی دعاؤں کا منتظر)

قادری ابو احمد حماد قادری فاضل علوم عربیہ فیصل آبادی